سیستان

(جعفر مدرس صادقی)

مترجم:۔ اکبر ساسولی

بلوچی اکیڈمی کوئٹہ

www.balochiacademy.org

Email: balochiacademy@gmail.com

© بلوچی اکیڈمی کوئٹہ

کتاب کا نام	:	سیستان
مصنف	:	جعفر مدرس صادقی
مترجم	:	اکبر ساسولی
کمپوزنگ	:	سیف اللہ
ڈیزائننگ	:	نذر بلوچ
پرنٹر	:	شوکت برادرز پریس، کراچی
اشاعت اوّل	:	2015ء
تعداد	:	500
قیمت	:	300

ISBN: 978-969-9768-71-2

انتساب

بلوچستان سے مہر کے نام
جو میری زندگی کا حصہ ہے اور مجھے
فاروق بلوچ کے ذریعہ نصیب ہوئی

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
7	مقدمہ مترجم	1
10	قیام سیستان	2
15	فضائل سیستان	3
19	عجائبات	4
22	سیستان کے نام	5
24	حدود سیستان	6
25	سیستان کے لوگوں کے طور طریقے	7
28	نور مصطفی ﷺ کے متعلق بات	8
34	حدیث نور میں قصہ شاہ قیدار	9
42	حدیث نور میں قصہ ابرہہ کا عبدالمطلب سے	10
45	حدیث نور میں قصہ عبدالمطلب وعبداللہ	11
50	مولود محمد مصطفی ﷺ	12
64	فتوحات اسلام	13
70	عبدالرحمٰن سمُرہ کی آمد	14
73	والیان حجاج وعمر بن عبدالعزیز	15
77	والیان یزید بن عبدالملک و ہشام عبدالملک	16
79	حدیث ذی جناحیں اور فتنہ بکری وتمیمی	17
82	حدیث بومسلم	18

19	بومسلم کا قتل	85
20	والیان منصور و مہدی	86
21	والیان ہادی و ہارون الرشید	94
22	حدیث امیر حمزہ	98
23	والیان مامون	103
24	یعقوب کے ابتدائی کام	119
25	امارت یعقوب اور اسکی بڑائی	125
26	یعقوب کا کرمان و پارس و رُخد و بلخ وھری جانا	135
27	یعقوب کا خراسان جانا اور طاہریوں کو ختم کرنا	140
28	یعقوب محمد واصل کے ساتھ	146
29	یعقوب کا جُندی شاپور جانا اور اس کی وفات	150
30	حاکمیت عمرو اور نجستانی سے اس کی بات	152
31	عمرو کی بات رافع اور بوطلحہ کے ساتھ	157
32	بات عمرو کی موفق سے	161
33	عمرو واپس آ گیا	165
34	عمرو کی رافع سے جنگ دوسری بار	165
35	عمرو کی اسماعیل سے بات اور فرت کے حالات	168
36	سیرت یعقوب و عمرو	176
37	حدیث ازھر (ازھر کی بات)	182
38	طاہر اور یعقوب محمد کی باتیں، حالات، مخالفین	186
39	طاہر محمد کی لیث بن علی سے بات	193
40	لیث علی اور سبکری کی بات	197
41	بات محمد علی احمد اسماعیل سے	201
42	سبکری کی بات (قصہ سبکری کا)	206

208	اب بوصالح منصور بن اسحاق کے بارے میں بات	43
211	آمدن سیجور اور پھر فرار ہو جانا	44
213	فضل حمید کی آمد	45
216	بات خالد محمد اور کثیر احمد کی	46
219	احمد بن قدام اور عبداللہ احمد کی بات	47
221	شعارِ امیر بوجعفر کو پالینا	48
226	امیر بوجعفر کی بات ماکان اور نصر احمد سے	49
233	حکومت امیر خلف اور امیر بوجعفر کا قتل	50
236	بات امیر طاہر بوعلی کی	51
242	واپس لوٹنا امیر خلف کا اور امیر خراسان کے سپاہ سے جنگ	52
244	بات امیر خلف اور امیر حسین کی	53
247	امیر خلف کی بڑائی اور امیر عمرو سے بات	54
249	امیر خلف کی امیر طاہر سے بات	55
253	امیر خلف اور سلطان محمود کی بات	56
256	سیستان پر تکالیف کی ابتداء	57
259	والیان سلطان محمود	58
260	والیان سلطان مسعود اور امیر بوالفضل کا لوٹ آنا	59
263	سپاہ مودود کو شکست دینا اور حکومت امیر بوالفضل	60
266	طغرل کی آمد اور سیستان کے لوگوں کا قتل	61
269	یاقوتی کی آمد و سیستان کی تباہی	62
272	امیر چضری اور امیر بیغو کے نام کا خطبہ	63
275	مقدمہ مصنف	64

مقدمہ مترجم

میں خود ایک تاریخ دان نہیں اور نہ ہی مجھے لالا ہتورام بننے کا شوق ہے۔ بس ایک مترجم ہوں، تاریخ سیستان کا اور لسانیات کا طالبعلم۔ وجہ ترجمہ یہ ہے کہ بلوچستان کو، اس کی تاریخ کو صحیح سمجھا جا سکے۔ زیرنظر کتاب پر ترجمے کیلئے استاد تاریخ فاروق بلوچ کی جانب سے حکم ملا۔ اور اس کی تکمیل کیلئے استاد زبان فارسی شاہ محمود کی مکمل رہنمائی شامل حال رہی، اور خصوصی شکریہ ڈاکٹر عبدالرشید آزاد کا۔

کتاب کے ترجمے سے پہلے بابا حمزہ بلوچ نامی کتاب جو فاروق بلوچ نے تحریر کی ہے، میں حصہ فارسی کا ترجمہ کیا جو تاریخ سیستان کا ایک باب ہے، پھر اس کے بعد اس تاریخی کتاب کا ترجمہ شروع کیا۔ جوں جوں اس کتاب کو پڑھتا جاتا۔ سیستان اور اس کے لوگوں، رسم ورواج کے بارے میں علم میں اضافہ ہوتا جاتا اور دلچسپی اور تشنگی بڑھتی جاتی، اس کی کہانیاں، بہادری کے قصے، طورطریقے، جنگیں، بغاوتیں، شکست وریخت سب ہی جداگانہ حیثیت رکھتی ہیں، اوراس خطے کی انفرادیت نے اسے دنیا میں اجاگر کیا ہے۔ کتاب کو پڑھنے کے بعد شاید اسی سرزمین کو ہم مزید بہتر طور پر جان سکیں اور اپنے

وطن کے بہادروں اور جنگجوؤں کے کارنامے دیکھ سکیں کہ بڑی سے بڑی سلطنت کے حاکموں کو یہاں کے باشندوں نے کس طرح دھول چٹائی اور کس طرح سے سیستانی جنگجو حاکم وقت سے ٹکر لیتے رہے۔جس طرح شاہنامہ فردوسی کا ہیرو رستم سیستانی ہے،اسی طرح تاریخ سیستان کا ہیرو بابا حمزہ سیستانی اور یعقوب بن لیث ہے۔

سیستان کے حوالے سے اپنے استاد، ماہر فارسی زبان وادب شاہ محمود کے الفاظ قلم بند کرتا ہوں کہ:

''تاریخ کو اہل فن نے کئی القابات سے نوازا ہے، کسی دانشور نے اسے پندوعبرت کا خزانہ کہا ہے، کسی نے اسے ماضی کی جمع پونجی کہا ہے، اور متفقہ طور پر اکثر علماء نے تایخ کو ماضی کے انسانوں اور جب تک یہ سلسلہ حیات ہے کے پُل یا رابطے کا درجہ دیا ہے۔ اگر تاریخ نہ رہے تو ہم تمدن قدیم سے اور ماضی کے لوگوں کی اجتماعی زندگی سے بے خبر رہیں گے۔تاریخ کے حوالے سے جتنی بھی بحث کی جائے وہ کم ہی معلوم ہوگی اور خصوصاً مقدمے میں اس سے بھر پور تشنہ لبی محسوس کی جاتی ہے، ہماری بحث کا موضوع تاریخ سیستان ہے۔

سیستان تاریخ کے حوالے سے نہایت قدیم تہذیب اورحیثیت اعلیٰ سے برخوردار ہے۔سیستان قدیم جغرافیائی لحاظ سے وسیع وعریض رقبے کا مالک ہے۔مشرق سے آج کا کرمان اور میزد، بیرجند اور طیبات اور سبزوارافغانستان سے لیکر قندھار تک، مغرب سے سندھ کا اکثر علاقہ بشمول سرزمین بلوچستان (ایران،افغانستان، پاکستان) اکثر تواریخ میں اگر ذکر بلوچ ہوا ہے تو اسے سیستان کا باشندہ قرار دیا گیا ہے۔سیستان میں آثار قدیمہ بے شمار ہیں، جو اس خطے کے تمدن وثقافت کا آئینہ دار ہے، جیسے شہر غلغلہ، تاروسار، آثار بُست وارغنداب، شہر سوختہ اور کئی ایسے پرانے قلعے وشہر وتمدن کے باقیات ملتے ہیں۔

سیستان کی وہ تاریخ جو اسلام کے آنے کے بعد ہم تک پہنچی ہے، اس میں لفظ بلوچ بحیثیت ایک بہادر، جنگجو وشجاع قوم نمایاں ہے۔ دور طاہریان وصفاریان میں تاریخ سیستان کے ہر صفحہ میں بلوچ ایک زریں حیثیت سے نمایاں ہے۔ تاریخ کے مختلف حوالوں میں کہیں یعقوب بن لیث کی والدہ کو بلوچ کہا گیا ہے اور کئی نے خود یعقوب بن لیث کو بلوچ کہا ہے۔

(عیاران، جوانمردان) سیستان صفاریوں کی پیداوار ہیں،غریب پروری، مظلوم کی دادرسی،فریاد نزدیک ودور پر لبیک کہناان عیاروں کی صفات میں شامل تھی اور یہ خصلت آج بھی ان بلوچ اقوام میں پائی جاتی ہے،کسی شاعر نے کہا ہے:ـ

مرد از زابل و زن از کابل
پیدا کنند مرد ہمچون رستمِ داستان

قیام سیستان

سیستان کا قیام گرشاسب بن اثرت بن شہر بن پیداسب بن تور بن بادشاہ جمشید بن یونجھان بن اینکھد بن اوشتھگ بن سامک بن میشی بن کیومرث کے ہاتھوں ہوا اور کیومرث (آدمؑ) اور کیومرث کہ ایزد تعالیٰ نے جس روز اسے زمین پر اتارا اسے بادشاہی اور زندگی ہزار سال عطاء کی اور اسکے بعد اوشہنگ کو بادشاہی ملی اور چالیس سال بعد بادشاہی طھمورث کو ملی۔

اور سیستان کا قیام اس روز عمل میں آیا جب گرشاسب نے دنیا کے عقل مندوں (نجومیوں) کو اپنے ارد گرد جمع کیا اور کہا "میں ایک شہر کا قیام چاہتا ہوں اس وجہ سے کہ ضحاک نے سارے جہان کو ویران کر دیا ہے اور دنیا کی اکثریت کو قتل کر دیا ہے اور اپنے جادو سے دنیا کو تہس نہس کر دیا ہے تا کہ لوگ اسکے زیر اثر رہیں۔ ایسا شہر کا قیام چاہتا ہوں کہ جہاں اسکا فرمان نہ چل سکے۔ میں اس طرح چاہتا ہوں کہ اچھی فکر رکھیں اور سات چار و بارہ کو دیکھیں اور حساب کریں اور فال نکالیں اور اس وقت شروع کریں جب وقت متبرک ہو اور کوئی نحوست اسکے بعد باقی نہ رہے، اتنی حد تک کوشش کریں جتنا ممکن ہو یہ جہاں اور جو اسکے اندر ہے چلے جانے والا اور سب کچھ بالآخر نا چیز ہو جانی ہے (فنا ہو جانی ہے)۔

انہوں نے اسکی بات پر بہت سوچ و بچار کی یہاں تک کہ مناسب وقت کا انتظار کیا اور کہا "اب تعمیر کرو"

اس نے ابتداء (سنگ بنیاد) اپنے ہاتھوں سے کی اور پھر یہ کہا کہ چار ہزار سال شمسی یہ شہر قائم رہے گا یہاں تک کہ مصطفیٰ ﷺ دنیا میں آئے گا اور دین اسلام کی تبلیغ کر

یگا (اسلام کا ظہور ہوگا) اور عجم کے لوگوں کو دین کی طرف بلائے گا اور پہلے پہل جو لوگ دین قبول کریں گے وہ سیستان کے لوگ ہونگے کیا اطاعت کرنے والے اور کیا ناپسند کرنے والے سب اسکے دین میں شامل ہوجائیں گے، چارسو چوالیس سال کا عرصہ ہوگا اور جب چارسو چوالیس سال گزر گئے یہ شہر پھر آباد ہوگا۔ گرشاسب یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوا اور انہیں انعام و کرام سے نوازا اور یہ شہر بنانا شروع کیا یہاں تک کہ مکمل کرلیا۔ قصہ گرشاسب بہت طویل ہے اور اتنا مختصر ہی کافی ہے تاکہ کتاب طویل نہ ہوجائے۔

گرشاسب کے حوالے سے قابل فخر بات اسکی بڑائی کے حوالے سے یہ ہے کہ ضحاک کے زمانے کو ابھی چودہ سال سے زیادہ کا عرصہ نہ ہوا تھا کہ اس نے ایک بہت بڑے پہاڑی اژدھے کو ضحاک کے حکم سے تن تنہا مار دیا اور اسکے بعد چند نراولی اور ایرانی لوگوں کو لیکر ضحاک کے حکم سے ہندوستان کے مہاراج کی مدد کو گیا اور پھر دوبارہ ھزار ھزار سوار اور ہزار ہاتھی پکڑے اور مار ڈالے اور اس جگہ کے ہندوؤں کو امن و امان کی زندگی مہیا کی اور پھر سراندیپ (سری لنکا) گیا نسرین کو وہاں گرفتار کیا اور مار ڈالا اور سمندر کے اطراف میں گھوما پھرا اور جزیرے و عجائبات دیکھے اور وہاں سے مغرب کی سمت گیا اور بہت سے کرنے والے کام انجام دیئے۔

یہاں تک کے فریدون باہر آیا۔ اسکے چچا کے بیٹے نے ضحاک کو گرفتار کیا اور پھر کسی کو بھیج کر گرشاسب کو بلوا بھیجا اور گرشاسب اپنے پوتے کے ساتھ آیا۔ نریمان بن کو رنگ بن گرشاسب فریدون کے پاس گیا اور فریدون نے اسکا استقبال پرجوش کیا اور اسے تخت پر بٹھایا اور پھر نیرمان کو تخت کے پاس ایک سونے کی کرسی پر بٹھایا۔

اور پھر اسے چین بھجوایا کیونکہ گرشاسب نے فریدون کی حکم عدولی کی تھی پھر نریمان نے اسے گرفتار کیا اور پھر ہزار ہاتھی زر و جواہر کے دربار بھجوائے اور خود نریمان وھیں رک گیا اور ایک خط بھیجا فریدون کی جانب کہ "اس مرد کو گرفتار کیا، آپ کی طرف

بھجوا رہا ہوں، اورخود یہاں ہوں کہ جب تک وہ واپس آجائے لیکن آپ اس کو انعام سے نوازیں اور واپس بھجوایئں اور اسکے معاف فرمائیں کہ مرد محتشم (باحیاء) اور اس حکومت کو اسکے علاوہ کوئی نہیں چلاسکتا ہے"

اورفریدون نے اسی طرح کیا

اور وہاں سے گرشاسب فریدون کے دربار میں حاضر ہوا اور وہاں سے سیستان آیا اورنوسو سال سیستان پر حاکم رہا، اورضحاک کو اسکے زمانے میں سیستان پر کچھ دسترس حاصل نہ تھی۔اور تمام زابل، کابل اور خراسان جوضحاک کے قبضے میں تھے پھر سے گرشاسب کے ہاتھ میں آگئے اورفریدوں نے اسکی حکومت کا دورہ گیا۔

کورنگ بن گرشاسب تیس سال سے زیادہ زندہ نہ رہا اور گرشاسب کے زمانے میں وفات پاگیا اور گرشاسب خود خدا پرستی میں مشغول ہوگیا اور دنیا کی بھاگ دوڑ (پہلوانی) اپنے پوتے نریمان بن کورنگ کے سپرد کردی اور فریدون نے (امور سلطنت) نریمان کے سپرد کی اورخود اپنے والد کا بدلہ لینے نکل پڑا اور بدلہ لیکر خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہوا کہ "میں نہیں مرا یہاں تک کہ اس جہاں کے مالک (اللہ تعالیٰ) نے میرا انصاف بغیر مانگے مجھے عطاء کیا"

اور پھر دنیا کا انیسواں (۱۹) دور کا پہلوان سام نریمان تھا اور لوگوں کا فریادرس تھا اور دنیا کو (برائی سے صاف) کردیا یہاں تک کہ افسر یاب منظر عام پر آیا اور بارہ سال تک ایران کو اپنے قبضے میں رکھا اور نریمان اور اسکا بیٹا سام افسر یاب سے فرار ہو گئے اور بڑی بےبسی اور عاجزی سے ایران کو چھوڑ دیا اور ترکستان چلے گئے اور تہماسپ کے دور جہاں پہلوان (شخص کا نام) اور اسکا بیٹا تھے۔ دنیا بہادروں سے آباد ہوئی اور یہاں تک کے افسر یاب باہر نکلا اور ایران پر قابض ہوگیا اور ایران کے لوگ اس سے تنگ آگئے یہاں تک کہ ترکستان چلا گیا اور رستم اس وقت چودہ سال کا تھا اور کیقباد کو لے

آئے اور وہ ترکوں کے لشکر کے ساتھ ہولیا اور پھر لوٹ آیا اور بہادری کے جوہر دکھائے اور افسریاب کو بھگا دیا اور دینا میں پھر سے آرام وسکون آ گیا۔ یہاں تک کہ کیکاؤس کا دور آ گیا، اور پھر رستم ترکستان چلا گیا اور سیاوش کی فوج کے ساتھ واپس پلٹا۔ یہاں تک کہ کیخسرو کی سمت گیا اور جنگیں لڑیں اور پھر کہیں سے افسریاب ہاتھ آ گیا اور اسے مار دیا۔ پھر اسکی جگہ فرامز آ گیا، (فرامز پر بحث 12 جلدوں پر ایک الگ مضمون ہے) اور نریمان وژال کی داستان بھی شاہنامہ میں درج ہے کہ تکرار کی حاجت نہیں۔

اور رستم کے حوالے سے ایک مختصر سا وقعہ (اسکی بڑائی میں) ابو الاقاسم فردوسی نے شاہنامہ کا شعر لکھا اور محمود غزنوی کے نام کیا اور چند روز تک پڑھتا رہا۔

محمود غزنوی نے کہا "یہ سارا شاہنامہ رستم کے قصے کے بغیر کچھ بھی نہیں، اور میرے سپاہیوں میں ایک ہزار مرد مثل رستم ہیں"۔

ابو القاسم فردوسی نے کہا "بادشاہ سلامت کی عمر دراز ہو! مجھے نہیں معلوم کے اسکے سپاہیوں میں کتنے مثل رستم ہونگے، مگر میں یہ جانتا ہوں کہ میرے رب نے رستم جیسا دوبارہ پیدا نہیں کیا" یہ کہا اور تعظیمی سر جھکایا اور چلا گیا۔

سلطان محمود نے اپنے وزیر سے کہا "اس چھوٹے انسان نے مجھے کنایۃ جھوٹا کہا۔

وزیر بولا "اسکو باید قتل کر دیں"

جتنا اسے ڈھونڈا گیا مگر وہ نہ مل سکا۔ یہ کہ اس نے اپنی ساری محنت ضائع کر دی اور چلا گیا۔ کچھ انعام ومعاوضہ نہ پا سکا اور غربت میں وفات پائی۔

اور اگر میں ہر ایک شخص کی تشریح شروع کر دوں تو یہ کتاب مکمل نہ کر سکوں گا یہ تمام ہستیاں (ہر ایک) جہاں میں مشہور ہیں اسی طرح انکی اولادیں، نسل در نسل، عجم کے بادشاہوں کے ادوار، اور دنیا کے پہلوان وغیرہ جو موجود تھے۔ (تاریخ کا حصہ ہیں)

یہاں تک کہ چار ہزار سال کا عرصہ گزر گیا اور ھمارے پیغمبر ﷺ کا ظہور ہوا آپ ﷺ شریعت اسلام لائے اور اس دور میں جب خسرو پرویز بن ھرمز بن انوشیروان ملک کے بختیار جہان پہلوان تھا اور یہ رستم کے اولاد میں سے تھا اس کے بارے میں تفصیل "بختیار نامہ" میں درج ہے۔

بختیار بن شاہ فیروز بن برز فری بن شیر اوژن بن خدائیگان بن فرح بن ماہ خدائی بن فیروز بن گرد آفرید بن پہلوان بن اسپھبد بن رستم بن مہر آزاد بن رستم بن پولادگان بن آزادمرد بن چہر آزاد بن نیروسنج بن فرخ بہ بن داد آفرین بن سام بن نوح بہ آفرید بن ھوستگ بن فرامرز بن رستم الأ کبرین دستان بن سام بن نریمان بن کورنگ بن گرشاسب۔

پس جب اسلام سیستان پہنچا اور لشکر اسلام قوی ہوا دنیا جان گئی کہ کسی کو آسمانی فرمان سے ٹکرانے کی ہمت نہیں اور کوئی کام سازو سامان سے نہ اسلحہ اور لشکر سے چلے گا اگر چلے گا تو ایزدتعالیٰ کا حکم فقط اور سیستان کے لوگوں کو پتہ تھا نبی آخر زمان ﷺ کے مبعوث ہونے کا اور انہوں نے اپنی رضا سے (کہ مصطفیٰ ﷺ نبی برحق ہے) سیستان انکے حوالے کر دیا۔

اور بختیار کے حوالے سے اسکے شجرہ نسب کو گرشاسب تک اور کرشاسب کا شجرہ نسب کیومرث (آدمؑ) تک اس کتاب میں بیان کر چکے ہیں۔

فضائل سیستان

بہت سے فضائل جو سیستان کے حوالے سے مختلف کتب میں درج ہیں اور بہت سے ادیب اور دانشوروں وحکماء نے یوں یاد کیا ہے

"انبیاء" نامی کتاب میں جسے علی بن محمد طبری نے لکھا ہے کہتے ہیں کہ " آدمؑ بی بی حواؑ کو ڈھونڈنے سرندیپ (سری لنکا) سے نکلے تو کہیں نہ رکے وہاں جا کر رکے جس جگہ کا نام آج کل سیستان ہے۔ وہاں سنگریزوں پر بہتا پانی دیکھا، پیا اور اپنی تھکن اتاری اور بادشمالی چل رہی تھی۔ آپؑ سو گئے اور جب اٹھے، طہارت کی اور تسبیح پڑھی (حمد عزو جل) اور جب ان چیزوں سے فارغ ہوئے تو کچھ کھانے کیلئے مانگا۔ جبرائیلؑ آپؑ کے پاس آئے اور اسی وقت انار اور کھجور کا درخت وہاں اگ گئے اور قدرت باری تعالیٰ سے انہوں نے پھل بھی دینے شروع کر دیئے اور حضرت آدمؑ نے وہ پھل کھائے اور ابھی تک ان کی جڑیں (درخت) وہاں موجود ہیں اور اس وقت کہ گرشاسب نے سیستان آباد کرنے کی ٹھانی تو وجہ یہی انار اور کھجور کے درخت تھے جو انہوں نے وہاں دیکھے۔

دوسرا فضل وکرم یہ ہے کہ جب حضرت نوحؑ کی کشتی طوفان نوحؑ میں پانی کے بیچ پورے جہاں میں تیرتی رہی اور یہاں آ کر کشتی رک گی اور آپؑ نے کبوتر (قاصد) کو بھجوایا تو وہ خبر لیکر آیا کہ "عذاب ٹل گیا اور پانی کم ہوتا جا رہا ہے"

آپؑ نے کشتی میں دو رکعت نماز (شکرانہ) ادا کی۔ اور کبوتر کیلئے دعا کی کہ: یا رب اسے عزیز رکھ اور زمین کے اس ٹکڑے (سیستان) کیلئے برکت کی دعا کی۔

اور اب سے لیکر قیامت تک ہمیشہ اس خطے کے لوگوں پر اور اس خطے پر رحمت و برکت قائم دائم رہے گی۔

دوسرا فضل وکرم یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو حکم دیا اور آپؑ کو سارے لشکر

کے ساتھ پوری دنیا میں ہوا نے گھمایا اور پوری دنیا کے لوگوں نے آپؑ کو دیکھا اور آپ کے حکم کی تعمیل کی اور جن وانس آپؑ کے ساتھ تھے اور طبا خان اپنے کام میں لگا ہوا تھا (طبا خان نگران تھا) آپ نے ہوا کو حکم دیا ہمیں وہاں لے چلو جہاں ہوا معتدل اور ہلکی پھلکی ہو"

ہوا آپؑ کو سیستان لے آئی اور آپؑ نے وہاں صبح کا ناشتہ کیا۔

پس آپؑ نے کہا" کتنی جگہوں پر گئے ہیں یہ جگہ سب سے خوش تر ہے اور تمام جہان میں آج عدل ہے اور ظلم نہیں کہ تمام علم دین کے اندر برابر ہے۔

اور خوارج نے ظلم وعدل کے درمیان فرق یہاں (سیستان) سے سیکھا۔

اور یہ کہ اسکندر رومی نے جب دارا بن داراب کو قتل کیا اور روشنک کو گرفتار کیا اور اسکی بیٹی سے شادی کی اور ہندوستان جانے کا قصد کیا (ارادہ کیا) اور سیستان گیا اور اس قلعے میں گیا جسے کیخسرو نے تعمیر کیا تھا قلعہ سیستان کے شمال میں (اور دوسرا قلعہ جنوب میں واقع ہے کہ اس کے بعد اردشیر بابکان نے تعمیر کیا) اور وہاں سات روز رہا جہاں اسکی خوب خدمت کی گئی، بڑی آؤ بھگت کی۔ پس حکم دیا کہ یہاں قلعہ نما (لشکر کیلئے) چھاؤنی ہو۔ ایک دوسرا قلعہ بنایا گیا اور روشنک کو وھاں آزاد کر دیا اور خود کسی کام سے ہندوستان جا کر لوٹ آیا اور فلاح و بہبود کی اور کہا"اوراک کو اس طرح ہونا چاہیے قلعے کے اندر جیسے کہ یہ ہے اور "اوراک"رومی زبان میں لشکر گاہ چھاؤنی کو کہتے ہیں"اور یہاں تک کہ ابھی تک وہ قلعہ موجود ہے۔ سیستان میں جو"اوراک "کے نام سے جانا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ ذوالقرنینؑ نے بنایا ہے۔

اور یہ حکایت بہت سے کتابوں میں ملتی ہے، جیسے "اخبار سیستان"اور دوسری جگہ کتاب "سیر فلوک عجم میں جسکے مصنف عبداللہ ابن مقفع اور ابوالفرج قدامہ بن جعفر بن قدامہ بغدادی نے اپنی کتاب "خراج" کے باب "مسالک وممالک "میں لکھتے ہیں

اور جو کچھ ذات سیستان میں موجود ہے کسی بھی اور جگہ کی قسمت میں نہیں۔

اول: یہ کہ حصین نامہ ایک بڑا دیہات، شہر سیستان میں واقع ہے کہ خود چند دیہات کے برابر ہے اوراسی لئے اسے (مدینتہ العذ را) کہتے ہیں اور کوئی بھی اس پر حاکم نہ ہوسکا (اس پر قابض نہ ہوسکا) یہاں تک کہ کسی کو (عوام) سونپ دیں مگر ہمیشہ کیلئے نہیں سنبھال سکتے تھے اور اسکے لوگ جنگجو تھے اور جنگ اور اسلحہ رکھنا (بنانا) ان کی عادت بن چکی تھی کہ یہ بچپن سے جوانی (بڑھاپے) تک ان کا پیشہ تھا اور جنگ و جدل سیکھنا لازمی جزو زندگی تھا اور دوسری جگہ (سرزمین) کافی معتدل ہے آب و ہوا کے حوالے سے قطب جنوبی اور قطب شمالی سے ہوا چلتی اور ستارے بنام سہیل، قدمان اور فرقدان یہاں تابندہ رہتے ہیں، اور بادشمال دائماً چلتی رہتی ہے اور باد صبا کی وجہ سے فہم و ذہن (لوگوں کے) اس اعتدال ہوا کے باعث پیدا ہوتے ہیں، اس بہتر ہوا کے سبب اس جگہ کے لوگوں سے کافی بہتر ہیں۔

اور ایسی چیز رکھتے ہیں کہ انکے علاوہ کسی کے پاس نہیں اور وہ یہ کہ ریت (سنگریزے) کو ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھا کر لے جاتے ہیں جہاں وہ چاہیں اور یہ ریت ان کیلئے ایک بڑے خزانے سے کم نہیں کہ جس چیز کو محفوظ کرنا ہو اس کو سنگریزے میں دفنا دیتے ہیں اور چاہے کتنے سال گزر جائیں اس چیز کو کوئی نقصان نہیں ہوگا اور یہ ہنر کسی اور کو نہیں آتا اور اس پتھریلی (ریتلی) زمین کا یہ فائدہ ہے کہ جہاں جہاں پائی جاتی ہے وہاں نباتات خوب پھلتے پھولتے ہیں اور جہاں سے پانی گزرتا ہے گھاس خود بخود اگتی ہے اور لوگ اس پر بیٹھتے اور سوتے ہیں تا کہ تندرست رہیں اور یہ ریت ہی کی کرامات ہے (پتھریلی زمین کی) کہ ایک چھوٹے قد کا کمزور انسان جب یہاں آئے تو قوی اور طاقتور لوٹے گا اور اسکے اعضاء مضبوط ہونگے اور پھر ہوا کی چکی سے آٹا پیستے ہیں جبکہ دوسرے علاقوں میں جانوروں سے یا ہاتھ سے گندم پیستے ہیں اور اس طرح کی چیزیں (چرخ) بنائے جو کنویں سے پانی نکالتے ہیں اور اس سے باغات اور زمین سیراب کی

جاتی ہے اگر چہ پانی کی قلت ہوا اور اسی طرح ہوا سے بہت فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اور ایک یہ کہ ایسا شہر ہے جو کسی دوسرے شہر کا محتاج نہیں اور اگر کوئی کاروان (تجارتی) بھی اس جگہ آئے تب بھی یہاں کھانے پینے اور اوڑھنے کی چیزیں زیادہ ہیں اور یہ کہ خود کفیل ہے اور کسی دوسری جگہ سے چیزیں وغیرہ منگوانے کی کوئی حاجت نہیں ہے بلکہ یہ سب چیزیں وافر مقدار میں ہیں اور گرمیوں میں میوہ جات کثرت سے پیدا ہوتے ہیں اور سردیوں میں بھی کچھ نہ کچھ اور بڑے بھلے معطر گل و بوٹے بھی اگتے ہیں سالہا سال سے اور تمام سال بھیڑ بکریوں اور مال و مویشیوں سے دودھ، دہی، لسی اور گھی دستیاب ہوتا ہے اور تازہ مچھلی بھی دستیاب ہے ہمیشہ کہ یہ سب نعمتیں ایزد تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں درج کی ہیں اور یہاں دوسروں علاقوں سے کشتی کے ذریعے (تاجر) سامان لاتے ہیں اور مختلف جگہوں تک جبکہ دنیا کے اکثر شہروں تک بار بردار جانور استعمال کئے جاتے ہیں اور بغداد میں بھی یہی صورت حال ہے، اور دیگر یہ کہ بہت سے علماء جو فقہ، ادب، قرأت وتفسیر سے وابستہ ہیں اسی خطے کی مٹی سے انکا تعلق ہے اور اتنے بڑے عالم کہ حرمین وشام وعراق ان کے محتاج اور ان کی کتب پڑھتے رہے اور اب بھی پڑھتے ہیں۔ اگر ایک ایک کا نام گنواؤں گا تو کتاب طویل ہو جائیگی اور اس طرح کبھی نہیں ہوا کہ یہ خطہ علماء وفقہ سے خالی رہا ہو اور اس خطے کی آب و ہوا ہی ایسی ہے کہ ناچار بہت سے علماء یہاں ہونگے اور عام سیستان کے لوگ علم دوست ہونگے اور لازماً۔ اور یہاں کے مرد و زن پاکیزہ اور غیرت مند اور اتنے کہ پاکیزگی میں انکا کوئی ثانی نہیں ملتا۔ اور اسکے اندر یہ خوبی ہے کہ یہ وہ خطہ ہے کہ جس پر کسی دشمن نے حملے کا قصد نہیں کیا اور نہ کریگا کہ ذلیل و رسوا ہو کر نکلے گا۔ اگر خود نکل جائے تو بہتر وگرنہ ہلاک ہو جائے گا اور دوسرا یہ کہ تمام عالم میں اتنی مقدار میں بڑے بڑے ہنر مند (کاریگر) وعمارتیں نہیں اور ممکن نہیں کہ ہوں جتنے سیستان میں ہیں اور تمام دنیا میں یہ معروف ومشہور ہے کہ زمین کی کوئی بہتر جگہ نہیں سیستان سے، اور کہیں بھی

جانور کا گوشت سیستان کے جانوروں سے خوشتر نہیں لذت اور ذائقے میں اور کہیں نان و نمک و فراخ معیشت جو سیستانیوں کی ہے نہیں ملی گی کیونکہ عرصہ دراز سے اس خطے کا (سواد) فائدہ بہت زیادہ ہے اور یہاں ہر نعمت با نشاط میسر ہے اور پہلے سے بھی موجود تھی، پہلے والوں نے دیکھا کہ انہوں نے کھایا پیا اور تقسیم کیا اور یہ انکی عادت کریمانہ تھی اور اب بھی ہے اور ھمیشہ رہے گی یہاں تک کہ یہ دنیا ختم ہو جائے (قیامت تک)۔

عجائبات:

بہت سے عجائبات سیستان میں تھے جن میں سے بعض اب بھی ہیں۔

نو المؤید بلخی اور بشر مقسم اپنی کتاب "عجائب بر و بحر" میں لکھتے ہیں کہ سیستان کے اندر وہ عجائبات تھے کہ کہیں اور نہ ملیں گے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک چشمہ فراہ کی پہاڑی سے پھوٹتا ہے جو ہوامیں بارہ فرلانگ (فاصلے تک) طے کرتے ہوئے وہاں موجود ایک بڑے شہر میں داخل ہوتا اور پھر اس شہر سے چار فرلانگ دور زمینوں کو سیراب کرتا (یعنی شہر کے پاس نالے کی صورت میں بہتا تھا) اور ابھی بھی دو جگہ اس کے آثار ملتے ہیں ایک وہ جگہ جہاں سے یہ چشمہ پھوٹتا تھا اور ایک وہ شہر اور اسکے آس پاس کی کھیتی باڑی کے آثار۔

اس چشمے کو افسر یاب نے بہت کوشش کی بند کرے مگر نہ کر سکا اور دو چھوٹے بچوں نے اپنی تدبیر سے اسے بند کر دیا افسر یاب نے دونوں کو مار ڈالا اور انکی قبریں ابھی تک اس بند چشمے کے پاس موجود ہیں۔

دیگر فراہ میں ہی ایک گاؤں جسکا نام مَسُو ہے کوہ بُلی کے پاس پانی ٹپکتا ہے۔ اسکی بڑی خصوصیت اور خوبی ہے کہ یہ پہاڑ سے ٹپکتا پانی اتنا پر تاثیر ہے کہ جو اپنے آپ کو اس سے دھوتا ہے (نہاتا) وہ شفایاب ہوتا ہے اور عجیب یہ ہے کہ اگر کوئی نیک باکردار

اور پاکیزہ شخص آئے تو پانی اس پر ٹپکتا ہے اور اگر کوئی فاسد اور بد کردار شخص وہاں آئے تو پانی ٹپکنا بند ہو جاتا ہے اگر چہ وہ کتنی دیر تک ہی کیوں نہ بیٹھا انتظار کرتا رہے اور جب وہ اٹھ جائے تو پانی پھر سے ٹپکنا شروع ہو جائیگا۔

دیگر: فراہ میں ہی کوہ ہارون کے شمال میں ایک سوراخ ہے جہاں کوئی بھی (اسلحہ کام نہیں کرسکتا) تیر وغیرہ کارگر نہیں ہوسکتا اور کوئی بھی اس سوراخ تک نہیں پہنچ سکتا اور ہزار سال میں ایک بار اس سوراخ سے ایک سانپ باھر نکلتا ہے اسطرح کوئی بھی اسکی آنکھیں، چہرہ اور زبان وغیرہ دیکھ سکتے ہیں اور اس کے دوسر بھی۔ سانپ ایک جنگلی بھینس جیسے لگتا ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ اسکی خوراک کیا ہے ماسوائے ایزدتعالیٰ کے۔

دیگر: یہ کہ رون و چول کے علاقے میں ایک پتھریلا اور ریتیلا ٹیلہ ہے بالکل ایک پہاڑ جتنا بلند ہے۔ جب اس کے نزدیک کوئی آدمی جائے اور اس پر کوئی غلاظت پھینکی جائے وہ ریت روتی ہے ایسے جیسے بادل گرجتا ہے اور یہ عجوبہ ہے اور اس طرح کہتے ہیں کہ یہ ٹیلہ زیر زمین کشادہ ہے اور کوہ دماوند تک کے فریدون نے ضحاک کو یہاں بند کر رکھا ہے، قید کیا ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ دجال جو آخری زمانے میں باہر آئیگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریگا اور اسے قتل کر دیگا۔

اور دیگر یہ کہ اور اب بھی ہے نہر ھیر مند و نہر رُخد و نہر خاش و نہر فراہ و نہر خشک اور میدانوں، دشت و پہاڑوں کا پانی سیستان کی تمام اطراف سے ہزار فرلانگ کا فاصلہ طے کر کے سب پانی جمع ہوتا ہے اور وہاں ایک سوراخ ہے جسے "دھان شیر" کہتے ہیں وہ اتنا بڑا بھی نہیں کہ یہ سارا پانی اس میں سما سکے، مگر کوئی نہیں جانتا کہ پانی کہاں جاتا ہے، ماسوائے ایزدتعالیٰ کے:

اور دیگر: بوالموئید بلخی اپنی کتاب "بن رھشن" میں لکھتا ہے اور گبرگان بھی کہتا ہے کہ: سیستان کے ایک بڑے شہر میں (خطے میں) ایک چشمہ موجود تھا جو زمین سے پھوٹتا

تھا اور اسے افسر یاب نے بند کر دیا تھا کہ ہزار سال بعد دوبارہ جاری ہوگا اور لوگوں کو فائدہ پہنچائے گا۔

دیگر: کتاب ":بلدان ومنافع آن" میں کہتے ہیں کہ ہر شہر میں کیا پیدا ہوتا ہے اس حوالے سے سیستان کے بارے میں کہتا ہے کہ وہاں "زرآبریز(زرکا چشمہ ہے جسکے کے بارے میں صحیح معلوم نہیں یہاں تک کہ بوالموئید اپنی کتاب "بن ھش" گبرگان بھی کہتا ہے کہ ایک چشمہ تھا ہیرمند میں بُست کے پاس کہ جس سے پانی اور ریت وکنکر نکلتے ہے جس میں سونا بھی ہوتا ہے اور جس روز سب سے کم سونا نکلتا تو کم از کم ہزار دینار خالص سونا نکلتا۔افسر یاب نے اپنے جادو سے اس کو بند کر دیا اور کہا" یہ خزانہ ہے"۔

اور اس طرح کہتے ہیں کہ ہزار سال بعد یہ چشمہ دوبارہ پھوٹے گا اور لوگوں کو فائدہ پہنچائے گا۔

اور کوہ توژ کی بھی معروف ہے اور مشہور ہے کہ اس سے چاندی نکلتی ہے اور آج بھی اگر چاہیں تو اس سے چاندی حاصل کر سکتے ہیں۔

دیگر: چشمہ سمور ہے کہ سالہا سال سے چاہے گرمی ہو یا سردی پانی رواں دواں ہے اور لوگوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

بو المؤید پھر یہ کہتا ہے سیستان کے اندر ایک پہاڑ ہے وہ سارا خماھن پتھر کا ہے(خماھن ایک قسم پتھر قہوہ ای رنگ کا جسے پرانے لوگ علاج معالجے میں استعمال کر تے تھے سوزش و خارش کیلئے اور اسے حجر حدیدی وضل بھی کہتے ہیں) اور اس پہاڑ سے حوادث زمانہ میں ختم ہو گیا۔

اور ھمیں یہ زیادہ معلوم نہیں بے شک بہت سے عجائب ہیں جو ایک دوسرے پر سبقت رکھتے ہیں انہیں ھم نے یاد نہیں کیا۔

سیستان کے نام (سیستان، زاول زرنگ، نیمروز)

سیستان کا نام اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ ضحاک یہاں مہمان تھا گرشاسب کا اوراسکی عادت یہ تھی کہ (ایلہ) موجودہ بیت المقدس میں بیٹھتا اورعورتوں کے ساتھ مل کر شراب پیتا اوراس دور میں حرام سرا کو "شبستان" کہتے تھے۔ جب ضحاک (شراب پی کر) مستی میں آیا تو اسے اپنی عادت یاد آئی اور بولا "شبستان چاہتا ہوں کہ وہاں خوش ہوکر پی سکوں۔

گرشاسب اس کی عادتوں کو جانتا تھا بولا "یہاں سیوستان ہے، نہ کہ شبستان"۔

اورسیو مردوں کے مرد (جنگجو شجاع) کو کہتے تھے اور سیستان اسی لئے پکارتے ہیں کہ ہمیشہ وہاں مردوں کا مرد یعنی با شجاع مرد موجود ہوتا اور ایک کی جگہ دوسرا دلیر آجاتا۔

جب یہ باتیں ہوئیں تو ضحاک بہت شرمندہ ہوا اور بولا "اے پہلوان! سچ کہتے ہو کہ میں سیوستان میں ہوں نہ کہ شبستان میں"

اس کے بعد سے اسے سیستان کہتے ہیں کہ ایک حرف "واو" کی کمی ہے۔

اورنراول اس لئے نام پڑا کہ تمام جہاں میں کوئی بھی شہر آباد کرتے ہیں تو یا یہ شہرلب دریا (سمندر) آباد کرتے ہیں یا پھر دامن کوہ (پہاڑ) میں۔ کیونکہ جواھر اور دوسری چیزیں سمندر سے حاصل ہوتی ہیں اور معدنیات پہاڑوں سے، اور یہاں جو خطہ آباد کیا گیا" کہ تمام چیزیں ھم نے آب (پانی) وگل (کیچڑ، مٹی) سے بنائی ہیں"۔ یہاں بول چال میں ایک لفظ "گاف" کم ہوگیا اور وہ رہ گیا اور "نراول" کہلانے لگا (یہ ترکیب اس طرح ہے کہ انر + اوُ + گل = انراوگل = نراول)

اور زرنگ اس لئے کہتے ہیں کہ بیشتر آبادی اور نہریں اور فصلیں زال زر، زال

کے سنہرے بالوں سے بنائی گئی کہ "زالق العقیق" سے جانی جاتی ہے اور پیش زدہ "ذالق الحدیث" کہ عربی سے لئے گئے ہیں اور وہ "زال کہن" ہے اور یہ "زال نو" (زال رستم کے والد کو کہتے ہیں) اور سیستان کے لوگ اسے زر و رنگ (سونا اور رنگ) پڑھتے اور کہتے رہے۔ کیونکہ زال کے بال ایسے لگتے تھے کہ جیسے سونے کے ہوں (سنہری بال)۔ بسکر شہر جو اس نے بنایا تھا اسے 'زرنگ پکارنے لگے۔ اس کے بھی دو لفظ کم کر دیئے گئے ہیں اور جب دلیر مردوں ، بزرگوں، عالموں کو "بسکر" آنے کی دعوت دی گئی تو انہوں نے مل کر اس خطے کا نام اس سے منسوب کر دیا اور "زرنگ" پکارنے لگے۔

اور شہر نیمروز کی وجہ تسمیہ کی دو وجوہات ہیں کہ خسروان ایک سال میں فقط ایک روز پورے سال کے مظالم کا فیصلہ ایک دن مخصوصہ میں کرتا اور تمام جہاں کے لوگوں کو آدھا دن نصیب ہوتا اور باقی آدھا دن سیستان کے لوگوں کیلئے ہوتا اسی سبب "نیم روز" آدھا دن اس خطے کا نام پڑ گیا۔

اور بوالفرج بغدادی کہتا ہے کہ نہیں اس طرح نہیں بلکہ حکماء عالم نے جہاں کی تقسیم کی کہ سورج کے طلوع و غروب کے بیچ نیم روز اور اسکی حدود کا تعین اس طرح کیا کہ مشرق کی جانب سے سورج طلوع ہونے کا سب سے چھوٹا دن اور مغرب کی جانب سے سورج کے غروب ہونے کا سب سے بڑا دن اور یہ علم حساب سے معلوم ہوسکتا ہے اور پھر حساب لگا کر (اس خطے کو) چار حصوں میں تقسیم کیا (چار سمتوں میں)۔ خراسان، ایران، نیمروز، باختر۔ کچھ خطہ جو شمال کی طرف ہے اسے نیمروز کہتے ہیں اور ان کے بیچ دو سمتیں بچ جاتی ہیں ہر چیز جو مشرق کی سمت ہے "خراسان" کہلاتی ہے اور ہر چیز جو مغرب کی سمت ہے "ایران شہر" کہلاتی ہے۔

حدود سیستان

اب دیکھتے ہیں کہ حدود سیستان اور اسکے شہر کتنے ہیں اور سیستان کا حدود اربعہ کہاں تک ہے۔

سیستان کہ پہلے بتا چکے ہیں گرشاسب نے قائم کیا اور سیستان کے قیام سے پہلے وہ بُست وزُخدوزمینداوراور کابل میں ان کے فائدے کیلئے وہاں موجود رہا (حکومت کی) کہ اسکے نانا نے قائم کیا تھا جس کا نام گودرز تھا اور اب یہ شہر خلافت بغداد اور خلفاء کی جانب سے سیستان کو میسر آئے اور انکا مال (ٹیکس وخزانہ) سیستان میں جمع ہوتا تھا اور اسفراور بوزستان و بوالستان وغور سام نریمان کے پاس تھا اور کشمیر رستم دستان کے پاس اور اپنے خزانے اور مال و دولت وہاں رکھا اور گردیز حمزہ بن عبداللہ شاری کے پاس اور غزنین یعقوب بن لیث کے پاس تھا۔ یہ تمام شہر زمانہ جاہلیت میں پہلوانوں، سپاہ سالاروں اور طاقتور لوگوں کے پاس رہے جنکا تعلق سیستان سے تھا اور اسلامی دور میں یہ حکومتیں ختم ہوگئیں (اسلام کے زیرنگوں آگئیں)۔

اس کی حد شرق کشمیر سے اطراف تک ہے اور مغرب میں سمندری ساحل تک محیط ہے اور اس طرف دس فرلانگ اور پہاڑوں کے بیچ تک اسکی حد ہے۔ پہاڑ کے دامن اور سارے بیابان جو سیستان کے چارسو پھیلے ہوئے ہیں سیستان کی حدود میں شامل ہیں کیونکہ (سیستان) کو بیابانوں کے بیچ آباد کیا گیا ہے۔

اور بوالفرج بغدادی کہتا ہے جو صاحب کتاب ہے جس کا نام "خراج" ہے کہ خراسان اور ایران اور سجستان بے عیب زمین ہے" اور مزید کہتا ہے کہ اس کے بیچ میں معتدل آب و ہوا بہت ہے اور یہاں کے لوگوں کے قد متوسط ہیں اور سرخی مائل چہرے تو نہیں مگر حبشیوں کی سیاہی بھی نہیں۔ البتہ وہ مرکب ہیں ترک واھل دمامہ واہل چین کا۔

اور سیستان کی آبادی کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حصہ آب اور حصہ ریگ زار اور حصہ بنجر زمین اور یہ تینوں حصے سیستان کے اندر موجود ہیں اور دنیا کے کسی بھی خطے میں یہ نعمت و خوشی ایک جگہ میسر نہیں جو سیستان میں ایک جگہ باہم ہے اور یہ خوشحالی ہمیشہ قائم رہے گے۔

سیستان کے لوگوں کے طور طریقے

اور ہم بات کرتے ہیں سیستان کے لوگوں کے طور طریقے جو وہ عہد قدیم سے اسلام کی آمد تک اپنائے ہوئے تھے۔

گرشاسب اور اسکے پوتے اور فرامرز بن رستم تک نسب اس طریقت پر تھے (اس دین پر تھے) جو آدمؑ لایا تھا۔

صبح صادق اور وقت زوال اور رات کو نماز پڑھتے اور ایزد تعالیٰ کی عبادت کر تے اور دوسرے تمام اوقات میں دنیا جہاں کے کام کرتے (روزی روٹی) اور دعا کرتے اور بہت سا وقت نماز میں گزارتے اور اسکے بعد آنے والے بھی اسی راستے پر چلتے رہے اور زنا، لواطہ (قوم لوط کا فعل)، چوری اور خون ناحق ان کے بیچ حرام تھا اور مردار نہ کھاتے جب تک اسے ذبح نہ کریں اور آج تک جو چیز حلال ہے وہی کھاتے جو اس وقت بھی حلال تھی اور صدقہ و خیرات بہت کرتے اور ھمیشہ مہمان کے آنے کے طلب گار رہتے، مہمان کے آنے پر خوش ہوتے اور میزبانی خوب نبھاتے اور اس کو اپنے اوپر فرض سمجھتے۔ بیٹی، بہن اور والدہ سے شادی نہ کرتے۔

اور رستم و اسفند یار کے بیچ جو جنگ چھڑی اس کی وجہ یہ تھی کہ جب زرتشت سامنے آیا اور اس نے دین مزدکیان (اوستائی مذہب) کی تبلیغ شروع کی تو رستم اس کا منکر

ہو گیا اور اس مذہب پر ایمان نہیں لایا اور اسی سبب اس نے گشتاسب بادشاہ سے سرکشی کی اور شاہی ملازمت چھوڑ دی اور گشتاسب کو جاماسب (نجومی) نے کہا تھا کہ اسفند یار کی موت رستم کے ہاتھوں لکھی ہے اور گشتاسب اسفند یار سے خوف کھاتا تھا (کہیں بادشاہت پر قابض نہ ہو جائے) اسے رستم کے ساتھ جنگ کیلئے بھجوایا تا کہ اسفند یار (رستم کے ہاتھوں) مارا جائے۔

اور اسکے بعد جب فرامرز سیستان سے باہر گیا ہوا تھا، بہمن اسفند یار اپنے بغض و کینہ کی وجہ سے سیستان میں داخل ہوا اور فرامرز کو نہ پیا کہ وہ ہندوستان گیا ہوا تھا اور جب وہ لوٹ رہا تھا تو سمندر میں غرق ہو گیا۔ بخت نصر کو جو اسکا (فرامرز کا) سپہ سالار تھا نے عافیت سمجھی اور بہمن اسفند یار سے صلح کر لی۔ اور ھوشنگ کو جو ابھی بچہ تھا کو سیستان کی بادشاہت عطاء کی اور خود صلح کر کے بارہ ہزار زاولی مردوں کے ساتھ سیستان سے بلخ کی جانب بہمن اسفند یار کے ساتھ چل پڑا۔ بخت نصر خود رستم دستان کا نواسہ تھا اور فرامرز کی بہن کا بیٹا۔ اس کا نام بخت نرسی بن گیو بن گودرز بن گشواد بن اشجور بن فرجیر بن حیر بن یشودان بن انبوت بن نابجن بن تفر بن تفوک بن ایذ نج بن دنج بن نوذ مر بن منوچھر ملک۔

بہمن اسفند یار خود بنیامین کا نواسہ تھا۔ جیسے کے بنی اسرائیل نے یحیٰی اور زکریاؑ کا قتل کر دیا تھا۔ بخت نصر کو وہاں بھیجا کہ ان کے خون کا بدلہ لے سکے۔

اب بات کرتے ہیں کرکوی (عراق) میں آگ لگنے کے سبب کہ:

بوالموئید اپنی کتاب "گرشاسب" میں لکھتے ہیں کہ جب کیخسرو آذر بائیجان گیا اور رستم دستان بھی اس کے ہمراہ تھا اور انہوں نے تاریکی و چڑیل دیکھی جس سے آذر گشپ پیدا ہوا تھا اور روشنی اسکے گھوڑوں کے کانوں پر تھی فقط اور کچھ معجزے تھے۔ پس کیخسرو وہاں سے پلٹا اور ترکستان کا رخ کیا سیاوش کے خون کا بدلہ لینے کیلئے۔ سیاوش

اس کا والد تھا اور جتنے بھی نرینہ (مرد، بچے) دیکھے جو ترکستان میں موجود تھے سب کو قتل کر دیا اور اسکے ساتھ رستم اور ایران کے دوسرے پہلوان بھی ہمراہ تھے۔

افسریاب رک گیا (خوف سے) اور چین چلا گیا وہاں سے ہندوستان آیا وہاں سے سیستان آیا اور بولا "میں رستم کی پناہ میں آ گیا ہوں" اور اسے باعزت طریقے سے لایا گیا اور اسے پہاڑ کے دامن میں موجود غار میں لایا گیا۔ چونکہ اسکی فوج بھی اس کے ساتھ تھی اور اس غار میں غلہ کا انبار لگا ہوا تھا اور ہر جانب چاروں طرف ایک لاکھ کلو غلہ ہر وقت موجود رہتا تھا اور جادو سے اسے جمع کیا اور بیچ میں جگہ بنائی اور یہ تدبیر کہ یہاں گھاس پوس بہت ہے اور ایک مضبوط حصار ، اگر کوئی برائی پیش نہ آئے تو کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ (یعنی ایک محفوظ پناہ گاہ) اور اسے محفوظ بنایا گیا اور جادو کے ذریعے دو فرلانگ تک چاروں طرف تاریکی پھیلا دی گئی۔

جب کیخسر و ایران میں داخل ہوا اور اسے یہ خبر ملی تو وہ یہاں آیا اور اس تاریکی میں وہ اندر داخل نہ ہو سکا کہ جہاں اب آتش گاہ کرکوی ہے۔ گرشاسب کی عبادت گاہ ہے اور اسکے اپنے زمانے میں اس کی دعا قبول ہوتی تھی اور اس نے وہاں وفات پائی اور لوگ بھی وہاں جا کر دعائیں مانگتے ہیں جو قبول و مقبول ہوتیں اور ایزد تعالیٰ ان کی مراد یں بر لاتا ہے۔ بات اس جملے پر تھی کہ کیخسر و وہاں پہنچا گودڑی پہنی اور دعا مانگی تو ایزد تعالیٰ نے وہاں تاریکی کو ختم کر دیا اور روشنی پھیل گئی اتنی کے آج تک وہاں آتش گاہ ہے۔ چونکہ وہ روشنی پھیلی اور تاریکی ختم ہوئی اور رستم و کیخسر و قلعہ کے نزدیک پہنچے اور منجنیق میں آگ کا گولہ ڈالا اور پھینکا یہ تمام گھاس پھوس کے انبار میں آگ لگ گئی جو کئی سالوں سے وہاں جمع کئے گئے تھے اور وہ قلعہ راکھ ہو گیا، افسریاب وہاں سے بذریعہ جادو بھاگ گیا اور دیگر لوگ جل گئے اور قلعہ ویران ہو گیا۔

نور مصطفیٰ ﷺ کے متعلق

اس کتاب میں ، میں نے یہ کہا تھا کہ بڑی بزرگ ہستیوں کا ذکر آگے کیا جائیگا اور بزرگ ترین شخصیت دنیا و آخرت محمد ﷺ ہے اور جو اسلامی دور کا ذکر کریں گے تو ابتداء سے شروع کریں تو پھر ابتداء انکی بات سے کی جائے تا کہ یہ کتاب کبھی نہ بھلائی جاسکے اور سب کو پسند آئے۔

سعید ابن عمرو انصاری اپنے باپ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ انکی طرح بغیر دیدار کئے پیغمبر ﷺ کی صفت و ثناء بہتر بیان کر سکے جیسا کعب الاحبار اور میرے اسلام لانے کا سبب وہ بنا کہ میرے دیدار مصطفیٰ ﷺ سے پہلے ہی اس نے خاتم نبوت کے اخلاق اور صورت کا بیان کیا تھا وہ بھی بن دیکھے اور جیسا اس سے سنا ویسا ہوا اور سال وہ ماہ و روز و ساعت وفات آپ ﷺ کی جو اس نے مجھ سے کہی اور اس رات جب مصطفیٰ ﷺ کا وصال ہوا میں کعب کے ساتھ اپنے شہر میں تھا۔ کعب نہ سویا اور ساری رات باہر رہا (کمرے سے) اور کبھی اندر آجاتا اور پھر باہر آسمان کی جانب نظر دوڑاتا۔ صبح سویرے اس سے کہا "یا ابا اسحاق آج شب سے تجھے دوسری طرح (بے چین) دیکھ رہا ہو۔ وہ رو پڑا اور کہا،" ہونی کو کون ٹال سکتا ہے اور ہمارے پیغمبر ﷺ اس رات کو وصال فرما گئے ، بہشت کے دروازے ان کیلئے کھول دیئے گئے اور ھماری زمین میں کوئی ایسی جگہ اس سے بڑھ کر نہیں جو جگہ آپ کو آغوش میں لے گئی (جہاں آپ کا مدفن ہوگا) مجھے اس پر تعجب ہوا وہ چلا گیا اور میں بھی اور پھر اسے نہیں دیکھا اور یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا ، میں مدینہ پہنچا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور سلام عرض کیا۔ مجھے اپنے پاس بلایا۔ جب میں نے وہاں موجود لوگوں کو باتیں سنائیں جو

(کعب) سے سنیں تھیں تو لوگ تعجب میں پڑ گئے اور بولے "اس نے یہ جادو کی مدد سے کہا ہو گا کیونکہ جسطرح اس نے کہا اسی طرح ہوا (اور آپ ﷺ اسی طرح کے تھے)۔

اور لوگوں کی باتیں سن کر میں نے کہا" اللہ اکبر، اللہ اکبر باخدا وہ جادوگر نہ تھا اور نہ میں ہوں"۔

پھر حکم دیا کہ ایک چھوٹا سے تھیلا لایا گیا سفید رنگ کا۔ اس پر ایک سرخ سونے کا تالا لگا ہوا تھا۔ مہر لگا (بند تھا) اسکی مہر کھولی اور پھر تالا کھولا گیا۔ تھیلے سے سبز رنگ کی چادر نکالی جو ریشم سے بنی ہوئی تھی نکالی اور کہا" یہ ہے صفت مصطفیٰ ﷺ میں نے یہ باتیں یہاں سے کی تھیں"۔

پھر میں نے کہا" اے ابا اسحاق، کہ ابھی مجھے قرآن پڑھاؤ اور آپ ﷺ کے ابتدائی حالات سے انتہا تک سناؤ" (مجھے اسلام میں داخل کرو کلمہ پڑھاؤ)۔

آپ رضی اللہ عنہ نے کہا اسی طرح کریں گے انشاءاللہ۔

ایزد تعالیٰ نے جب چاہا سید وُلد (اولاد) آدمؑ (محمد ﷺ) کو پیدا فرمائیں تو جبرائیلؑ کو حکم دیا اور وہ زمین کے دل سے ایک مٹھی انڈے جتنی (مٹی) کہ کل زمین کی قیمت اور نور ہے لے آیا اس جگہ سے جہاں اب (آدمؑ) کی قبر ہے اور اس مٹی کو آب تسنیم (جنت کا پانی) سے دھویا گیا اور گوندا یہاں تک کے انڈے جتنا موتی بن گیا اور پھر بہشت کی تمام نہروں سے اسے دھویا گیا اور پھر زمین و آسمانوں کے بیچ اسے گھمایا گیا تا کہ سمندروں سے لیکر فرشتوں تک سب کو معلوم ہو سکے کہ مصطفیٰ ﷺ کی تخلیق کیلئے آدمؑ کو خلق کیا گیا"۔

جب آدمؑ کی تخلیق مکمل ہوئی اور اسکے جسم میں روح کو داخل کیا گیا تو آدمؑ نے اپنے اندر سے آواز سنی: آدمؑ بولا" سبحانک، اے خدایا یہ کیا ہے۔

ایزد تعالیٰ نے فرمایا" یا آدم، تسبیح خاتم الانبیاء (مصطفیٰ) انکے جسم کے اندر رب

کی تسبیح کر رہے تھے) اسے سنبھال کے رکھ اور مجھ سے یہ عہد کر یہ قول لے کہ اسے کہیں اور امانت کے طور پر نہ رکھو، آدمؑ نے کہا مجھے قبول ہے اے خدا تعالیٰ۔

پس نور محمد ﷺ آدم کی جبین مبارک کے بیچ رکھ دیا گیا اور جب سورج آسمان پر گردش کرنے لگا (رات ہوئی) اور آدمؑ نے چاہا کے حواؑ کے نزدیک جائے تو آپؑ نے طہارت کی اور عطر لگایا اور حواؑ کو بلایا اور پھر آپس میں ملے تو انبیاء کا باپ شیثؑ وجود میں آیا۔ اس دن جنت کی نہر کھول دی گئی اور رحمت خداوندی نے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا اور انہوں نے اس پانی سے غسل کیا اور اسی نہر سے پانی پیا۔ صبح سویرے آدمؑ نے دیکھا کہ یہ نور حواؑ کے چہرے پر موجود ہے وہ خوش ہوا اور حواؑ کا مرتبہ ہر روز بڑھتا گیا یہاں تک کہ پرندوں، حیوانوں، درندوں کو اس سے انس ہوگئی (مانوس ہو گئے)۔ آدمؑ پھر اس کے پاس دوبارہ نہ گیا (اس سے ملاپ نہیں کیا) اور فرشتے ہر روز حواؑ کے سلام کیلئے آتے اسکی مزاج پرسی کرتے اور اسکیلئے آب تسنیم (جنت کا پانی) لاتے اور آپ وہ پیتیں اور پھر خلقت شیثؑ (پیدائش) ہوئی سب سے جداگانہ کہ اسکے ساتھ کوئی جڑواں بچہ نہ تھا وہ تنہا ماں کی بطن سے پیدا ہوا اور نور مصطفیٰ ﷺ اس کی جبین پر آ گیا اور ایزد تعالیٰ نے نور اور شیطان ملعون کے بیچ حجاب حائل کر دیا جسکی مسافت پانچ سو سال کی ہے، اور وہ نور شیث میں پرورش پانے لگا یہاں تک کہ آسمان تک پہنچ گیا (آسمان والوں نے دیکھا) اور ہر فرشتہ بھی دیکھتا تو یہی کہتا کہ یہ نور مصطفیٰ ﷺ ہے۔

جب شیثؑ جوان ہوا اور آدمؑ کے پاس گیا تو آدمؑ نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے حوض عظیم کے پاس لے گیا اور کہا "اے بیٹے یہ نور جو تیرے پاس ہے، رب ایزد کی امانت ہے میرے پاس اور میں نے اسے پاک ترین جگہ پہنچا دیا چاہے مردوں کے پاس یا پھر عورتوں کے پاس۔

پھر کہا "اے خدایا، فرشتے بھیج کہ شیثؑ پر گواہ بناؤں" جبرائیلؑ ستر ہزار فرشتوں

کے ساتھ آیا اور سفید تختی اور جنت کے قلموں میں سے ایک قلم بھی ساتھ لایا۔ سلام کیا اور بولا "اے آدمؑ ! یہ قلم بہشت اور تختی اور اس قلم کو سیاہی کی ضرورت نہیں کہ خود بخود لکھے گی جتنا لکھواب اس تختی پر لکھو جو تم سے لکھوایا گیا تھا۔"

آدمؑ نے شیثؑ سے عہد نامہ لکھوایا اور خدا اور فرشتوں کو گواہ بنایا اور جبرائیلؑ نے اس پر مہر ثبت کی اور اس عہد نامہ کو اپنے پاس رکھ دیا اور اسی وقت جنت سے دو لباس جو نور و رنگ خورشید سے آراستہ تھے لائے گئے اور محویلہ کو باری تعالیٰ نے شیثؑ کی بیوی بنایا جو بالکل حوا کی طرح تھی (اور شیث اور محویلہ کو وہ جنتی لباس پہنائے گئے جبرائیل نے نکاح پڑھایا اور ملایئکہ گواہ ہوئے، ولی آدمؑ بنا اور ان کیلئے سبز زمرد سیا یک "قبہ ای" محل بنا گیا، اور پھر شیثؑ سے محویلہ کو حمل ٹھہرا اور پھر اس نے ہر طرف سے صدا سنی کہ "نور محمدﷺ تجھ میں آ گیا" ایزد تعالیٰ نے وہ محل لوگوں کی نظروں اور شیاطین سے پوشیدہ رکھا کہ کوئی بھی اس سمت نہ دیکھ پاتا کہ بے شمار نور تھا کہ جو بھی دیکھتا تو اس کی آنکھیں چندھیا جاتی (اندھا ہو جاتا)۔

جب محویلہ کو انوش پیدا ہوا اور اس نے اس میں اسکی پیشانی پر نور مصطفیٰﷺ دیکھا تو خوش ہوئیں، جب انوش بڑا ہوا تو شیثؑ نے یہ امانت انوش کے سپرد کی۔ انوش نے قینان اور قینان نے مھلائیل اور مھلائیل نے یرد اور یرد نے اجرّہ نامی خاتون سے حکم کے مطابق شادی کی جسے حمل ٹھہرا اور پھر اختوخ پیدا ہوا جو کہ ادریسؑ تھا اور نور اس کی جبین پر آ کر ٹھہرا اور اس سے ہی عہد و پیمان ہوئے اور اس نے قبول کئے اور پاکیزہ ترین عورتوں میں سے بروحا سے شادی کی اور اس سے متوشلخ پیدا ہوا اور متوشلخ سے لمھک اور لمھک ایک باقوت اور مرد بزرگ تھے، آپ نے قینوس بنت برکائیل بن محوائیل سے شادی کی اور نوحؑ ان سے پیدا ہوئے اور لمسک نے یہ عہد نوحؑ سے پیوستہ کر دیا اور آپؑ نے قبول کر لیا اور عمریّہ سے شادی کی جو بہت بڑی مومنہ اور صالحہ تھی اور سام اس سے

پیدا ہوئے اور نور مصطفیٰ ﷺ اس میں داخل ہوا اور اس امانت کو نوحؑ نے اسے سونپا اور تابوت آدمؑ بھی اور انہوں نے قبول کر لیا اس تابوت میں در بیضہ بھی تھا اور اس تابوت کے دو دروازے تھے سونے کے اور بند تھے، زمرد سبز کے اور اسے جو بیوی ملی وہ بادشاہ کی بیٹی تھی ایسی عورت کہ سارے عالم میں حسن و جمال و پاکیزگی میں اسکا کوئی نظیر نہ تھا۔ اس سے ارفخشد پیدا ہوا اور نور محمد ﷺ وہاں پہنچا اور سام نے وہ تابوت اور نور اس کے حوالے کیا اور اس نے قبول کر لیا اور ارفخشد نے مرغانہ سے شادی کی اور عابر اس سے پیدا ہوا اور وہ ھودؑ تھا اور نور مصطفیٰ ﷺ اس میں داخل ہوا تو ہر جگہ سے یہ صدا آنے لگی کہ "یہ نور مصطفیٰ ﷺ ہے کہ جو بت توڑ ڈالے گا اور کفار کو ہلاک کریگا" اور ارفخشد نے تابوت اور نور پدر اسکے حوالے کیا اس نے میشا خا سے شادی کی اور اس سے فالخ پیدا ہوا اور فالخ سے شانخ، شانخ سے ارغو اور ارغو سے اشروع اور اشروع سے ناجورا اور ناجورا سے تارخ اور تارخ سے آزر اور اس نے بنت ثمر سے شادی کی جس سے خلیل ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ اور ابراہیم کی پیدائش کے وقت دو علم (جھنڈے) نظر آئے ایک مشرق کی سمت میں اور ایک مغرب کی سمت میں اور ساری دنیا نور سے بھر گئی اور نور ایک طرف سے دوسری طرف عمودی پھیل گیا اور اس سے آواز آنے لگی۔

ملائیکہ نے دیکھا اور پوچھا "یا خدایا! یہ کیا ہے؟

صدا آئی کہ "نور محمد ﷺ ہے"

اور پھر ابراہیمؑ کو حجاب میں چھپا دیا گیا جیسے آدمؑ کہ نور مصطفیٰ ﷺ اس سے ظاہر نہ ہو۔ اس سے پہلے تمام لوگوں کو دیکھا تمام انبیاء کی امتوں کو مگر امت مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو نہ پایا۔ چاہا کہ پوچھے تو ندا آئی "یہ محمد ﷺ ہے۔ اے خلیل: میرا حبیب اور اسکے علاوہ کوئی حبیب نہیں۔ میں نے اسے یاد کیا ہے زمین و آسمان بنانے سے پہلے اسکے والد آدمؑ کو پیدا کرنے سے پہلے کہ جب وہ مٹی اور روح کے بیچ تھا "(یعنی محمد ﷺ

آدمؑ سے پہلے تخلیق کردہ ہیں) اور تو اور وہ درجہ حساب سے برتر ہو اور اس میں اسکا نور تجھ میں پیوستہ کرتا ہوں اور تجھ سے اسماعیل کو اور کرم و خیر و بزرگواری کو حکم دیا ہے کہ اس کے ساتھ رہیں۔

ابراہیمؑ نے سارہ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ دولت عطاء کی ہے اور سارہؑ کے دل میں اس نور کو حاصل کرنے کی طمع (خواہش) پیدا ہوئی اور ہمیشہ اسے توقع رہی اور یہ نور حاجرہؑ کو حاصل ہوا جو اسماعیلؑ کے ذریعے سے حاجرہؑ نے حاصل کیا اور سارہؑ غمناک ہوگئی اور رونے لگی اور جذبات میں آکر کہنے لگی "اے ابراہیمؑ کیا ہوا جو میں دوسری عورتوں کی طرح بے اولاد ہوں؟

ابراہیمؑ نے کہا غم مت کر کہ ایزد تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کریگا۔ اس طرح غمگین تھی یہاں تک کہ اسحاقؑ پیدا ہوئے اور بڑے ہوئے۔ جب ابراہیمؑ کے جانے کا وقت آیا (وفات کا وقت نزدیک ہوا) اس جہاں سے تو وہ تابوت آدمؑ لے آیا اور اپنے بیٹوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ اس وقت اسکے چھ بیٹے تھے اور ہر پیغمبر کا اس تابوت میں ایک خانہ تھا۔ آپؑ نے کہا! اس کا ڈھکن اٹھاؤ" انہوں نے اس کا ڈھکن اٹھایا اور اندر دیکھنے لگے سارے خانے ابراہیمؑ اور انہوں نے دیکھے اور سب سے آخری حصے میں خانہ مصطفیٰ ﷺ تھا اور یہاں تک پتہ چلتا ہے کہ کب پیدا ہونگے اور کس نسل آپ ﷺ کا تعلق ہوگا اور محمد ﷺ اس خانے میں موجود تھا اور وہاں نماز ادا کر رہا تھا اور یاقوت و احمر بھی موجود تھے اور اسکے سیدھی جانب مطیع و فرمانبردار شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھا الٹی جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اسکے پیچھے حضرت عثمان غنی بن عفان رضی اللہ عنہ اور اسکے بعد حضرت علی بن ابی طالب تھے جو تلوار نکالے کندھے پر رکھے ہوئے تھے اور ان کے پیچھے مہاجرین و انصار ہیں کہ انکے گھوڑوں کی نال اتنی تابناک کہ سورج آج تک ماند پڑ گیا ہے۔

پس ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں سے کہا "غور سے دیکھو کہ انبیاء کے ساتھ تم میں سے کون جڑا ہوا ہے۔

پس انہوں نے دیکھا کہ وہ سب اسحاقؑ کے ساتھ ہے مگر محمدﷺ سب سے الگ اسماعیلؑ کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور اسی وقت اسماعیلؑ کی جبین پر نور مصطفیٰﷺ نمودار ہوا۔

باپ نے اس سے کہا "ایزدتعالیٰ نے تجھے خاص طور پر چن لیا ہے اور تمہیں نور بزرگوار خاتم الانبیاء عطا کیا ہے "اور اس سے عہد لیا اور اس نے اقرار کیا۔

پس اسماعیلؑ نے حارث کی بیٹی ھالہ سے شادی کرلی اور قیدار اس سے متولد ہوا اور نور اس میں آ گیا اور جب بڑا ہوا اسماعیلؑ نے اس سے عہد لیا اور نور اسکو سپرد ہوا اور اس نے قبول کرلیا اور تابوت بھی اس کے حوالے کر دیا۔اور قیدار بادشاہ بنا اور اس نے چاہا کہ اپنے اختیار سے نور اسحاقؑ کی اولاد کو سونپ دے اور خدا نے چاہا کہ اس کے اس کے اندر بہت سے عجائب کا ظہور کرے اور آخر وہی ہوتا ہے جو ایزدتعالیٰ چاہتا ہے۔

حدیث نور میں قصہ شاہ قیدار

قیدار بادشاہ تھا اور اسکی سات خصلتیں تھیں کہ کسی بادشاہ میں نہ تھی۔ شکار کرنا کہ ہر چیز کو دیکھتا اور چاہتا کمند سے شکار کر لیتا اور چاہتا تو اس پر غلبہ پالیتا اور جب تیر چلاتا تو وہ ہرگز خطا نہ جاتا تیسرا یہ کہ اسطرح کا سوار کوئی نہ تھا، چوتھا قوت کے حوالے سے کوئی اس جیسا آدمی نہ تھا۔ پانچواں اس طرح کا دلاور کوئی نہ تھا۔ چھٹا اس طرح کا کوئی سخی نہ تھا۔اس میں قوت مردانگی اتنی تھی کسی اور میں نہ تھی۔ دوسولڑکیوں سے شادی کی اور وہ بھی اسحاقؑ کی نسل سے مگر ان میں سے کسی میں وہ نور داخل نہ ہوسکا اور دوسوسال کی عمر گزر گئی اسے کوئی اولاد نہ ہوئی اور آخر جب شکار پر گیا اور وہاں سے پلٹا تو راستے میں

چرند، پرند اور درند جو ایک جگہ جمع ہو گئے تھے۔ اسے تعجب ہوا اور سب نے با آواز بلند زبان فصیح سے انسانوں کی طرح بولنا شروع کیا" کیوں تمہیں نور مصطفیٰ ﷺ کی فکر نہیں ہے اور جو امانت تمہارے پاس ہے اور جو وصیت تمہیں کی گئی ہے اسے پورا نہیں کرتے؟ اور کتنی عمر گزار دی اور کھیل کود میں صرف کر دی۔

قیدار گھر لوٹا۔ غمگین اور پھر اس نے قسم اٹھائی کہ "اس وقت تک کچھ نہ کھاؤ گا اور پیونگا جب تک خدا مجھے کوئی راہ نہ دکھائے کہ کیا کرنا ہے"۔

پس چند روز گزر گئے اس نے کچھ نہ کھایا اور زمین پر نماز ادا کر رہا تھا کہ ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں آیا اور بولا "یا قیدار! تو کتنے ملک اور شہر گھوما اور شہسواری اور لذت دنیا میں مشغول رہا، کیا وقت نہیں آیا کہ عہد کو پوا کرو اور نور مصطفیٰ ﷺ کو اسکی جگہ تک پہنچاؤ؟ اور یہ جان لو کہ اولاد اسحاقؑ میں یہ نور منتقل نہ ہوگا اور اب جاؤ اب راہ خدا میں قربانی کروتا کہ وہ تمہیں کوئی راہ دکھائے" یہ کہہ ہر وہ فرشتہ آسمان کی طرف پرواز کر گیا۔

قیدار اسی وقت وہاں گیا جہاں اسماعیلؑ پیدا ہوئے تھے۔ سات سو سفید پرندے ابراہیم کے نام پر قربان کئے اور ہر قربانی جو کرتا تو سرخ آگ آسمان سے آتی اور اس قربانی کو اپنے ساتھ لے جاتی۔ پس ہوا سے ایک صدائے بلند آئی کہ "بس کر قیدار، کہ خدا تعالیٰ نے تیری دعا سن لی اور تیری قربانیاں قبول ہوئیں۔ جا اور اس درخت کے نیچے سو جا اور نوید کا انتظار کر، یہاں تک کہ خواب میں تجھے اشارہ ملے کہ کیا کرنا ہے!"

قیدار درخت کے نیچے جا کر سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے کہہ رہا ہے کہ یہ نور جو تیرے پاس ہے اللہ نے اسی سے دنیا کے تمام نور پیدا فرمائے ہیں اور نہیں چاہتا کہ کسی اور جگہ پہنچے مگر پاکیزہ دختران عرب کے پاس اور اس دختر کا نام غاضرہ ہے۔

قیدار نیند سے جاگا اور شاد واپس لوٹا اسی گھڑی قاصد دوڑائے کہ جا کر ڈھونڈیں وہ عورت جس کا نام غاضرہ ہے اور خود بھی بے صبری سے وہاں رک نہ سکا اور ننگی تلوار لئے

اسکی تلاش میں نکل کھڑا ہو اور پھر پہنچا جُرھم بادشاہ کے پاس جو اولاد زھل بن عامر بن یعرب بن قحطان تھا اور اسکی ایک لڑکی تھی غاضرہ نامی۔ غاضرہ اپنے زمانے کی نیک ترین عورت تھی اور اس سے شادی کر لی اور اپنی بادشاہی میں اسے لے گیا اور حمل وھاں سے غاضرہ کو منتقل ہو گیا اور دوسرے دن جب اس نے غاضرہ کی جانب نگاہ دوڑائی تو نور کو وہاں پا کر خوش حال ہوا۔ اور تابوت آدمؑ جو اسکے پاس تھا اولاد اسحاقؑ نے اس سے مانگا کہ " کہ تابوت ہمیں دے دو کہ نور تمہارے پاس ہے اور انبیاء ہماری اولاد میں سے ہیں"

اور اس نے انہیں تابوت دینے سے انکار کر دیا اور کہا" میرے باپ نے مجھے عطاء کیا ہے"

اور پھر اس دن وہ تابوت کھولنے گیا تو تابوت اس سے نہ کھلا اور جواب ملا کہ تم نے اپنا کام پورا کر دیا تابوت اپنے چچا زاد بھائی یعقوبؑ کو دے دو کہ وہ اپنے ہاتھوں سے کھولے کہ وہ اسرائیلؑ ہے۔

اور ابو محمد ترفقی اسطرح کہتا ہے کہ "اس کو اس لئے اسرائیل کہتے ہیں کہ وہ بیت المقدس میں تھا اور سب سے آخر میں بیت المقدس سے نکلتا اور سب سے پہلے اس میں داخل ہوتا۔ جب وہ وہاں داخل ہوا تو دیکھا کہ سارے چراغ الٹ پُلٹ پڑے ہوئے ہیں اسے تعجب ہوا اور وہ مسجد کے اندر چھپ گیا۔ کچھ دیر بعد اس کو وہ مل گیا جس نے یہ کیا تھا پس اسے پکڑ لیا اور ایک ستون سے باندھ دیا یہاں تک کہ لوگ صبح سویرے اندر آئے اور اسے دیکھا ایک جن تھا کہ اسکا نام قیہ تھا۔ اسی وقت سے یعقوبؑ کو اسرائیل کہا جانے لگا کہ اس نے ایک جن کو اسیر کیا تھا"

پس جب قیدار کو حکم ملا کہ تابوت اسرائیلؑ کو دے دو تو اس نے غاضرہ سے کہا" ناچار یہ امانت ہے کسی اور کو سپرد کرنے جا رہا ہوں کہ میرے نزدیک امانت ہے اگر میں چلا گیا اور میرے آنے سے پہلے مجھے اولاد ہوئی تو اسکا نام حمل رکھنا"۔

پس اس نے تابوت اٹھایا اور کنعان کی جانب چلا گیا اور اس نے تابوت کندھے پر اٹھا رکھا تھا اور تابوت کی برکت سے ایک گھنٹے میں کنعان پہنچ گیا اور زمین اس کیلیئے سکڑ گئی ۔پس تابوت نے صدا لگائی، یعقوبؑ رونے لگا کہ نور مجھے نہیں ملا "نور محمد ﷺ دے دیا، نور مجھ سے چلا گیا"۔

یعقوبؑ نے پوچھا "اسحاقؑ کے بیٹوں کو سونپ آئے"

وہ بولا نہیں" بلکہ عرب کے غاضرہ کو"

یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو کہا کہ "یہ ہے بڑا شرف نور مصطفےٰ ﷺ کہ کہیں نہ گیا مگر عرب کے پاس ان کی طاہرات کے پاس۔اے قیدار، تجھے مبارک ہو کہ کل شب تیرے گھر با مشرف بیٹے کی ولادت ہوئی ہے"

قیدار نے کہا "تو شام کی زمین پر ہے اور وہ حرم کی زمین پر تمہیں کیسے پتہ چلا"

بولا" آسمان کے دروازے کھلے دیکھے اور وہ نور آسمان تک پھیلا ہوا تھا کہ جو محمد ﷺ کو خدا نے عطاء کیا تھا اور میں سمجھ گیا کہ اس عالم میں اسے دوسرے کو منتقل کیا"

پس جب حمل بڑا ہوا قیدار نے اسکا ہاتھ پکڑا تا کہ اسے مکہ اور دوسرے مقامات اور جگہیں دکھائے جب وہ کوہ شبیر پر پہنچے تو ملک الموت آدمی کی صورت میں ان کے سامنے آیا اور سلام پیش کیا اور کہا" کہاں جا رہے ہو، اے قیدار"

بولا "اس بیٹے کو مقام اور خانہ حرام (خانہ کعبہ) دکھانے جا رہا ہوں"

ملک الموت بولا "امید ہے خیریت و عافیت ہو گی البتہ میں تمہیں ایک نصیحت کرنا چاہتا ہو" اسکا ہاتھ تھاما اور اسکی روح کو کان کی جانب سے قبض کر لیا اور قیدار اپنے بیٹے کے آگے مردہ پڑا تھا۔حمل غصے میں آ گیا اور بولا "میرے باپ کو تم نے مار دیا ہے"

ملک الموت نے کہا "غور سے دیکھو کہ خود بخود مرا ہے بھی یا نہیں؟

حمل نے چاہا کہ دیکھے اور ملک الموت اسکے سامنے آسمان کی جانب پرواز کر گیا

اور حمل اسے پکڑ نہ سکا، کسی کو وہاں نہ پایا اور سمجھ گیا کہ معاملہ کیا ہے اور باپ کے سرھانے بیٹھ کر رونے لگا۔ اللہ نے سبب پیدا فرمایا اور اسی وقت اولاد اسحٰقؑ سے ایک گروہ وہاں پہنچے اور قیدار کو غسل دیا اور کفن دفن کیا اور اسے کوہ شبیر میں دفنا دیا۔

حمل تنہا اور یتیم رہ گیا۔ ایزد تعالیٰ کی قبولیت سے وہ بادشاہ بنا اور عزت وشرف میسر آیا اور اپنے قوم کے بڑے لوگوں سے اس نے رشتہ لیا اور عہد کے مطابق اس سے شادی کی کہ اسکا نام حریوہ تھا اور اس سے بنت پیدا ہوا اور اپنے والد کے طرح بزرگی اور جلالت اسے ملی اور اس سے ھمیسع پیدا ہوا اور پھر ھمیسع سے اُرد پیدا ہوا جس کا نام ساری دنیا میں مشہور ہوا۔ اس نے علم وہ ادب سیکھا اور کتابت کا استاد تھا اپنے زمانے کا۔ پھر اُرد سے عدنان پیدا ہوا اور عدنان اس لئے اسے کہتے کہ جن وانس کی نگاہیں اس پر تھیں اور وہ چاہتے تھے کہ اسے حسد کے ہاتھوں مار ڈالیں کہ دانا وحکیم (نجومی) نے کہا تھا کہ "بڑے عالم اس سے پیدا ہونگے "ایزد تعالیٰ نے فرشتہ موکل اس کیلئے بھیجا اور پھر سب نے جتنی بھی کوشش کی اسے نقصان نہ پہنچا سکے یہاں تک کہ اس سے معدٗ پیدا ہوا معد اسے اس لئے کہتے تھے کہ بنی اسرائیل نے بہت سے جنگیں لڑیں اور غارت گری کی اور ہر وقت کامیاب وکامران ہوتے اور اسکے پاس اتنا مال جمع ہوا کہ دنیا میں کسی بادشاہ کے پاس نہ تھا پھر اس سے نزار پیدا ہوا اور اسے نزار اس لئے کہتے تھے کہ جب معد نے اس کے اندر نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا تو بہت زیادہ خیر وخیرات کی اور آخر میں کہا "اگر جتنا بھی مال و دولت اور مملکت میرے پاس ہے سب اس پر قربان کردوں پھر بھی کم نہ ہوگی، اور پھر اس نے اپنی قوم سے عہد کے مطابق سعدہ نامی خاتون سے شادی کی اور مغر اس سے پیدا ہوا اور اسے مغر اس لئے کہتے کہ جب بھی وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتا تو غائب ہو جاتا اور کوئی اسے دیکھ نہ پاتا اور تمام عرب کا سید معتبر بنا۔ اور سب نے اپنے اور اپنے بچوں سے اس کے نام بیعت وعہد لکھ کر دیا اور وہ تحریر خانہ کعبہ میں رکھ دی گئی۔ یہاں تک کہ ہاتھیوں کو

مکہ مکرمہ لایا گیا۔ پس عمرو بن لحی نے ان سب کو غائب کر دیا (وہاں سے اٹھا لیا)۔

پس مُغر نے کز مہ سے شادی اور کز مہ کا لقب "ام حکیم" تھا۔ الیاس اس سے پیدا ہوا اور اسکے بعد وہ اولاد کی نعمت سے نا امید ہو گئے اور الیاس نے ہمیشہ لوگوں سے خود کو حضرت رسول کہتے سنا اور لوگوں کی صدا پر لبیک کہتا۔ یہاں تک کہ اس نے منحہ سے شادی کر لی اور اس سے مدر پیدا ہوا اور اسے مُدِر اس لئے پکارتے تھے کہ وہ شرف اور فضل میں بزرگی کے درجے تک پہنچ گیا تھا۔ پھر مدر نے عورتوں سے شادی کے حوالے سے قرعہ نکالا جو خزیمہ کے نام نکلا مگر اس نے کافی عرصہ خذیمہ سے شادی نہیں کی کہ اس میں خاص کشش نہیں دیکھی اور یہاں تک کہ خواب میں دیکھا کہ پیغام ملا " طابخہ کی بیٹی سے شادی کرو " اور اس نے اس سے شادی کر لی اور کنانہ پیدا ہوا اور کنانہ نے ریحانہ سے شادی کی کہ "ام طبیب" لقب تھا۔ اس سے نضر پیدا ہوا اور نضر سے ایک بڑا نور جاری ہوا اسے قریش کہتے ہیں اور جتنے بھی نضر کی اولاد ہیں انہیں قریشی کہتے ہیں اور جو اس میں سے نہیں وہ قریشی نہیں ہیں۔

اور اس نے خواب میں دیکھا کہ "سبز درخت اسکی پشت سے نکلا اور بڑھنے لگا یہاں تک کہ زمین سے آسمان تک اسکی شاخیں پھیل گئیں اور ان میں نور جھلکنے لگا، پھر میں نے دیکھا کہ تمام جہان لوگوں سے بھر گیا اور سب نے درخت کی شاخیں تھام رکھی تھیں اور دنیا سے آسمان تک درخت لوگوں سے بھر گیا۔ جب وخواب سے بیدار ہوا اور قریش کے بڑے بزرگوں سے بات کی اور پوچھا تو انہوں نے کہا "یہ جو تم نے خواب دیکھا ہے یہ تمہاری عظمت و کرم اور بزرگی بڑھنے لگے گی اور اس جگہ پہنچوں گے جہاں کوئی آدمی اس بزرگی تک نہیں پہنچ پایا ہے"۔

اور اسی وقت ایزدتعالیٰ نے زمین کی طرف نظر دوڑائی اور تمام ملائیکہ سے کہا" کون ہے اس زمین کے اندر، اس زمانے میں اعلیٰ ترین میرے نزدیک؟ اور میں

اس سے دانا تر ہوں"

انہوں نے کہا "اے خدایا! سیدھا ہمیں نظر آرہا ہے کوئی زمین پر جو تجھے یاد کر رہا ہو (اتنا) مگر ایک نور کہ جو امانت ہے کسی کے پاس اور اسکا تعلق اولاد اسماعیلؑ سے ہے"۔

جبار نے کہا" گواہ رہنا اے ملائیکہ کہ میں نے اسے نور مصطفےٰ ﷺ کی برکات سے اپنا برگزیدہ بنا دیا ہے اور اسے لوگوں میں تعظیم والا بنایا ہے۔

اور حرم و مکہ و عرب سب اسکیلئے کھول دیئے گئے اور اسے مالک بنا دیا گیا۔" مالکؑ اسے کہتے ہیں کہ جسکا حکم تمام عرب مانتے ہوں اور پھر مالکؑ سے فِھر پدا ہوا اور فِھر سے نوی اور نوی سے غالب اور غالب سے کعب اور کعب سے مُرَّت اور مرت سے کلاب اور کلاب سے قَصی اور اسے قَصی اس لئے پکارتے تھے کہ اس نے تمام باطل کو اکھاڑ پھینکا اور حق کے نزدیک پہنچایا اور تمام عرب اس کا حکم مانتے تھے اور قَصی سے عبد مناف پیدا ہوا اور عظمت میں اسکا مرتبہ کافی بلند تھا اور دنیا کہ تمام بادشاہ اسکے پاس اپنے قاصد بھجواتے اور تحائف بھی بھجواتے اور پرچم نزار اور کمان اسماعیل اور پیمانہ حاج اور چابیاں اصنام اسکے دسترس میں آگئیں اور اسکے پانچ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں اسکے سب سے بڑے بیٹے کا نام "ہاشم" تھا اور اسے ہاشم اس لئے کہتے تھے کہ اس نے شوربہ کی ابتداء کی اور تمام جہان اسکے دستر خوان پر موجود تھا اور ہاشم وہ نور لے آیا اور وصیت قبول کی اور اسکی تمام مائیں (شروع سے لیکر اس وقت کی عورتیں) حضور ﷺ تک کے دور کیں پاکیزہ اور حور عرب تھیں اور تمام نے عہد قبول کیا تھا اور اس نے شادی کی تھی اور انکی قیمت ہزار دینار سے کم نہ تھی بلکہ زیادہ تھی اور اقدی کہتا ہے کہ ہاشم کو ایزد تعالیٰ نے پاک و برگزیدہ بنایا تھا اور ملائیکہ کو آگاہ کر دیا تھا کہ "میں نے اس بندے کو تمام چیزوں سے پاک کر دیا ہے (ہر برائی سے دور کر دیا ہے)"

اور وہ نور اسکے اندر سرائیت کر گیا اور اسکی جبین پر پہلے دن کے چاند کی طرح

ظاہر ہوا مگر ایسے کہ کوئی جن وانس اسے نہ دیکھ پائے اور پھر یہ خبر روم کے بادشاہ (قیصر روم) فلسطین روم تک پہنچی اور پھر اس نے اپنا قاصد بھجوایا کہ "میری ایک بیٹی ہے کہ آج تک شرق سے غرب تک اسطرح کا کوئی اور نہیں، تیرے نکاح میں دیتا ہوں" اور اس نے انکار کر دیا اور وجہ یہ تھی کہ اس کے اندر ایک بہت عظیم نور موجود تھا اور یہاں تک کہ ایزد تعالیٰ نے اسے خواب میں اشارہ دیا کہ "سلمٰی جو دختر زیاد بن عمرو بن لبید بن خداش بن نجار ہے کو اپنی بیوی بناؤ"

آپ نے اس سے شادی کی اور سلمٰی حور عرب تھیں (جیسے کہ خدیجہ بن خولید حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں تھیں) اور وہ خوبصورت دوشیزہ اور بے مثال و با کمال و جمال تھیں۔

عبدالمطلب اس سے پیدا ہوا۔ ہاشم نے خواب دیکھا اور وہ خواب دیکھ رہا تھا اور بیدار ہو گیا، تو دیکھا کہ اس نے بہشت کا لباس پہنا ہوا ہے اور زمین بہشتی کپڑوں سے آراستہ اور عبدالمطلب پاکیزہ اس زمین پر بیٹھا ہوا ہے۔ سرمہ ماں اور بیٹے دونوں کی آنکھوں میں ڈلا ہوا تھا اور ان کے سر پر تیل لگا ہوا تھا اور اس طرح کا نظارہ اس نے کبھی پہلے نہ دیکھا تھا۔ تعجب میں پڑ گیا اور قریش کی روحانی شخصیت کے پاس گیا اور تمام قصہ اسے سنایا، اس نے جواب دیا کہ ایزد تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس غلام کو ایک بڑے گھرانے سے شادی کراؤ اسے بزرگی عطا ہونے والی ہے"

قیلہ بنت عمرو کو اسکی زوجیت میں دیا گیا اور وہ بڑا ہوا اور اس نے عہد لیا اور اس سے حارث کی ولادت ہوئی اور وہ عورت فوت ہو گئی اور پھر ھند دختر ومرو اسکی زوجیت میں آئی۔

پس جب ہاشم کا دنیا سے جانے کا وقت آ گیا تو اس نے عبدالمطلب کو کہا "فرزندان نضر کو میرے پاس لے آؤ۔ عبدشمس اور مخزوم اور فھر اور نوی اور غالب۔۔

اور عبدالمطلب اس وقت پچیس سال کا تھا اور نیک تر، عقلمند تر تھا سارے جہان

سے۔ اور اس عالم میں کوئی نہ تھا جو اسکی شجاعت کا مقابلہ کر سکتا اور اسکی ھیبت کی برابری کر سکتا اور اس سے مشک و کافور و عنبر سے بھی بڑھ کر خوشبو آتی اور نور مصطفیٰ ﷺ اس کی جبین سے ظاہر ہوتا۔

جب ہاشم نے اسے اور اسکے اندر نور کو دیکھا اور سارا قریش جمع تھا تو وہ بولا" جان جاؤ کہ تم لوگ (خالص) مُخ اولاد اسماعیل ہو اور خدا نے تمھیں برگزیدہ بنایا ہے اور تمھیں اپنا خاص بنایا ہے اور تم لوگ ساکن حرم اور اسکے گھر کے خادم ہو (خادم حرمین شریفین) اور میں آج تم میں سب سے بہتر اور تمہارا سید (بڑا) ہوں اور پرچم نزار اور کمان اسماعیل اور پیمانہ حاج اور چابیاں اصنام کی۔ ابھی تک اور آج میں ان تمام چیزوں کو جنہیں میں نے دھرایا اور تمھیں عبدالمطلب کے سپرد کرتا ہوں اور اسے تمہارا سردار منتخب کرتا ہوں اور تمام جہان کے بڑے بڑے سرداروں کو جب اس نور کی خبر ہوئی تو اسے تحفے تحائف بھیجنے لگے اور آپ ان کو۔ پھر جب مکہ میں کافی عرصہ بارش نہ ہوئی تو اھل قریش اکھٹا ہوئے اور عبدالمطلب کو کوہ شبیر لے گئے اور اس نے دعا کی۔ اللہ نے اسی وقت بارش برسائی اور اس طرح کے بہت سے عجائبات نور محمد ﷺ کی وجہ سے رونما ہوئے۔

حدیث نور میں قصہ ابرہہ کا عبدالمطلب سے

جب ابرہہ پہلی بار حملے کیلئے نکلا کہ مکہ کو ویران کر دے گا تو عبدالمطلب نے عرب کے بڑوں بزرگوں سے کہا" اس بات سے دل کو رنجیدہ نہ کرو کہ وہ اس کو ویران نہ ہونے دیگا کہ اسے اللہ نے آباد کیا ہے اور وہ اسے موقع نہ دیگا اور اپنے گھر کی خود نگہبانی کرے گا"۔

پس ابرہہ آیا اور حرم کے نزدیک پہنچ گیا اور اونٹ، بھیڑ، گھوڑے اپنے ساتھ

لے گیا اور ان جانوروں کے بیچ چار سو سرخ اونٹ عبدالمطلب کے بھی تھے۔ جب انھیں خبر ہوئی تو وہ قریش کے بڑے سرداروں کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد چل پڑے اور جب وہ کوہ شبیر کے پاس پہنچے تو وہ نور عبدالمطلب کے جبین پر نمودار اور مثل ماہ (چاند) چمکنے لگا اور وہاں سے مکہ تک چمک دمک پہنچی۔

قریش کے بڑے سردار یہ دیکھ کر تعجب میں آگئے اور بولے واپس لوٹ چلو کہ یہ نور ہرگز اس جگہ نہیں چمکتا جہاں فتح یابی نہ ہو۔ لوٹ چلو کہ اس چمک کو مکہ میں چمکنا چاہیے" اور وہ وہاں سے پلٹ آئے۔

یہ بات جب ابرہہ کو پتہ چلی کہ ''بزرگان قریش آئے اور پھر واپس پلٹ گئے'' وہ غصے میں آیا اور اسکے پاس ایک ہزار کی فوج تھی، اس نے ضناطہ حمیری کو بھیجا کہ " جاؤ عبدالمطلب کو لے آؤ۔

وہ مکہ آیا اور جب اس نے عبدالمطلب کو دیکھا اور اس کی جبین پر نور مصطفیٰ ﷺ کے خوف سے اس پر لرزہ طاری ہوگیا اور اسکے اوسان خطا ہو گئے اور جب اسے ہوش آیا اور کہا کہ "سچ ہے قریش کے سردار تم ہی ہو" پس اسے (سلام) سجدہ کیا اور کہا" بادشاہ ابرہہ نے کہا ہے کہ آپ آئے اور پھر واپس لوٹ گئے۔ اسکا سبب کیا ہے؟" وہ غصے میں ہیں ابھی مہربانی کریں اور ان سے ملاقات کریں"

عبدالمطلب قریش کے سرداروں کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد چل پڑا اور پھر لشکر کے بیچ سے ہوتے ہوئے قاصد اور دربان آپ کو لیکر بادشاہ کے سامنے آیا اور بولے "یہ ہیں سید القریش"

ابرہہ نے جب آپ کو دیکھا تو بولا" یہ سید کسی تعریف کے لائق نہیں کہ ہر جو اس کو دیکھے گا اسے یقین ہو جائیگا کہ یہ سب سے عظیم ہے کہ اسمیں عظیم نور ہے"۔ پس وہ کھڑا ہوا اور عبدالمطلب کا ہاتھ تھاما اور اسے تخت پر بٹھایا اور بولا" یا عبدالمطلب تمہارے

آباؤ اجداد کے پاس یہ نور تھا؟"

عبدالمطلب نے کہا" یہ میراث ہے اور ہمارے آباؤ اجداد میں بھی تھی"۔

اس نے کہا کہ " آپ کو شرف ملوک و بزرگی ہے"

(اس واقعے سے مترجم متفق نہیں کہ)

اور پھر نگاہ دوڑائی تو اپنے سفید ہاتھی پر نگاہ گئی جو سب سے بڑا تھا کہ اسکے دانتوں کو سجایا گیا تھا ہیرے جواہرات سے اور سب بادشاہوں کو اس ہاتھی پر فخر تھا اور سب ہاتھی ابرہہ کو سجدہ کرتے تھے ماسوائے اس ہاتھی کے اور یہ ہاتھی ابرہہ کو سجدہ نہ کرتا تھا۔ ابرہہ نے حکم دیا کہ اس ہاتھی کو پیش کرو"

اس ہاتھی کو پیش کیا گیا جب عبدالمطلب کو ہاتھی نے دیکھا تو زانوں کے بل بیٹھ گیا اور عبدالمطلب کو سجدہ کیا اور آدمیوں کی طرح بولنے لگا کہ وہاں موجود سب لوگوں نے اسکی آواز سنی کہ "سلام اس بزرگ ہستی پر جو تیری جبین پر ہے کہ شرف و عزت دنیا وآخرت کی اس کے پاس ہے۔اے عبدالمطلب تو ہرگز خوار نہ ہوگا اور کوئی تجھ پر فتح نہیں پاسکتا"

بادشاہ کو تعجب ہوا اور اس کے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں عبدالمطلب جادوگر تو نہیں ہے اور اسی وقت اپنے جادوگروں اور نجومیوں کو بلایا اور کہا" مجھے سچ بتاؤ کہ کیا سبب ہے اس ہاتھی نے مجھے کبھی سجدہ نہیں کیا اور عبدالمطلب کو سجدہ کر رہا ہے اور اس سے باتیں بھی کیں پتہ لگاؤ کہیں یہ جادوگر تو نہیں ہے"۔

انہوں نے کیا"اس ہاتھی نے اسکے جادو کو نہیں بلکہ اس کے اندر موجود نور کو سجدہ کیا ہے وہ آخر زمانے پیغمبرؐ ہے محمدﷺ اور ساری دنیا پر حاکم ہوگا اور دنیا کے بادشاہوں کو رسوا کریگا اور دوبارہ اس گھر (خانہ کعبہ) کے دین کو رائج کریگا یعنی دین ابراہیمؑ کو اور اسکی سلطنت بہت وسیع ہو جائیگی اور سب جہان اس کے زیرنگین آجائے گا ہمارا ملک بھی

پورا عالم "پھر کہا" ہمیں اجازت دیں کہ ہم عبدالمطلب کے ہاتھ پاؤں چومیں"
انھیں اجازت دی گئی اور انہوں نے عبدالمطلب کے ہاتھ پاؤں چومے اور پھر بادشاہ آگے بڑھا اور اس نے اسکے سر کو بوسہ دیا اور اسے بہت کچھ عنایت فرمایا اور انکے اونٹ، بھیڑ اور گھوڑے واپس کیئے اور وہاں سے لوٹ گئے۔

حدیث نور میں قصہ عبدالمطلب وعبداللہ

اور پھر عبدالمطلب مکہ لوٹ آیا اور اس نے ھالہ بنت حرث سے شادی کر لی۔ بولہب اس سے پیدا ہوا اور بولہب کا نام عبدالعزا تھا، کافر۔شیطان رجیم (سنگ سارشدہ)۔ھر سُعدی بنت غیاث سے شادی کی اور عباسؓ ان سے پیدا ہوئے وہ کہ جس سے خلفاء وامراء پیدا ہوئے اور صفیہ ان سے پیدا ہوئیں۔ پھر عبدالمطلب نے حمیدہ سے شادی کی کہ اس سے حمزہؓ (سید الشہدا) پیدا ہوئے اور حجل بن عبدالمطلب اور عاتکہ بنت عبدالمطلب ۔ پھر ایک روز سو رہا تھا کہ خواب میں ڈر گیا اور بیدار ہوا اور بڑی تیزی سے باہر کو روانہ ہوگئے اور عباسؓ کہتا ہے کہ میں عمر میں بڑا تھا اور والد کے پیچھے ہولیا اور ہم قریش کے غیب گو (مرد روحانی) کے پاس گئے تو اس نے پوچھا" کیا ہوا ابا الحارث "اس نے کہا" میں نے خواب دیکھا ہے اور اس سے ڈر گیا ہوں"
کہا" کیا دیکھا تم نے؟"
بولا "ایک زنجیر دیکھی جو میرے پشت سے نکلی اور چار سمت پھیل گئی ایک نے مشرق کو گھیر لیا اور ایک نے مغرب کو ایک آسمان کی سمت چلی گئی اور ایک نے ثریا کو گھیر لیا (سب کو اپنی گرفت میں لے لیا) اور ایک تیزی سے آگے بڑھی میں اسکی طرف متوجہ ہوا تو اس سلسلہ نے ایک درخت کی شکل اختیار کر لی اور اس درخت نے ہر چیز کو تھام لیا تھا اور ہر چیز سبز تر اور خوب صورت تر ہوگئی اور اس درخت سے نور پھوٹنے لگا اور میں

دیکھ رہا تھا کہ دو بڑے بوڑھے بارعب آدمیوں کو دیکھا کہ میری جانب آئے۔میں نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا مجھے نہیں جانتے میں نوحؑ ہوں اور دوسرے سے پوچھا تم کون ہو؟ وہ بولا میں ابراہیمؑ خلیل اللہ ہوں، اور میں جاگ گیا "۔

غیب گو (مرد روحانی) نے کہا "اگر تیرا خواب سچا ہے تو تیری پیٹھ سے ایک ایسا بیٹا پیدا ہوگا کہ اہل آسمان اور زمین اس پر ایمان لائیں گے اور دونوں جہاں کا عالم ہوگا۔

پھر عبدالمطلب نے عرصے تک پھر نئی شادی نہیں کی ۔ یہاں تک کہ خواب دیکھا کہ فاطمہ بنت عمرو سے شادی کرو"

اس سے شادی کر لی اور سو سرخ اونٹ اور خالص سونا اس کے بدلے دیا اور ابو طالب اور آمنہ بنت عبدالمطلب اس سے پیدا ہوئے اور نور اس طرف نہیں گیا۔

یہاں تک کے ایک روز شکار کیلئے گیا اور تھکا ہارا پیاسا واپس لوٹ رہا تھا کہ راستے میں ایک بہت بڑا سایہ دیکھا اور اس کے پاس سے پانی بہہ رہا تھا وہاں سے اس نے پانی پیا اور گھر لوٹ آیا اور اس رات نور فاطمہ میں منتقل ہوگیا اور عبداللہ اس سے پیدا ہوئے جن میں وہ عظیم نور منتقل ہوا۔

اور عبدالمطلب بہت خوش ہوئے اور تمام یہودی پیشوا جنکا تعلق شام سے تھا انہیں اسی وقت مولود عبداللہ کی خبر ہوئی اور اسکا سبب یہ بنا کہ ا کے پاس یحییٰ ذکریا کا (صوف سے بنا لباس) گوڈری سفید رنگت میں موجود تھی اور انکا خون اس پر دھبہ کی صورت میں لگا خشک ہو چکا تھا اور اس لباس پر لکھا ہوا تھا کہ "جس وقت کہ آپ لوگ دیکھو کہ خون قطرہ قطرہ بن کر ہو کر اس لباس سے ٹپکے اور لباس مکمل سفید ہو جائے تو جان لینا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے والد عبداللہ اس دنیا میں آچکے ہیں" اور انہوں نے دن، ماہ و سال گننا شروع کر دیئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ خون قطرہ قطرہ بن گرنے لگا اور لباس سفید ہو گیا۔ وہ سمجھ گئے جب و بڑا ہوا تو یہودی اس کی تلاش میں نکل پڑے تا کہ اسے ڈھونڈ کر

قتل کر دیں۔ ایزد تعالیٰ نے اسے سنبھالے رکھا (اپنی امان میں رکھا) اور انکی آنکھیں اسے ڈھونڈ نہ سکیں۔ پس جسے بھی دیکھتے جو مکہ مکرمہ سے شام آتا اس سے عبداللہ کا پوچھتے اہل قریش ہمیشہ اسکی صورت و کمال و جمال کی تعریف کرتے اور یہودی ان سے کہتے کہ 'وہ نور عبداللہ کا نہیں'۔

پس وہ جواب دیتے "سچ کہتے ہو تم لوگ؟"

وہ کہتے "وہ نور محمدﷺ کا ہے اسکے بیٹے کا۔اس (عبداللہ) سے نبی آخری زمان ﷺ پیدا ہونگے اور وہ پیغمبر بت شکن ہوگا اور دین ابراہیمؑ رائج کریگا۔

اور عبداللہ اپنے حسن و جمال میں اس جگہ پہنچ گیا کہ تمام عرب کی عورتیں اس پر فریفتہ ہوگئیں تھیں اور وہ اپنے زمانے کا یوسفؑ بن چکا تھا اور(جادوٹونا کیں کاہنہ عورتوں نے اپنے جادو کی طاقت آزمائی اور مال و دولت خرچ کی تو عبداللہ نے کہا کہ "میری تمہیں راہ نہ مل سکے گی"اور پھر اسے مختلف عجائب وغیرہ رونما ہونے لگے اور وہ اپنے والد سے بیان کرتا، پھر ایک روز آپ بطحا مکہ سے باہر نکلے۔ ایک نور دیکھا کہ اس کی جبین سے نکلا اور دو سمتوں میں چلا گیا ایک مشرق کی جانب دوسرا مغرب کی جانب اور پھر واپس اسکی جبین میں سما گیا۔اس نے اپنے باپ کو بتایا تو اسکا والد بولا"دیر نہ کرو اب شادی کرلو اور تم سے اولاد کی ولادت ہو کہ تمام جہان اس کیلئے مسخر ہو جائیگا"

اور ہمیشہ شام کے تمام یہودی پیشوا عبداللہ کی تلاش میں رہتے تا کہ اس کے ختم کردیں اور ستر لوگ وہاں سے نکلے اور یہاں پہنچے اور وہ ایک دفعہ جب عبداللہ شکار کیلئے نکلا تو وہ اسے قتل کرنے کیلئے کمین گاہ میں جا چھپے اور پھر انہوں نے آپکو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

پس وہب عبد مناف دور سے دیکھ رہا تھا۔ وہب آمنہ کا والد اور حضورﷺ کے نانا تھے وہ چاہتا تھا کہ عبداللہ کو فتح نصیب ہو۔ اس نے دیکھا کہ آسمان سے کچھ سوار

اترے اور یہودیوں کے تمام کے تمام کو قتل کر دیا۔ اسے یہ نظارہ عجیب لگا اور اسی وقت گھر آیا اور اپنی بیوی بِترہ (آمنہ کی والدہ) کو کہا" کوشش کرو کہ اپنی بیٹی آمنہ عبداللہ کو بیاہ دیں۔اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ سے نکل جائے"۔

برہ عبداللہ کو مانگنے عبدالمطلب کی طرف آئی ''میری بیٹی آمنہ کو عبداللہ کیلئے لے لیں''۔

عبدالمطلب نے کہا" آمنہ سے بہتر میرے بیٹے کیلئے اور کوئی لڑکی نہیں"۔

پس اسے عبداللہ سے شادی کروادی گئی اور اس وقت قریش کی دوسو عورتیں بیمار ہوئیں اور اس غم سے مر گئیں اور آمنہ پاکیزہ تر، خوبروتر زن قریش تھی۔

پس پہلے چاند کی رات اور جمعہ کی رات تھی ماہ جمادی الآخر وہ نور عبداللہ سے آمنہ کو سپرد ہوا اور بہشت کے دروازے کھول دیئے گئے اور آسمان اور زمینوں کے فرشتے سب نے یہ خوش خبری سنائی کی "محمد ﷺ اس رات وجود میں آگئے ہیں"۔

اس رات جہان کے سارے بت سرنگوں ہو گئے اور تخت ابلیس لعین بھی الٹ گیا اور وہ سمندر میں جا گرا اور ایک فرشتے نے اسے سمندر میں (جلاتے ہوئے سورج کی تپش جتنا) تہہ تک غرق کیا اور چالیس روز بعد اسے چھوڑا ور جلتا روتا ہوا کوہ بوقیس کی طرف نکلا اور آہ و نالہ کرنے لگا یہاں تک کہ تمام شیاطین اسکے گرد جمع ہو گئے اور بولے "اے سردار کیا ہوا؟"

وہ بولا" ہلاک ہوا میں کہ ہرگز میرے ساتھ اس طرح نہ ہوا تھا"۔

انہوں نے کہا''حال احوال / خبر سناؤ''۔

بولا" محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ننگی تلوار کے ساتھ دنیا میں آگئے ہیں اور میرا ان پر کوئی بس نہیں چلتا۔ دین بدل دیئے جائینگے اور بت توڑ دیئے جائینگے تباہ کر دیئے جائینگے اور دنیا میں دین وحدانیت ظاہر ہو جائیگی اور یہ محمد ﷺ ہے اور اسکی امت کہ مجھے خدا نے اسکی وجہ سے لعین کر کے نکال دیا اور اب مجھ پر دنیا تنگ ہو چکی ہے نہیں

جانتا کہ کیا کروں، کہاں جاؤں۔

منکرین و خبائث شیاطین نے کہا "اندیشہ مت کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کو ساتِ طبقوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر طبقہ کی مختلف درجات ہیں اور چھ طبقے جو بزرگوارترین گزر گئے اور ہم اپنے انصاف ان سے لیں گے اور ان پر کوشش کریں گے۔

پس ابلیس نے کہ "ان پر کس طرح حاوی ہونگیں کہ جن کے اندر یہ خصلتیں ہونگیں"۔

امر معروف کرے اور نہی منکر پر چلے اور دعا و حج وغزوہ و ذکوٰۃ وقرآن کو تھامے رکھے، ان پر چلیں، پابندی کریں"۔

انہوں نے کہا کہ "ہم ہر اس گروہ میں اس چیز کے اندر شامل ہونگے جو وہ کسی کے ذریعے سے کریگا اور اس پر نازل ہوگا جیسے عالم اپنے علم پر، جاہل اپنے جہل پر، زاھد اپنے زُھد پر اور ریاکار سرمایہ دار اپنی ریاکاری پر اور دنیا انکی نظر میں آراستہ کردیں گے۔ تاکہ ان کا دین تباہ ہو جائے (انکے ہاتھوں سے نکل جائیں)

ابلیس نے کہا" یہ خداوند تعالیٰ سے معافی مانگ لینگے"

انہوں نے کہا کہ "ہم تکبر و بدعت ان کے درمیان ڈال دیں گے اور ان کے دل کو شیرین خیالوں سے بھر دیں گے تاکہ انہیں اس چیز کا احساس نہ ہو"۔

ابلیس ہنستے ہوئے بولا ابھی میرا دل خوش ہوا۔

اور اس سال جب رسول ﷺ آئے قحط کا سال تھا اور قریش کے لوگ بے چارے اور بے بس ہو چکے تھے۔ جب وہ وجود میں آئے۔ بارشیں برسنے لگیں اور ہر جگہ سبزہ چھا گیا اور قریش کو ہر طرف سے منافع ملنے لگا اور اس سال کو "فتح" کے نام سے یاد کرتے تھے اور آج بھی "سنت الفتح" المعروف ہے۔ ان کے درمیان.

اور اس سال تمام عرب میں عبدالمطلب کی حکمرانی تھی۔ اور وہ ہر روز گھر سے نکلتا اور طواف کرتا اور جب وہ طواف کرتا تو ایک بزرگ شخص کو اپنے برابر پاتا اس

صورت میں جس میں مصطفےٰ ﷺ آئے ہیں اور وہ تمام لوگوں سے کہتا"
اس شکل وحلیہ کا شخص مجھے نظر آرہا ہے اور جب قریش نگاہ دوڑاتے تو انہیں کچھ نظر نہ آتا۔

اور اس رات تمام گھوڑے جو قریش کے پاس تھے انسانی زبان میں اپنے آقاؤں کو بولنے لگا کہ "خداوند کعبہ نے محمد ﷺ کو پیدا فرمایا ہے اور وہ دنیا کیلئے سلامتی ہے اور ان کے سر پر تاج ہے" اور اس دن تمام روحانی پیشوا (جادوگر) کا ایک دوسرے سے رابطہ کٹ گیا اور انکا علم جاتا رہا اور تمام جہاں کے بادشاہوں کے تخت الٹ گئے جو صبح سویرے ان کو نظر آئے، اور تمام بادشاہوں کی زبانیں اس رات کنگ ہو گئیں اور صبح تک وہ کچھ بولنے کے قابل نہ رہے، اور حشرات الارض اور دریائی مخلوق نے ایک دوسرے کو یہ خوش خبری سنائی کہ آپ ﷺ کا وجود ہو گیا اور ملائیکہ نے یہ ندا لگائی زمین و آسمان میں کہ " تمہیں مبارک ہو کہ ابو القاسم کے ظہور کا وقت نزدیک آگیا ہے، اور آپ ﷺ نو ماہ بعد دنیا میں تشریف لے آئے اور ابھی آپ پیدا نہیں ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کا والد اس جہان سے پردہ فرما گئے۔

مولود محمد مصطفیٰ ﷺ

محمد ابن موسیٰ خوازمی اپنی تاریخ میں بتاتا ہے کہ مولود مصطفیٰ ﷺ بروز پیر ہوا وہ اصحاب فیل (ہاتھی والے) کی مکہ میں ہلاکت کے واقعے کے پچاس روز بعد دنیا میں تشریف لائے۔ سترہواں ماہ دی اور بیسواں نیسان (سریانی مہینوں میں ساتوں بہار کا موسم) اور خورشید اس دن ثور برج میں دس درجے اور چاند اٹھارہ درجے اور دس منٹ برج اسد میں زحل عقرب میں نو درجے اور چالیس منٹ اور مشتری عقرب میں دو درجے اور دس منٹ اور زہرہ ثور میں بارہ درجے اور دس منٹ اور عطارد حمل میں نو درجے اور

چالیس منٹ۔

آپﷺ کی والدہ نے کہا کہ مجھے آواز آئی "جب تجھے بیٹا ہو گا اس کا نام محمدﷺ رکھنا کہ وہ سید عالمین ہے (سردار عالمین) اور پیر کے روز جب میں تنہا اپنے کمرے میں تھی اور عبدالمطلب طواف کیلئے گئے ہوئے تھے کہ میرے دل میں خوف آیا پھر میں نے مرغی کا سفید پر دیکھا کہ میرے دل پر ملنے لگے اور میں ساکن تھی یہاں تک کہ تمام غم و الم مجھ پر سے ختم ہو گئے میں بہت زیادہ نہ روئی۔ جام دیکھا جو مجھے دیا گیا میں نے کہا کیا یہ رودہ ہے اور میں پیاسی تھی، پی لیا میں دیکھا کہ مجھ میں نور داخل ہو گیا ہو جیسے کھجور کا درخت بڑھتا ہے اور پھر عورتوں کو دیکھا نورانی چہرے والی جیسے عبد مناف کی خواتین اور انہوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ پھر سفید ابریشم کا کپڑے کا ٹکڑا آسمان سے آیا اور میرے ارد گرد لپٹ گیا اور ندا آئی کہ "اسے لوگوں کی نگاہ سے بچا کر رکھنا پھر دیکھا کہ کچھ لوگ اوپر سے نیچے اترے اور ان کے ہاتھ میں مہنگے ترین کوزے (برتن) تھے۔ پانی سے بھرے ہوئے اور اس سے قطرہ قطرہ میرے چہرے پر ٹپکتا اور ایسی خوشبو جیسے مشک اور میں نے کہا" کاش اس وقت عبدالمطلب میرے پاس ہوتا۔" پھر ایک پرندہ دیکھا کہ میرے حجرے کے اندر آیا اس کی چونچ زمرد کی اور اسکے پر سرخ یاقوت کے بنے ہوئے تھے۔ جب وہ پرندہ اندر داخل ہوا تو یہ جہان میرے لئے مزید کشادہ ہو گیا (پریشانی کچھ کم ہوئی) اور میں نے مشرق سے مغرب کی سمت دیکھا تو تین پرچم دیکھے جو لگائے گئے۔ ایک مشرق کی جانب ایک مغرب کی جانب اور ایک خانہ کعبہ کی چھت پر آویزاں کئے گئے۔ پھر کچھ حالت خراب ہوئی اور ان خواتین نے حوصلہ دیا اور محمد کی پیدائش ہوئی (محمدﷺ کو جنم دیا) میں نے دیکھا کہ زمین پر سجدہ کئے ہوئے پڑا ہے اور انگلی آسمان کی طرف اٹھائے آہ و زاری کر رہا ہے اور سفید بادل آسمان پر نمودار ہوا اور آپﷺ پر سایہ کرنے لگا اور آواز آئی کہ "محمدﷺ کو مشرق سے مغرب تک لے

جاؤ، سمندروں کی سمت، تاکہ اس کا نام ونعت وصورت جان سکیں اور جان لیں کہ وہ چاند ہے کہ شرک وکفر اسکے آجانے سے زائل ہوگئے (ختم ہو گئے) دیر تک اسے واپس نہ لایا گیا جب اسے واپس لایا گیا تو ایک پنگھوڑے میں اور اون سے بنی حریر سے بھی زیادہ سفید لباس اور اس میں سبز (جواہرات) باندھے ہوئے اور تین جواہرات سے بنی چابیاں اس کے ساتھ منسلک۔ ایک "مفتاح النصرت "دوسرا"مفتاح الشریعت "اور تیسری"مفتاح النبوت "اور پھر اس سے بڑا ایک بادل کا ٹکڑا آیا اور اس میں سے گھوڑوں اور پرندوں کی آوازیں لوگوں کو سنائی دینے لگے اور پھر اسے ایک گھڑی مجھ سے دور کر دیا گیا اور مجھے آواز سنائی دی کہ "محمد ﷺ کو مشرق سے مغرب کی طرف گھماؤ، انبیاء کی جائے ولادت پر، ارواح جن وانس کی طرف اور درندوں، پرندوں، چرندوں کیطرف کہ آپ ﷺ کو عطاء کر دی گئی ہے پاکیزگی آدمؑ، رحمت نوحؑ ویعقوب وآواز داؤد اور صبر ایوب اور زھد یحیٰ اور کرم عیسیٰ "اور پھر ایک گھڑی کے بعد اسے واپس لے آئے اور ایک حریر سبز (ابریشم) مزید آپ ﷺ سے لپٹی ہوئی تھی اور آواز دی کہ "واہ واہ محمد ﷺ پر کہ تمام جہان انکے حوالے کر دیا گیا ہے" اور وہ تین آدمی دوبارہ ہوا میں نظر آئے اور آپ ﷺ کو اٹھایا اور انکے ہاتھ میں کوزہ اور تشت اور اس میں خوشبو دار پانی تھا اور انہوں نے آپ ﷺ کو نہلایا اور آیا جس کے ہاتھ میں انگوٹھی تھی اور خورشید کی طرح دمک رہی تھی اور اسے سات بار دھویا اور پھر آپ ﷺ کو ابریشم کے چادر کے اندر لپیٹ دیا گیا اور مشک جو ایک چیز میں بندھا ہوا تھا (وہ استعمال کر کے پھر سے باندھ دیا) اسے مضبوطی سے باندھ لیا اور ان تینوں میں سے ایک نے اپنے پر کے ساتھ مضبوطی سے باندھ لیا (اور عباس اسطرح کہتا ہے کہ وہ رضوان تھا جنت کا خزانچی) پھر اس نے آپ ﷺ کے کان میں کچھ کہا اور پیشانی چوما اور کہا "محمد ﷺ، آپ کیلئے خوش خبری کہ کوئی پیغمبر اتنا علم نہیں رکھتا جتنا آپ ﷺ کو دیا گیا ہے اور فتح کی چابی آپ ﷺ کے پاس ہے (اور آج تک کسی کا نام

آپ ﷺ کے نام سا نہیں رہا) اور آپ ﷺ کا نام کسی کو نہیں پتہ"۔ پھر ایک آدمی نے آپ ﷺ کے لبوں پر اپنے لب رکھ دیئے کہ جیسے اسے کچھ دے رہا ہو جیسے کہ کبوتر بچے کو خوراک دیتا ہے اور محمد ﷺ کہتے "زِدنی زدنی" اور اپنا ہاتھ آسمان کی جانب کرتے رہے اور پھر میں دیکھا کہ کوئی چیز جیسے چودھویں کا چاند ہو مجھے دے دی گئی اور کہا گیا" یہ لو سیداولین و آخرین کہ دنیا اور آخرت کی عزت اسے عطاء کر دی گئی ہے" اور وہ چلے گئے اور اس کے بعد میں کسی کو نہیں دیکھا۔

پھر عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ اس رات میں کعبہ کے اندر تھا مقام ابراہیمؑ کے پاس کہ کعبہ کو دیکھا کہ سجدہ ریزہ ہو گیا اور پھر سیدھا ہوا اور واضح آواز میں بولا "اللہ اکبر، اللہ اکبر"، آج خدا نے مجھے پاک کر دیا اور مشرکین سے میری جان چھوٹ گئی"۔ پھر تمام بت سرنگوں ہو گئے اور باآواز بلند یہ منادی کہ " آمنہ کے ہاں محمد ﷺ پیدا ہو گئے ہیں۔ اور اسے دوبارہ دھویا گیا آب فردوس سے"۔ میں نے کہا کہ مگر یہ خواب تو نہیں تھا؟ پھر میں نے کہا سبحان اللہ! میں تو بیدار ہوں پھر میں "باب شیبہ "بطحا مکہ کی طرف چل پڑا اور پھر صفا و مرویٰ کو متحرک دیکھا اور انہوں نے مجھے کہا" یا سید القریش، کہا جا رہے ہو" میں نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ میرا سارا خیال آمنہ کی طرف تھا کہ وہاں جا کر دیکھوں کہ کیا ہوا۔ جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ پرندوں سے آسمان بھرا ہوا ہے اور انہوں نے اپنے پروں سے (آمنہ) کے حجرے کو سایہ کیا ہوا ہے اور ایک سفید بادل کا ٹکڑا، بہت کوشش کے بعد میں دروازے پر جا پہنچا اور دستک دی۔ آمنہ نے بہت ہی آہستہ لہجے میں آواز دی اور آ کر دروازے کھول دیا۔ میں اسکے چہرے کی طرف نگاہ دوڑائی اور نور کو اسکی جبین پر نہ پایا اور نہ ہی کوئی نشان وغیرہ اور بے بسی سے چاہا کہ اپنا لباس پھاڑ ڈالوں۔

آمنہ نے کہا" کیا ہوا!"

میں بولا" نور کہا ہے؟"

وہ بولی اسکا ظہور ہو چکا ہے اور یہ پرندے کہتے ہیں کہ ھمیں اجازت دو ھم اسکی پرورش کریں اور یہ بادل کہتے ہیں کہ ھمیں موقع دیں ھم اسکی پرورش کریں"

عبدالمطلب نے کہا" مجھے دکھاؤ گی"

وہ بولی" آج نہیں کہ کوئی آیا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی آدمی بھی تین دن تک اسکی طرف نہیں آسکتا (اسے نہیں دیکھا سکتا) عبدالمطلب نے شمشیر نکالی اور کمرے میں داخل ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ ایک بھیانک مرد کو دیکھا جو باہر نکلا میرے لئے اور مجھ سے کہا" باز آجاؤ اور اگر نہیں تو ہلاک کردیئے جاؤ گے"

عبدالمطلب نے کہا" میرے ہاتھ کانپنے لگے اور میری زبان گنگ ہوگئی اور میں شمشیر نیام میں ڈال دی۔

اور مجھے کہا" جب تک تین دن مکمل نہیں ہو جاتے اور تمام فرشتے آکر اسکی زیارت نہیں کر لیتے تب تک آدمیوں کو اجازت نہیں ہے اس کے بعد پھر لوگوں کو اس کے دیدار کی اجازت ہوگی"

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک ھفتے تک دن رات آپ (عبدالمطلب) بات کرنے سے قاصر رہے اور کہتے ہیں کہ وبادل و پرندے و ہوا و جن کی باہم کشمکش جاری تھی اور ہر ایک یہ کہتا کہ "اسے میں دودھ پلاؤں گا"

پس ایک صدا آئی " کوئی دودھ نہ پلائے گا ما سوائے انسان کے"۔اور وہ نا امید لوٹ گئے۔

پھر ایک صدا آئی کہ "طوبا (پاکیزہ) عورت ہی اسے دودھ پلائے گی اور ایزد تعالیٰ نے حلیمہ بنت ابی ذویبِ سعدیہ کی تقدیر میں یہ موقع لکھا دیا اور حلیمہ کہتی ہے کہ اس سال بہت قحط سالی ہوئی تھی اور میں نے بہت تکلیفیں اٹھائیں اور جس رات محمدﷺ پیدا ہوئے میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے ایک فرشتہ اٹھا کر آسمان پر لے گیا اور وہاں

میں نے ایک پانی کا چشمہ دیکھا کہ اس طرح کا چشمہ پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ وہ بولا پیو ۔ میں نے پیا، پھر کہا"اور پیو"میں نے اور پیا۔ اس نے کہا"اب تمہارا دودھ بہت بڑھ جائیگا کہ تجھے ایک شیر خوار میسر آئیگا سید اولین و آخرین۔

اور جب میں خواب سے بیدار ہوئی تو اپنے پستانوں میں دودھ وافر محسوس ہوا اورقوت و طاقت میں بھی پہلے سے بہتری پائی اور بھوک کا کوئی اثر محسوس نہ ہوا۔

دوسرے دن بنی سعد کی عورتوں نے مجھے دیکھ کر کہا"یا حلیمہ! آج تو تو بالکل بادشاہ کی بیٹی لگ رہی ہے"

میں نے کوئی جواب نہ دیا اور میں نزدیکی پہاڑ پر لکڑیاں اکٹھی کرنے گئی اور کچھ گھاس پھوس (چارہ ایندھن) کچھ دیر ہی گزری تھی کہ میں آواز سنی کہ " کیوں مکہ وحرم نہیں جاتیں اورسید اولین و آخرین کو گود نہیں لے لیتیں اور اسے دودھ نہیں پلاتیں کہ تمہارے اس کام سے تمہارے دونوں جہاں بہتر ہو جائیں"

وہ عورتیں اور میں بچوں کے لینے کیلئے گھر کو چل پڑے اور ہر جگہ کہ میں تنہا رہ جاتی نباتات اور پتھر مجھے کہتے"خلق میں بہترین تجھے نصیب ہوا ہے اب غم نہ کر!"

جب میں گھر واپس لوٹی تب تک تمام بنی سعد کی عورتیں مکہ کی جانب جا چکی تھیں۔ میں نے اپنی سہیلی سے کہا"چلو ہم بھی چلتیں ہیں"۔

ایک گدھی میرے پاس تھی اس پر بیٹھے روانہ ہوئے اور میں اور میری شریک سفر مکہ کی جانب۔ جب ھم وہاں پہنچیں یہ عورتیں مکہ میں داخل ہوچکیں تھیں اور وہ بچہ جن کے ماں باپ تھے انہوں نے اپنے لئے اٹھا لئے۔

میں نے ایک بارعب مرد کو دیکھا جو ایک پہاڑ کے پاس کھجوروں کے جھنڈ سے باہر نکل رہا تھا مجھے دیکھ کر بولا"یا حلیمہ! وہ تیرے لئے رکھ چھوڑا ہے تو سید عرب کو ڈھونڈ"

جب میں وہاں پہنچی تو اپنی سہیلی سے پوچھا"یہ سید عرب (ملک عرب) کون ہے"؟

بولی"عبدالمطلب"

اور میں مکہ میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ سب عورتوں نے اپنے ساتھ بچے اٹھائے ہوئے تھے قریش کے خاندان سے اور ہر کسی کو کچھ نہ کچھ ہدیہ بھی ملا ہوا تھا اور وہ واپس لوٹ رہیں تھیں، میں نے عبدالمطلب کو دیکھا کہ کہہ رہا تھا"بنی سعد کی عورتوں میں سے کون ہے جو میرے بیٹے کو پالے گی"؟

میں نے کہا''میں ہوں''۔

اس نے کہا" کیا نام ہے تمہارا"؟

میں نے کہا حلیمہ

اس نے کہا"واہ واہ! سچ ہے کہ تم ہی اسکی پرورش کروگی"

میں نے کہا" مجھے پتہ ہے کہ بچہ یتیم ہے، یہ خواب جو میں نے دیکھا اور جو جاگتی آنکھوں سے دیکھا یہ سب کچھ مجھ پر عیاں ہے جو انہوں نے مجھے کہا غلط نہ ہوگا۔ میں عبدالمطلب کے ہمراہ چل پڑی یہاں تک کہ آمنہ کے حجرے کے پاس آگئے۔ اس نے دروازہ کھولا مجھے ایسے لگا جیسے جنت کا دروازہ کھولدیا گیا اور خوشبو میرے اندر داخل ہو رہی تھی۔ جب آمنہ کو دیکھا چودھویں کے چاند کی طرح لگ رہی تھی یا پھر کوکب دُرّی۔ اس حجرے کے اندر داخل ہوئی تو ایک خوشبو میرے نس نس میں داخل ہوگئی اور مجھے ایسا لگا کہ جیسے پہلے مردہ تھی اور اب زندہ ہوگئی ہوں اور کوئی روح مجھ میں سما گئی ہے۔ محمدﷺ کو نیند کرتے پایا۔ جب اس کے لباس کو دیکھا اس طرح سفید تو سمجھ گئی کہ یہ کسی مخلوق کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ اور اس سفید لباس میں لپٹا اور اس پر سبز ابریشم (حریر) اور اس قسم کا خوبصورت لباس اور یہ صفت ایزدتعالیٰ ہے کہ نہ کہ صفت مخلوق۔ وہ خواب میں تھا اور اس نور کے دریا کو دیکھ کر دل کر رہا تھا کہ اس پر اپنی جان نثار کروں۔ دل نہ کہا کہ اسے بیدار کروں۔ میں نے چاہا کہ اپنا پستان اس کے ہونٹوں سے لگاؤں تو وہ مسکرایا اور

آنکھیں کھول دیں۔ اسکی آنکھوں سے نور برآمد ہوا اور زمین سے آسمان تک پھیل گیا اور میری آنکھیں چندھیا گئیں اور میں نے اس کا ماتھا چوم لیا اور اپنا سیدھا پستان اسے پلایا اس نے میرا دودھ پیا اور جب میں نے چاہا کہ الٹا پستان اسے دوں تو اس نے نہ پیا (ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ عادل تھا اور جانتا تھا کہ اسکا کوئی دودھ شریک بھی ہے اسی لئے الٹا پستان اسکیلئے چھوڑ دیا) پھر میں نے اسے اپنی گود میں اٹھا لیا اور اپنی سہیلی کے پاس لے آئی جب اس نے اسے دیکھا تو بارگاہ ایزد میں سجدہ ریزہ ہوگئی اور بولی" کوئی بھی اپنے گھر ہم سے بڑا دولت مند (بچہ) نہ لے گئی ہوگی۔

پھر اس کی ماں نے میری طرف کسی کو یہ پیغام دے کر بھجوایا کہ "اسے بطحاء مکہ سے باہر نہ لے جانا کہ یہ اسکی طرف سے تمہیں وصیت ہے"۔

پس تین دن میں وہاں رہی۔ ایک رات بیدار ہوئی تو ایک مرد کو دیکھا کہ اسکا نور اس سے نکل کر آسمان تک جا پہنچا تھا اور اس نے آپ ﷺ کا پنگھوڑا اپنے بغل میں لیا ہوا تھا اور آپ ﷺ کو چوم رہا تھا۔ میں نے اپنی سہیلی کو بیدار کیا تو اس نے کہا" خاموش کہ وہ جب سے پیدا ہوا ہے، تمام عالم کے یہودیوں کے نیندیں اُڑ گئی ہیں اور انکا چین قرار ختم ہوگیا ہے۔ ہر چیز جو تمہیں نظر آئے اسے پوشیدہ رکھو"۔

پھر جب میں اسکی والدہ کے پاس گئی اسے سلام کیا اور واپس لوٹ گئی۔ میں اپنی گدھی پر بیٹھی اور اسے اپنی گود میں اٹھا لیا۔ اس گدھی نے اپنا رخ کعبہ کی طرف کیا اور ہم چل پڑے اور ان عورتوں نے ہم پر تعجب کیا کہ "یا بنت ابی ذویب! یہ وہ گدھی نہیں جو ہمارے ساتھ آئی تھی! یہ تو شتر بختی (اعلیٰ نسل کا تیز رفتار اونٹ) ہے

میں نے کہا" یہ گدھی تو وہی ہے بس یہ کوئی اور بات ہے کوئی بڑا کام" جب میں نے یہ کہا تو گدھی بولی" جی ہاں میں مردہ تھی اور اب زندہ ہو چکی ہوں اور تجھے حاصل کر لیا ہے اور صحت مند ہو چکی ہوں اور اسی لمحے سب کے گھوڑوں اور سواریوں سے آگے

بڑھ گئی اور جس جگہ ہم کچھ دیر کو رکتے نباتات سبزہ اگ آتے اور میری گدھی پیٹ بھر کے کھاتی۔

جب میں گھر پہنچی تو اونٹ ، بھیڑ بکریاں، اور میری گدھی اور جو مال مویشی میرے پاس تھے بڑی تیزی سے بڑھنے لگے۔ گلہ میں بھیڑ بکریوں کے بچے پیدا ہونے لگے، انکا دودھ بڑھنے لگا۔ وہ صحت مند ہونے لگے اور میرے ریوڑ میں برکت ہونے لگی اور میں جانتی تھی کہ یہ کس کی برکت سے ہے اسکی وجہ جو مجھ سے اب جڑ چکا تھا (محمدﷺ) اور میں نے کبھی آپﷺ کو حاجت کرتے نہ پایا (پاخانہ، پیشاب) اور نہ کبھی اس طرح کے کپڑے دھونے کا موقع ملا۔ آپ کبھی بچوں کے ساتھ نہ کھیلتے یہاں تک کہ ایک دن مجھے کہا 'میرے دوست کہاں ہیں"۔

وہ سب بھیڑ بکریاں لیکر چراگاہ گئے ہیں اور شام کو لوٹیں گے۔

آپﷺ رو پڑے اور کہا" مجھے بھی ان کے ساتھ بھجوادیا ہوتا"

میں نے کہا" کل صبح سویرے، تمہیں بھی بھجواؤں گی"

دوسرے دن صبح سویرے آپﷺ کے سر پر تیل کی مالش کی اور آنکھوں میں سرمہ لگایا اور جزعی یمنی (ایک قسم کا پتھر جو سیاہ رنگ ہوتا ہے اور اس پر سفید و سرخ و سبز دھبے ہوتے ہیں) انکیﷺ گلے میں ڈال دیا بری نظر سے بچنے کیلئے اور ایک خوبصورت سا عصا (ڈنڈا بکریاں ہانکنے کیلئے) اس کیلئے بنایا اور وہ خوش خوش جاتا اور خوش خوش گھر لوٹتا۔

یہاں تک کہ ایک روز دوپہر کو میرا بیٹا ضمرہ پسینے میں غرق روتا ہوا گھر میں داخل ہوا اور چیختے ہوئے کہنے لگا" محمدﷺ کو جا کر ڈھونڈو"

میں نے پوچھا" کیا ہوا"؟

وہ بولا ایک "ایک آدمی اسے ہمارے بیچ سے اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا اور ہم نے دیکھا کہ اسکا پیٹ چاک کیا اور پھر ہم نہیں جانتے کہ کیا ہوا؟"

پس میں اور اسکا باپ (میرا شوہر) دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے اور اسے دیکھا کہ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہوا ہے اور اسکی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور وہ مسکرا رہا تھا۔ ہم اس سے لپٹ گئے اور اسکی پیشانی سے بوسہ لیا اور اسے سینے سے لگا کر پوچھا' کیا ہوا اے جان جہان"؟

وہ بولا "اے ماں! کچھ نہیں ہوا مگر صرف بھلائی اور اچھائی ہوئی میں اپنے اس بھائی کے ساتھ باتوں میں مشغول تھا تو تین نیک وخوبصورت لوگوں کو دیکھا کہ مجھے بلا رہے تھے اور ایک کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا کوزہ تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک تشت سبز زمرد سے بھرا ہوا ہوتا تھا اور برف کی مانند جمع ہوا تھا اور ان سب کے ساتھ مجھے لیکر پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے اور مجھے شفقت اور لطافت کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور میں بھی ان کی جانب دیکھنے لگا اور انہوں نے مجھے آزار نہیں دیا۔ پھر ایک نے میرے شکم میں ہاتھ ڈالا اور سب چیزیں جو میرے شکم میں تھیں انہیں باہر نکالا اور اس پاکیزہ برف سے دھویا اور پھر انہیں انکی جگہ پر رکھ دیا۔ پھر دوسرا اٹھا اور بولا کہ تم نے رب تعالیٰ کا حکم پورا کیا اب مجھے حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ اس نے میرے سینے سے دل نکالا اور اسے دوٹکڑوں میں بانٹ دیا۔ایک سیاہ نقطہ وہاں سے نکالا اور کہا نکال دیا وہ جس سے شیطان کا تعلق بنتا ہے۔اب اے حبیب اللہ ﷺ (اللہ کے حبیب ﷺ) شیطان تیری طرف کوئی راہ نا پاسکے گا۔ پھر وہ تینوں اٹھے اور کہا کہ ہم نے حکم کی تعمیل کر دی اب آخری کام پھر ان میں سے ایک نے میرے سینے میں ہاتھ ڈالا اور ان سب چیزوں کو اندر درست کیا جو باہر نکالی تھیں اور کوئی درد نہ ہوا پھر کہا اسے اب دنیا کے دس لوگوں کے برابر بنا دو (طاقت ور بنا دیا) پھر کہا اب سو کے برابر بنا دو۔ پھر سو لوگوں کے برابر بنا دیا۔ پھر کہا اب چھوڑ دو کہ اگر اسے تمام جہاں کے برابر بھی کر دیا جائے تو ہو جائیگا پھر مجھے بڑے پیار سے اٹھایا اور زمین پر لے آئے اور پھر میرے سر اور پیشانی کو بوسہ دیکر کہا کہ تم نہیں جانتے کہ

تمہارے سے کیا بھلائی کی گئی ہے، اے حبیب اللہ ﷺ مگر دیر نہیں کہ آپ خود دیکھ لیں گے اور پھر وہ لوٹ گئے اور مجھے اس جگہ پر چھوڑ گئے جہاں آپ دیکھ رہے ہیں اور خود آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔

حلیمہ نے کہا" میں نے اس اٹھایا اور بنی سعد کے پاس آئی اورلوگوں نے بات سنی تو کہا کہ اسے فلاں (روحانی پیشوا) کاہن کے پاس لے جاؤ تاکہ اسکا علاج کرے"

محمد ﷺ نے کہا" مجھے کسی معالجے کی ضرورت نہیں میں اور میرا دل و دماغ سب صحیح ہیں"

پھرلوگوں نے کہا" یہ کام اس پر جن وغیرہ نے کیا ہے"

وہ بولا" سبحان اللہ! مجھے کچھ نہیں ہوا ہے میں آپ سے بہتر کام کرسکتا ہوں اور جانتا ہوں"۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ پھر مجھے صبر نہ ہوا اور اسے لیکر ایک روحانی پیشوا کے پاس لے گئی اور چاہا کہ (کاہن) روحانی پیشوا تمام قصہ کہوں تو کاہن نے کہا"اس بچے کو چھوڑ دو یہ خود بتائے"

محمد مصطفیٰ ﷺ نے اول سے آخر تک تمام کہانی سنا ڈالی۔ کاہن ایک دم کھڑا ہو گیا اور خوف سے کانپنے لگا پھر آپ ﷺ کو پکڑ کر چیخنے لگا" یا آل العرب یا آل العرب، مار ڈالو اسے کہ ایک بہت بڑا شر (بدی) اس بچے کے سبب تم تک آنے والا ہے اگر یہ اپنی مراد تک پہنچ گیا تو تمہارے بت توڑ ڈالے گا اور تمہارا دین ختم کر دے گا اور تمہیں اس خدا کی جانب بلائے گا۔ جسے تم (اب تک) نہیں جانتے۔

حلیمہ نے کہا کہ جب میں نے اس سے یہ سنا تو میں نے کہا" تم کون ہو؟"اپنوں کو بلاتی ہوں کہ تمہیں مارڈالے اگر مجھے پتہ ہوتا کہ یہ ماجرہ دیکھوں گی سنوگی تو اسے کبھی یہاں نہ لاتی۔

پھر میں اسے واپس گھر لے آئی اور جب میں انہیں بنی سعد کے بیچ لائی تو ساری بنی سعد کے لوگوں نے کہا"اس سے مشک کی خوشبو آ رہی ہے اور اس سے سارا گھر مہک اٹھا ہے۔ کتنا عظیم ہے یہ بچہ۔ اور ہر روز دو نور دیکھتی جو آتے اور اسکا لباس تبدیل کرتے (نیا پہناتے پرانا لے جاتے)، اور جب یہ ماجرہ ہوا اور حالات غیر مناسب ہو گئے تو لوگوں نے کہا کہ "اسے واپس عبدالمطلب کے پاس چھوڑ آؤ جس طرح ابھی ہوا ہے پھر ایسا واقعہ نہ ہو جائے اور تم اپنا عہد پورا نہ کر پاؤ"۔

میں اسے لیکر روانہ ہوئی اور جب صحرا سے باہر نکلی تو فضا میں یہ منادی سنی"نور اور دین تجھ سے واپس لیا گیا اور راسکی قیمت و کمال تجھ تک پہنچ گیا اور ابد تک تم پاک ہو گئیں اور خرابیوں سے دور ہو گئیں اور آخرت تک آباد رہو گی"۔

اور میں اپنی گدھی پر بیٹھی اسے گود میں لئے رواں دواں تھی اور باب اعظم مکہ پہنچی اور ادھر چند لوگوں کو بیٹھے پایا میں شہر میں داخل ہوئی اور آپ کو وہاں اتارا تا کہ اپنا سامان سیدھا کر لوں تو ایک سخت آواز سنی۔ نگاہ دوڑائی تو آپ ﷺ کو نہ پایا میں بے چاری بے بس ہو گئی اور لوگوں سے پوچھنے لگی"اے لوگوں! یہ بچہ کہاں گیا؟"

انہوں نے جواب دیا" کونسا بچہ"؟

میں نے کہا"محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کہ جس نے میری غربت کو امیری میں بدل دیا اور میری بیماری کو تندرستی اور اسکے ملنے سے میں آسودہ حال ہو گئی اور تمام غم مجھ سے دور ہو گئے اور اسے واپس لائی تھی کہ اسے اسکے والد عبدالمطلب کے سپرد کر دوں۔ ابھی مجھے نہیں پتہ کہاں چلا گیا اور اگر وہ مجھے نہ ملا تو میں اس پہاڑ سے کود کر جان دے دونگی"اور میں رونے لگی اور تمام لوگ میرے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے آنسو بہانے لگے۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا اور چلانے لگی'اے محمد ﷺ اے میرے بیٹے، اے محمد ﷺ"۔

مکہ کے لوگ میرے ارد گرد جمع ہو گئے اور ایک بوڑھے کو دیکھا جس کے پاس ایک عصا تھا، تو چل چل میرے ساتھ تجھے لے چلتا ہو اس جگہ جہاں تجھے بتائیں گے کہ وہ کہاں ہے۔

میں پوچھا وہ کون ہے جو بتائیگا؟

اس نے کہا صنم الاعظم (سب سے بڑا دیوتا) ھُبل اور وہ جانتا ہے۔ بچہ جہاں کہیں بھی ہوا وہ بتادے گا"۔

میں نے اپنے آپ سے کہا ماں تجھ پر نثار تیرے لئے آنسو بہا رہی ہے! اور آپ ﷺ کی پیدائش سے ھُبل پر کیا گزری اور اب اسکا کیا حال ہوگا"

مگر میں کچھ نہ بولی۔ یہاں تک کہ وہ بوڑھا مجھے ھبل کے پاس لے گیا اور پھر ھبل کے ارد گرد سات چکر کاٹے اور میری طرف دیکھا پھر اس نے ھبل کے سر سے بوسہ لیا اور کہا "اے سیدی! تیرے احسانات ہمیشہ قریش پر رہیں ہیں۔ یہ عورت ایک بچہ گم کر آئی ہے اور اس کے غم کو نکال اور اسے راہ دکھا"

اور ھبل اور دوسرے بت منہ کے بل گر پڑے اور بڑی صاف آواز میں ھبل بولا "مجھ سے دور ہو جاؤ اے بوڑھے! کہ ہماری ہلاکت اس بچے کے ہاتھوں سے ہوگی اور وہی محمد ﷺ ہے"

بوڑھے کی حیرت کے مارے دانتوں تلے زبان آ گئی اور عصا اسکے ہاتھ سے گر گیا اور وہ مجھ سے بولا "اے حلیمہ! اطمینان رکھ کہ یہ بچہ محمد ﷺ خداوند کی عطا ہے اور یہ کبھی نقصان نہ اٹھائیگا جا کر ڈھونڈ تجھے مل جائے گا"۔

میں ڈرتے ڈرتے عبدالمطلب کی جانب گئی جب اس نے مجھے اس حال میں دیکھا تو بولا! "کیا ہوا؟ کیا ماجرہ پیش آ گیا" میں نے کہا 'ماجرہ کیا ماجرہ؟"

وہ بولا کیا میرے بیٹے کو گم کر دیا ہے؟"

میں نے کہا"جی ہاں"

اسے شک ہوا کہ کہیں قریش نے اسے قتل نہ کر دیا ہو۔اس نے تلوار نکالی اور غصہ سے دھاڑتا ہو باہر نکلا اور بلند آواز میں صدا لگائی"یا آل غالب!"اور زمانہ جاہلیت میں اسی طرح پکارتے تھے۔ایک ہی گھڑی میں سب جمع ہو گئے اور کہا"حکم"۔

انہوں نے کہا"بیٹھ کر بات کرتے ہیں"۔

ایک گھڑی بیٹھے باہم مشورہ کیا اور پھر تمام مکہ میں اسے ڈھونڈنے نکلے اوپر نیچے ہر جگہ ڈھونڈا مگر نہ پایا۔

عبدالمطلب حرم میں داخل ہوا اور خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتا رہا اور پھر ایک آواز سنی"معاشر الناس!غمگین مت ہو کہ محمدﷺ خداوند کا ہے اور وہ اسے ضائع نہ کریگا"۔

عبدالمطلب نے کہا"اے ہاتف(پس پردہ بولنے والا) کیا ہوجائیگا اگر تو بتادے کہ وہ کہاں ہے؟"

آواز آئی'وادی تہامہ میں،شجرت الیمن کے قریب"

عبدالمطلب نے اسلحہ اٹھایا اور گھوڑے پر بیٹھا اور اس سمت گھوڑا دوڑایا ورقہ بن نوفل اسکے پیچھے پیچھے جارہا تھا اور جب وہ وہاں پہنچے تو محمدﷺ کو وہاں پایا کہ درخت کا پتہ ہاتھ میں اٹھائے ہوئے تھے۔عبدالمطلب آگے بڑھا محمدﷺ نے پوچھا"تم کون ہو"؟

وہ بولا"میں تمہارا دادا ہوں"اور یہ کہہ کر وہ آگے بڑھا اور آپﷺ کو سینے سے لگایا اور چومنے لگا اور اسے اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھایا اور مکہ لے آیا تب جا کر قریش کو صبر آیا۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ عبدالمطلب نے مجھے بہت کچھ عطا کیا اور بہت کرم فرمایا۔کیا اونٹ،کیا بکریاں اور کیا مہنگے اور خوب صورت کپڑے اور کیا سیم و زر اور کیا مشک و کافور و عنبر و عود سب کچھ عطا کیا اور میں نے دنیا اور آخرت دونوں کا فائدہ پایا اور اپنے گھر لوٹ

گئی اور محمد ﷺ اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس رہ گیا۔

اب اگر صفت و معجزات اور بزرگی مصطفیٰ ﷺ کی بیان کرنے لگیں تو عمر گزر جائیگی اور ہزاروں میں سے ایک بھی نہ کہہ پائیں گے اور یہ باتیں اس لئے کہ ہر جو یہ کتاب پڑھے گا تو اسے یہ پتہ چل جائے گا کہ سرزمین سیستان کے لوگوں نے یہ علاقہ صلح و صفائی سے اسلام کے حوالے کیا اور وجہ مصطفیٰ ﷺ تھے انکی بزرگی تھی انہیں آپ ﷺ کی آمد اور دین اسلام کا پہلے سے علم تھا اور مختلف کتابوں میں لکھا دیکھا تھا اور مختلف بڑے بزرگوں سے سنا تھا کہ وہ حق کا دین لیکر نکلیں گے اور یہ خطہ سیستان کی خوش قسمتی ہے تمام دوسرے خطوں کے مقابلے میں۔

پھر محمد ﷺ جہاں جاتے، پتھر، پہاڑ، زمین، نباتات، اشجار، حیوان، پرند، چرند، ملائیکہ جن سب آپ ﷺ پر سلام بھیجتے اور چالیس سال بعد جب نبوت عطا ہوئی اس سے پہلے بھی آپ ﷺ کو معصوم بنائے رکھا کہ آپ نے ہرگز بتوں کی پرستش نہ کی بلکہ فقط ایزد تعالیٰ کے سامنے سر جھکایا۔ جب آپ ﷺ چالیس سال کو پہنچے تو حکم ملا کہ "لوگوں کو توحید کی طرف بلاؤ اور کہو کہ کہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اور پہلے دین اسلام قبول کرنے والا شخص حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے۔

فتوحات اسلام

اور ایزد تعالیٰ نے اپنے دین کو بے شمار فتوحات سے نوازا سب سے پہلی فتح مدینہ منورہ اور پھر بنی نضیر و خیبر و فدک و وادی القرا و تیما و مکہ وہ طائف و تبالہ و جُرش و دومت العبذ ل......................

اور جب یہ فتوحات جاری تھیں ہمارے پیغمبر ﷺ مدینہ میں تھے اور پیر کے دن دنیا سے پردہ فرمایا اور پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ بنے اور آپؓ سیرت مصطفیٰ ﷺ

پر کار بند رہے اور ان کی سنت پر عمل پیرا اور احکام مسلمانی کے حوالے سے کہا کہ حکم قرآن شریعت محمدی ﷺ اور مرتدوں کو واپس اسلام کی جانب لائے اور مسلمہ کذاب اور عنسی کہ جنہوں نے جھوٹے پیغمبر ہونے کا دعوہ کیا اور ایک گروہ ان کے ساتھ مل گیا، قصہ مختصر کہ انہیں قتل کر دیا اور یہ فتنہ ختم ہوا۔ آپؓ نے باسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور خلافت کا دور دو سال و تین ماہ و بائیس دن تھا اور آپ کا نام عبداللہ، لقب عتیق اور والد کا نام ابو قحافہ تھا اور آپؓ کو پہلو مصطفیٰ ﷺ میں دفن کیا گیا۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ بنے اور مہاجر و انصار نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ عمرؓ بن خطاب بن نفیل بن رذاح بن عدی بن کعب بن لُوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصیر بن کنانہ بن کذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مغر بن نذار بن معد بن عدنان تھا۔ اور آپؓ کی کنیت "ابو حفص عدوی" اور لقب فاروق تھا اور آپؓ بھی حکم قرآن اور شریعت محمدی ﷺ کے پابند رہے اور رب تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں سے بہت سے علاقے فتح فرمائے اور بیت المال میں بہت کچھ جمع ہو گیا اور اسلام کافی علاقوں میں پھیل گیا۔

اول: شام کی طرف سپاہی بھجوائے تا کہ اسے فتح کریں اور اسی وقت روم کے ستر ہزار مرد مارے گئے اور اسلام کی فتح ہوئی اور کفر ختم ہوا، پھر سعد بن ابی وقاصؓ کو قادسیہ بھجوایا اور شاہ عجم سزدجبر دغزوان کا سپہ سالار رستم اسکے مقابلے میں سپاہیوں کے ساتھ آیا اور عتبہ بن غزوان کو دجلہ وفرات و میسان فتح کرنے بھجوایا اور پھر کوفہ و بصرہ تک بھجوایا اور خود (عمرؓ) شام گئے اور پھر لوٹ آئے اور ابو عبیدہ بن جراحؓ کو قنسرین بھجوایا اور عمرو کورُھا و سھبساط کو فتح کرنے کیلئے بھجوایا، خالد بن ولیدؓ کو حمص، موصلی، اشعری جندی کو شاپور، سوس، رامھر مز، تستر، سپاہان، قم، قاشان کے کہ صلح کر لو یا جنگ لڑو، معاویہ بن ابی سفیانؓ کو قیساریہ و رملہ، عمرو بن عاس کو اسکندریہ، نعیم ابن مقرن کو نہاوند، عمر بن عاص کو برقہ اور وہاں سے طرابلس، مغیرہ بن شعبہ کو آذربادگان اور عثمان ابن ابی عاص کو آذر

بادگان کے گرد ونواح میں فتوحات کیلئے بھجوایا (سپہ سالاروں کو ایک دفعہ واپس آنے کے بعد دوبارہ دوسرے علاقے بھجوا دیا جاتا اسی لئے کچھ نام دو تین مرتبہ آئے ہیں) یہاں تک کہ صبح کی نماز آپؓ پڑ رہے تھے کہ ابولؤ لؤ (ملعون) غلام مغیرہ بن شعبہ نے آپ پر وار کیا اور پھر آپؓ شہید ہو گئے۔ اس وقت آپؓ کی عمر پینسٹھ سال تھی اور دور خلافت دس سال و چھ ماہ اور چار دن تھے اور حضور ﷺ کی پہلو میں دفن ہوئے۔

پھر حضرت عثمان غنیؓ کو خلیفہ بنایا گیا اور عثمان بن عفان بن ابی عاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قسی بن کلاب بن مُرَّت بن لُوی بن غالب بن فھر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مُعرکہ بن الیاس بن مُغر بن نزار بن معد بن عدنان تھے اور آپکی تین کنیت تھیں "ابوعمرو" اور "عبداللہ" اور "ابولیلی"۔

عثمان غنیؓ نے بھی پہلے کے خلفاء راشدین کے نقش قدم پر چل کر عدل و انصاف و قرآن وشریعت پر کار بند ہوا اور پہلی فتح جو عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں ہوئی وہ ہمدان تھی جو عمرؓ کے دور میں فتح ہو چکا تھا مگر انکی وفات کے بعد وہ دوبارہ مرتد ہو گئے تھے اور وہاں عثمان بن مغیرہ شعبہ کو اس طرف بھیجا تھا پھر با موسیٰ اشعری کوری اور برا ابن عازب اور قرطہ بن کعب کو انکے ہمراہ بھیجا، معاویہؓ کو عوم بھجوایا وہاں سے حصینا تک فتح کیا اور وہیں یزید پیدا ہوا، پھر روم کے لوگ پلٹ گئے اور عمرو بن عاصؓ کو بھجوایا جو انہوں نے فتح کیا پھر عمر بن عاص اسکندریہ سے معزول کر دیا گیا اور مصر سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو وہاں بھجوایا اور عبداللہ نے مغرب تک فتح کیا اور سعد کو کوفہ سے معزول کیا اور ولید بن عتبہ بن ابی مقیط کو وہاں بھجوایا ولید سلیمان بن ربیعہ باہلی کو بارہ ہزار سواروں کے ساتھ بر دمہ بھجوایا اور اس نے اسے فتح کیا اور بیلقان و جزران کے علاقوں نے صلح کر لی اور پھر جب چھبیسواں سال ہجری آیا تو عبداللہ بن سعد کو جنگ کیلئے بھجوایا اس نے افریقہ فتح کر لیا اور عبادلہ اسکے ساتھ ساتھ تھا جر جیر اپنے دولاکھ فوج کے ساتھ اس کے مقابلے کیلئے نکلا اور سبیطلہ کی جگہ ان دونوں افواج کا آمنا سامنا

ہوا۔ (یہ جگہ قروان سے ستر میل دور تھی) جرجبیر مارا گیا اور فتح حاصل ہوئی اور مال غنیمت آپس میں تقسیم کیا گیا ہر سوار کو تین ہزار دینار اور ہر پیادہ کو ایک ہزار دینار اور دوسری چیزیں وغیرہ، اور عثمان بن ابی عاص نے سابور کو دوسری بار فتح کیا (عثمانؓ کے حکم پر) اور کارزون فتح کیا، اور ھرم بن حیان عبدی کو قلعہ جرہ بھجوایا تا کہ اسے بند کر دے اور آج تک اس قلعے کا نام "قلعت اشیوخ" ہے جب ستائیسواں سال کا آغاز ہوا عثمان بن ابی عاص نے ارجان و دارابجر کو فتح کر لیا اور جب اٹھائیسواں سال شروع ہوا تو عثمانؓ نے ماویہؓ اور اس نے عبادہ بن صامت کو سمندر پار فتوحات کیلئے بھیجا اور اس نے کافی جزائر فتح کر لئے اسی سال فتح پارس ہوئی ھشام بن عامر کے ہاتھوں، اسی سال عبداللہ بن سعد معاویہؓ کے مدد کیلئے گیا اور روم کے کئی علاقے فتح کر لئے جیسے سوریا اور قبرص، اور اسی سال ہشام کبن عامر نے استنجر فتح کیا۔ جب انتیسواں سال ہجری شروع ہوا تو بصرہ سے عثمان با موسا یہ اشعری اور پارس سے عثمان بن ابی عاس کو معزول کر کے واپس بلوایا اور ان کی جگہ عبداللہ بن عامر بن کریز کو بھجوایا۔ اس وقت عبداللہ کی عمر 25 سال تھی اور اس نے زیاد بن آبیہ کو بصرہ میں چھوڑا اور خود پارس آ گیا (زیاد بن ابیہ اسکا دبیر تھا) اور اسکا سپہ سالار عبداللہ بن معمر تھیمی تھا وہ استخر آیا اور جور میں جنگ لڑی پھر کارزون گیا اور پھر دارالبجر وآیا اور پھر اردشیر خرہ کو قبضہ کیا اور یزدجرو سے پسپا ہوا اور مرو چلا گیا اور عبداللہ بن عامر نے مجاشع بن مسعود سلمی کو پھر یزدجرد بھجوایا۔ مجاشع آیا اور اس نے سیرجان پر قبضہ کر لیا۔

اور ہجرت کا تیسویں سال عبداللہ بن عامر بن کریز نے مجاشع کو سیستان بھجوایا اور جنگ چھڑی اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور مجاشع لوٹ آیا۔

جب مجاشع کی پسپائی کی خبر عثمانؓ تک پہنچی کہ وہ اس حال میں سیستان سے لوٹ آیا ہے تو آپؓ نے ربیع بن زیاد کو سپاہیوں سمیت عبدا للہ ابن عامر کی طرف بھجوایا کہ "اسے سیستان بھجواؤ"۔

عبداللہ نے اسے سیستان بھجوایا جب وہ کرمان کے علاقے میں پہنچا تو اس سے وہاں کے سردار جالق نے صلح کر لی، پھر ربیع نے اس سے پوچھا' مجھے سیستان جانے کا راستہ دکھاؤ"اس نے کہا"راستہ کچھ اس طرح ہے کہ جب آپ ہیرمند سے گزریں کے تو آپ کو ریت ملے گی اور جب ریگستان سے گزریں گے تو سنگریزے نظر آئینگے اور وہاں سے قلعہ اور قصبہ نظر آتے ہیں"۔

ربیع اپنے سپاہیوں کے ساتھ ہیرمند سے گزرتا ہوا سیستان جا پہنچا اور سپاہ سیستان اسکے مقابل آئے۔ سخت جنگ ہوئی اور بہت سے جنگجو دونوں طرف سے مارے گئے جن میں سے اکثریت مسلمانوں کی تھی پھر مسلمانوں نے دوبارہ حملہ کیا اور سیستان کے لوگ شہر پلٹ گئے۔

پھر شاہ سیستان ایران بن رستم بن آزاد خود بن بختیار نے موید موبدان (زرتشتیوں کا روحانی پیشوا) اور بڑے بڑے دانشمندوں وسرداروں کو اپنے پاس بلایا اور کہا"یہ مناسب نہیں کہ ہر روز وسال (ہمارے جنگجو) مارے جائیں ہزاروں کی تعداد میں، اور کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ یہی دین اور اسکی حکومت صدیوں تک رہے گی اور ان کے ساتھ جنگ کرنا مناسب نہیں ہے اور کوئی بھی آسمانی حکم سے منہ نہیں موڑ سکتا تو بہتر یہی ہے کہ صلح کر لیں"۔

سب نے یک زبان ہو کر کہا"یہی مناسب ہے"

پھر اس نے اپنا قاصد بھجوایا کہ 'ہم جنگ سے عاجز نہیں آئے کیونکہ یہ شہر مردوں اور پہلوانوں کا ہے مگر اللہ تعالیٰ سے جنگ نہیں لڑی جا سکتی اور تم لوگ خدا کے سپاہی ہو اور ہماری کتابوں میں تمہارا ذکر ہے (تمہاری فتوحات کا) اور محمد ﷺ اور اس کی اور اسکے دین کی حکومت دیرپا رہے گی تو بھلائی اسی میں ہے کہ صلح کر لیں تاکہ دونوں گروہوں کا جانی نقصان ختم ہو جائے۔

ربیع نے کہا" عقلمندی اسی میں ہے کہ جو اس جگہ کا مالک کہ رہا ہے اور ہم صلح کو جنگ سے زیادہ دوست رکھتے ہیں (صلح جنگ کے مقابلے میں پسند ہے)" پھر امان دے دی اور حکم دیا کہ ہتھیار نیاموں میں ڈال دو کسی کو تکلیف نہ پہنچانا اور اب صلح ہو چکی ہے "۔

پھر اس جنگ میں مارے جانے والوں کی لاشوں کا اکھٹا کر کے اس ڈھیر پر کپڑا بچھا کر اسے اپنا تخت بنایا۔

اور ایران بن رستم خود اور بڑے بڑے سردار اور موبد (زرتشتوں کا پیشوا) آئے اور جب لشکر گاہ میں داخل ہوئے اور سپاہ کے پاس پہنچے تو اسے دیکھ کر حیرانگی میں پڑ گئے اور رک گئے ۔ ربیع دراز قد و گندم گون و بڑے خوبصورت دانت اور قوی ہونٹ۔ جب ایران بن رستم نے اسے اس حال میں دیکھا تو اپنے دوستوں کو مخاطب کر کے بولا" کہتے ہیں کہ اھورمن (زرتشت دین میں نیکی کا خدا) واپس نہیں آئے گا یہ دیکھو اھورمن واپس لوٹ آیا ہے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں"

ربیع نے پوچھا" کیا کہہ رہا ہے؟" ترجمان نے ترجمہ کر کے بتایا تو ربیع خوب ہنسا پھر ایران بن رستم نے اسکی ستائش کی اور کہا کہ 'ہم تمہاری برابری نہیں کر سکتے کہ تم ایک پاکیزہ حاکم ہو۔

پھر وہاں کپڑے بچھائے گئے اور ان پر بیٹھ گئے اور یہ طے پایا کہ "ہر سال سیستان سے ہزار ہزار درھم امیر المومنین کو بھجوائیں جائیں گے اور اس سال ہزار غلام خریدیں گے اور ان کے ہاتھوں سونے کے جام دیکر بطور ہدیہ پیش کریں گے۔

اور ایک عہد نامہ لکھا گیا جسے آپس میں ایک دوسرے کے حوالے کیا گیا اور پھر ربیع وہاں سے اٹھا اور شہر میں داخل ہوا۔ امن کے ساتھ اور وہاں چند روز گزارنے کے بعد وہاں سے بُست کیلیۓ نکلا اور بُست کے لوگوں نے حکم عدولی کی اور جنگ لڑی اور کہا" ہم صلح نہیں کرینگے"

بلآخر ان میں سے کئی مارے گئے اور بڑے سرداروں کا ایک گروہ غلام بنایا گیا اور انہیں دربار امیر المومنین بھجوادیا گیا جن میں سے آگے چل کر بڑے بڑے لوگ بنے جیسے عبدالرحمٰن جو دبیر حجاج تھا اور سلیمان بن عبدالمالک خزانچی عراق، حسین بو الحرث و بسام و سالم بن نکوان جیسے بڑے بڑے بزرگ گزرے ہیں اور یہ سب کچھ اسلام کی برکت سے ہوا کہ وہ عالم و اُمرا بنے اور بندگی کے بعد آزادی پائی اور ان سے بعض کے اردگرد لوگ جمع ہوگئے (حمایتی)

اور پھر قرنین گئے کہ وہاں رستم دستان کا اصطبل تھا وہاں چند دن گزارے اور چاہا کہ بیابان سے گزر کر بُست جائے مگر پھر وہاں سے واپس لوٹے اور عبداللہ بن عامر کی طرف گئے۔

اور پھر سیستان کے لوگوں نے سرکشی شروع کر دی اور حکم عدولی کی پھر عثمانؓ کے حکم سے عبداللہ بن عامر نے عبدالرحمٰن بن سمرہ کو سیستان بھجوایا اور حسن بصری اور بڑے بڑے فقہا اسکے ساتھ ہو لئے۔

عبدالرحمٰن سمُرہ کی آمد اور مہلب جیسا سپہ سالار پانا

اور عبدالرحمٰن بن سمرہ صحابی مصطفیٰ ﷺ تھا اور ایک عظیم شخص تھا جب وہ سیستان آیا تو ایران بن رستم اسکے سامنے آیا اور بولا "ہم ابھی بھی اس صلح کے پابند ہیں، لیکن ربیع ہمیں بغیر کسی حکمران (حاکم) کے چھوڑ کر چلا گیا"

عبدالرحمٰن وہیں رک گیا (او اسی دن عثمانؓ کی شہادت کا وقعہ پیش آ گیا) اور اسکے بعد خلافت علی بن ابی طالبؓ کو ملی۔ آپؓ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مُرَّ بن کعب بن لُوی بن غالب بن فھر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن کذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مغر بن نذار بن معد بن عدنان تھے۔

جب عثمانؓ کی شہادت کی خبر عبدالرحمٰن تک سیستان میں پہنچی تو پھر اپنے دوستوں کو واپس چلنے کا حکم دیا اور ان میں ایک مهلب بن ابی حفرہ سے کہا کہ "مجبوراً تم عبداللہ بن عامر کے پاس رہو"

اور پھر عبدالرحمٰن نے امیر ابن احمر کو سیستان کی خلافت سونپی اور خود عبداللہ ابن عامر کے پاس گیا جب وہ سیستان سے چلا گیا لوگوں نے امیر ابن احمر کو اسیر کر لیا کہ خلیفت فقط عبدالرحمٰن کی تھی۔

جب عبدالرحمٰن بصرہ آیا جنگ جمل شروع تھی تو عبدالرحمٰن نے کچھ دن انتظار کیا اور پھر مال واسباب کے ساتھ معاویہؓ کے پاس شام پہنچا اور یہ سب ہدیہ معاویہؓ کو دیا اور عبدالرحمٰن جب سیستان میں تھا تو اس نے حکم دیا تھا کہ "نیولے" اور "سی" کو نا مارا جائے تا کہ وہ سانپ پکڑیں اور کھائیں کہ سیستان میں سانپ بہت ہیں تا کہ انکے شر سے بچا جا سکے۔

جب امیر المومنین علیؓ نے سنا کہ وہ آیا تھا اور پھر معاویہؓ کی طرف چلا گیا تو آپ نے عبدالرحمٰن بن جرو طایی کو سیستان بھجوایا اور پھر جنگ صفین کا آغاز ہوا اور پھر عبدالرحمٰن سمرہ نے سیستان جانے کا قصد کیا تو معاویہؓ نے انھیں سیستان بھجوایا اور جب اسکے آنے کی خبر عبدالرحمٰن بن جرو طای کو ہوئی تو وہ علیؓ کی جانب چلا گیا اور جب عبدالرحمٰن سمرہ سیستان آیا تو وہاں کے لوگوں نے اسکے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اسے خوش آمدید کہا۔

وہ چند دن سیستان میں رہا پھر خوش خوش چلا گیا وہاں بیابانوں سے ہوتا ہوا بُست اور رُخد میں داخل ہوا اور ان علاقوں کو فتح کیا پھر وہاں سے کابل کو فتح کیا اور وہاں سے بہت سے قیدی بنا کر لے آیا اور وہاں سے عبدالرحمٰن بن سمرہ نے مہلب بن ابی صفرہ کو ہندوستان بھجوایا اور اسے سپاہ سالاری عطا کی کہ وہ جب وہاں تھا تو ایک ادنیٰ سوار تھا اور اس کا قصہ اسطرح ہے کہ

"جب عبدالرحمٰن اشعث کو اس بات کی خبر ہوئی وہ سیستان سے بُست چلا گیا اور عبدالرحمٰن ہاشمی اور مفضل بن مہلب کے دونوں سپاہی باہم ہوکر بُست میں داخل ہوئے اور بُست و رُخد کے بیچ ایک سخت جنگ ہوئی اور بہت سے لوگ مارے گئے دونوں طرف سے اور پھر عبدالرحمٰن بن اشعث پسپا ہوا اور اسکے بہت سے یار گرفتار ہوئے ان میں یزید بن طلحہ بن عبداللہ نصر بن انس بن مالک اور عبداللہ بن فضالہ زہرانی اور اسی طرح کے دیگر اہل علم بزرگ۔ ان قیدیوں کو یزید بن مہلب کی طرف "مرو" بھجوایا گیا اور یزید نے انہیں نوازا اور بہت سے چیزیں دیں اور انعام وکرام عطا کیا۔

اور عبدالرحمٰن بن اشعث زابلستان چلا گیا زنبتیل کی امان میں ۔ یہ خبر جب حجاج تک پہنچی تو حجاج نے عمارہ بن تمیم قیسی کو قاصد بھجوایا زنبتیل کے پاس اور وہ زنبتیل کے پاس آیا اور اسے ایک عہد نامہ دیا کہ "اس کے بعد تیری حکومت میں میرا لشکر داخل نہ ہوگا اور تجھ سے کوئی مال و دولت کا بھی طلب گار نہیں ہوگا اور میرے تیرے بیچ میں صلح و دوستی ہو جائیگی فقط اس شرط پر کہ تم عبدالرحمٰن اشعث اور اسکی فلاں یار کو میری طرف بھجوا دو۔

پس عبدالرحمٰن کو زنبتیل نے گرفتار کر لیا اور اسکے ساتھی کو بھی اور پھر ہتھکڑی لگائے ایک حلقہ عبدالرحمٰن کے پاؤں میں دوسرا اس کے ساتھی کے پاؤں میں۔ یہ دونوں چھت پر موجود تھے ،عبدالرحمٰن نے کہا "میں حق پر ہوں۔ چلو چھت کے کنارے چلتے ہیں ۔ دونوں چھت کے کنارے پہنچے۔ عبدالرحمٰن نے خود کو چھت سے نیچے پھینک دیا اور دونوں نیچے گر کر مر گئے اور اس کے ساتھی کا نام عبدالرحمٰن ابوعنبر تھا۔

اور عمارہ نے ان دونوں کا سر تن سے جدا کیا اور حجاج کی طرف بھجوایا اور ان کے دھڑ رُخد میں دفنا دیئے گئے اور حجاج نے عبدالرحمٰن کا سر عبدالملک کو بھجوایا جو دمشق میں تھا اور عبدالملک نے وہ سر عبدالعزیز بن مروان کو مصر بھیجا تھا اور پھر عبدالرحمٰن کے سر کو مصر میں دفن کر دیا گیا اور اسکا دھڑ رُخد میں دفن ہے۔

والیان حجاج و عمر بن عبدالعزیز

اور عمارہ بن تمیم سیستان آیا۔ جب یہ کام تمام ہوا تو اس نے حجاج سے سیستان کی حکومت پانے کی درخواست کی اور ابھی تک اس بات پر کوئی پیش رفت نہ ہوئی تھی کہ عبدالملک نے مسمع بن مالک کو سیستان بھجوایا۔

جب مسمع سیستان آیا تو بوخلدہ خارجی بہت سے لوگوں اور سرداروں، معتبروں کے ساتھ سیستان میں جمع ہوا اور مسمع سے بہت سے جنگیں لڑیں اور بالآخر بوخلدہ گرفتار ہوا اور مسمع نے حجاج کی جانب خط لکھا اور اسے اس بات سے آگاہ کیا۔ جواب آیا کہ "بو خلدہ کو بھجوادو" اسے حجاج کی طرف بھجوا دیا گیا۔

اور اسی سال مسمع نے سیستان میں وفات پائی اور اپنے بھائی کے بیٹے محمد بن شیبان بن مالک کو سیستان کا حکم بنا دیا اور اسی سال عبدالملک بن مروان دمشق میں فوت ہوا اسکی عمر باسٹھ سال تھی اور تیرہ سال اور چار ماہ سے چھ دن کم خلافت کی۔

پس جس روز عبدالملک بن مروان فوت ہوا اسی روز اسکے بیٹے ولید بن عبدالملک کی دمشق میں بیعت کر لی گئی اور ولید کی کنیت "ابوالعباس" تھی۔

جب ولید نے حکومت سنبھالی تو حجاج کو عراق و خراسان و سیستان کا حاکم بنا یا اور حجاج نے خراسان و سیستان قتیبہ بن مسلم کے حوالے کر دیا اور جب قتیبہ بن مسلم پہلی بار سیستان گیا تو اس سے پہلے عمر بن مسلم وہاں کا حاکم تھا۔قتیبہ سیستان آیا اور چند روز یہاں رہنے کے بعد خراسان چلا گیا اور عبد ربہ بن عبداللہ کو یہاں کا حاکم بنایا۔اور وہ عبد ربہ بن عبداللہ بن عمیر تھا۔

جب قتیبہ خراسان میں داخل ہوا اور تمام امور حکومت سنبھال لئے تو اشعت بن بشر یربوعی کو حجاج کے پاس بھجوایا تا کہ وہ سیستان و خراسان کی ساری باتیں اسے بتائے

اور سامان بھی بھجوائے اشعت عقل مند، با کفایت خوب صورت اور خوش گفتار شخص تھا۔ جب حجاج نے اسے دیکھا اور اسکی باتیں سنیں اور اس سے ہر سوال کا خوبصورت جملہ پایا تو قتیبہ کو سیستان کی حکومت سے معزول کر دیا اور اشعت کو حاکم سیستان بنادیا اور اس دوران قتیبہ نے عبدربہ کو معزول کر دیا تھا اور نمعان بن عوف شکری کو سیستان بھجوایا تھا اور جب نعمان سیستان پہنچا، اشعت بن بشر حجاج کے حکم سے سیستان پہنچ چکا تھا۔

اشعت چند دن سیستان میں رہا اور پھر بُست کی جانب روانہ ہوا اور زنبتیل سے صلح کر لی اور واپس سیستان لوٹ آیا اور حجاج کو اس بارے میں خط لکھا اور جب حجاج کو اس صلح کا پتہ چلا اسے بہت غصہ آیا اور اشعت کو معزول کر دیا اور قتیبہ کو واپس بحال کر دیا اور اسے نئے احکامات بھجوائے اور قتیبہ نے اپنے بھائی عمرو بن مسلم کو سیستان بھجوایا۔ اور عمرو چند دن سیستان میں رہا اور پھر بُست روانہ ہو گیا اور زنبتیل سے جنگ چھیڑ لی بلآخر صلح ہو گئی اور آٹھ لاکھ درھم عمرو کو ملے۔ عمرو نے قتیبہ کو آگاہ کیا بذریعہ خط اور قتیبہ نے حجاج کو آگاہ کیا۔ مگر حجاج راضی نہ ہوا اور خط کے جواب میں کہ "تم خود (قتیبہ) زنبتیل سے جنگ لڑنے جاؤ۔

قتیبہ بن مسلم سیستان آیا اور چند دن سیستان میں گزارے اور وہاں کے لوگوں سے الفت بڑھائی، وہ ایک قابل شخص تھا ہر روز علما کو اپنے گرد جمع کرتا۔ پھر وہ یہاں سے بُست گیا وہاں چند روز گزارے اور ایک لشکر اکھٹا کیا اور ایک ھزار جوڑا گائے (بیل) جمع کئے اور دو ہزار کسان اور کھیتی باڑی کا سامان بھی ساتھ اٹھایا اور زنبتیل سے جنگ کیلئے روانہ ہوا کہ جنگ بھی لڑے گا اور وہیں رہ کر کھیتی باڑی بھی کرے گا۔

جب زنبتیل نے یہ خبر سنی تو وہ کانپ گیا اور خوف کھانے لگا اور سمجھ گیا کہ یہ مصیبت کسی بھی بہانے سے ٹلنے والی نہیں قاصد بھجوایا اور دو ہزار درھم سالانہ بھجوائے گا اور ایک سال کے بھجوا دیئے۔

اورقتیبہ لوٹ گیا اورسیستان آگیا وہاں سے خراسان چلا گیا اور عبد ربہ بن عبداللہ کو دوبارہ سیستان کی حکومت دی۔ جب عبد ربہ عبداللہ نے وہاں چند روز گزارے تو پھر قتیبہ نے منیع منقری کو یہاں بھجوایا اور حکم دیا کہ 'عبد ربہ کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دو"

منیع وہاں آیا اور عبد ربہ کے ساتھ نیک سلوک کیا اور اسے قید و بند کی مصیبت نہ دی اور نرمی اور لطف سے اس سے تمام مال وملکیت لے لی۔ جب یہ بات قتیبہ تک پہنچی اس نے عبد ربہ کو معزول کر دیا اور نعمان بن عوف یشکری کو یہاں بھجوایا، نعمان نے اسی وقت عبد ربہ کو گرفتار کرلیا اور اسے بیڑیاں ڈال دیں اور اسے مختلف طریقوں سے سزائیں دی گئیں اور اس کا تمام مال ضبط کر لیا اور اسی دوران حجاج نے قتیبہ کو معزول کر دیا خراسان اورسیستان سے اور یزید بن مہلب کو خراسان اورسیستان بھجوایا اور یزید نے اپنے بھائی مدرک بن مہلب کو سیستان بھجوایا۔

جب مدرک بن مہلب سیستان آیا اسی دوران ولید بن عبدالملک دمشق میں فوت ہو گیا اسکی عمر اڑتالیس سال تھی اسے مقبرہ باب العضیر دمشق میں دفنا دیا گیا اور اسی دن سلیمان بن عبدالملک نے خلافت سنبھالی۔ اسکی کنیت "ابو ایوب" تھی۔ اور سلیمان نے خراسان وسیستان یزید بن مہلب کے حوالے کیا اور مدرک بن مہلب کافی عرصے تک سیستان میں رہا یہاں تک کہ یزید بن مہلب نے مدرک بن مہلب کو معزول کر دیا اور اپنے بیٹے معاویہ بن یزید بن مہلب کو سیستان بھجوایا۔ وہ یہاں پہنچا تو لوگوں سے بھلائی کی اور لوگوں کے فلاح کو بہبود کے کام کئے اور اس وقت تک یہاں رہا جب سلیمان بن عبدالملک نے دالق میں وفات پائی جمعہ کا دن صفر کے ماہ سے دس دن پہلے اور سلیمان کی عمر پینتالیس سال تھی اور پھر عمر بن عبدالعزیز مروان نے خلافت سنبھالی۔آپکی کنیت 'ابو حفص" تھی اور جس دن آپ کو خلافت عطاء کی گئی آپ نے اپنے عزیز واقارب کو جمع کیا اور اپنا حساب کتاب ان سے کرلیا اور اعلان کروایا کہ جس کسی کی بھی اس رنجش /دشمنی ہے

وہ آئے۔

لوگ آئے جو مانگتے آپ دے دیتے اور سب کو اپنا ہمدرد اور دوست بنایا۔ پھر اپنی بیویوں اور کنیزوں کو اکٹھا کیا اور سب کو طلاق دیدی اور انہیں چھوٹے چھوٹے گھر دیئے اور عدت کا خرچہ اور دوسروں کو آزاد کر دیا اور انہیں حق مہر دیا اور بہت کچھ عنایت کیا، اور اپنی زرعی زمین اور جائیداد فروخت کردی جو چوبیس دینار بنے انہیں صدقہ کر دیا اور پھر خطبہ دیا اور کہا" اے لوگوں ایک بڑا کام تم لوگوں نے میرے گلے میں ڈال دیا ہے اور میں نے قبول کر لیا اور کوشش کرونگا کہ سنت مصطفیٰ ﷺ اور پیروی خلفاءؓ راشدین کروں، اور اہل علم و زاہدوں کو اپنے آس اس جمع کیا اور جو بوجھ ایزدتعالیٰ نے اس پر ڈالا تھا وہ اس نے ان پر ڈال دیا اور اس نے عہد و پیمان کا بوجھ انہیں اٹھوایا اور خراسان و سیستان جراح بن عبداللہ حکمی کو بھجوایا اور حکم کیا کہ "ایسے حاکم رہنا جیسے تم دین کے کارندوں، گناہ سے دور لوگوں، اور عالم و زاہد کے ساتھ (سلوک رکھتے) ہو۔

اور جراح سیال بن منزر شیبانی کو سیستان بھجوایا وہ پاک دین اور ایک نیک سیرت شخص بہت عرصے تک وہاں حاکم رہا اور لوگوں نے اسکے ہاتھوں چین پایا اور فتنے ختم ہوئے۔ پھر عمر بن عبدالعزیز نے جراح کو معزول کر دیا ور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن زیاد قشیری کو سیستان بھجوایا اور یہ سب کچھ ایک سال سے کم عرصے میں ہوا۔

پھر عمر بن عبدالعزیز فوت ہو گیا، جمعہ کے دن رجب کے ماہ سے پانچ روز پہلے اسکی عمر اکتالیس 41 سال تھی اور اسکی حکومت دو سال و پانچ ماہ اور پانچ روز چلی اور وہ عمر بن ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھا وہ عمرؓ کا نواسہ تھا۔ اسے "دار عمرین" اس لئے کہتے تھے کہ وہ عمرؓ کی سیرت پر گیا تھا (عمرؓ کے نقش قدم پر چل رہا تھا) اور حمس کے نواح دیر سمعان میں وفات پائی اور یزید بن عبدالملک کو خلافت سونپ دی گئی۔

والیان یزید بن عبدالملک و ہشام عبدالملک

یزید بن عمر ھبیرہ کو عراق وخراسان وسیستان بھجوایا اور یزید بن مھلب اس سال ماہ صفر میں مارا گیا اور سری بن عبداللہ ان دنوں سیستان میں تھا۔ پھر حکم بن عبداللہ کو سیستان بھجوایا۔ عمر بن ھبیرہ نماز و جنگ اور قعقاع بن سوید کو مال وخراج پر تعینات کیا۔ پھر کافی وقت نہ لگا کہ نماز و جنگ و مال وخراج سب پر قعقاع قابض ہوگیا اور قعقاع شراب نوشی کرتا اور محفل لھو ولعب میں مشغول رہتا اور ہمیشہ سیستان میں اس سے بڑھ کر کسی کا دسترخوان جاری وساری نہ رہا مگر حاجت روائی کیلئے کوئی نہ آتا۔

اور قعقاع ہمیشہ والی سیستان رہا یہاں تک کہ یزید بن عبدالملک نے وفات پائی حوران شہر میں اور جمعہ کا دن شعبان میں پانچ روز رہتے تھے اسکی عمر ستائیس سال تھی اور چار سال وایک ماہ انہوں نے خلافت کی۔ کچھ کہتے ہیں وہ شام کے شہر بلقا میں مدفون ہے جبکہ کچھ کہتے ہیں کہ شہر کے نواح میں۔ اور اسی دن ہشام بن عبدالملک کی بیعت کر لی گئی۔

(ہشام) اسکی کنیت "ابوالولید" تھی اور ہشام نے عمر بن ہیرہ کو معزول کر دیا اور خالف بن عبداللہ قسری کو عراق وخراسان وسیستان سونپ دیا اور اسی وقت خالد نے حیلہ بن حماد کو سیستان بھجوایا اور حیلہ بن حماد سیستان آیا اور کافی عرصے تک وہاں رہا پھر خالد نے یزید بن غریت ھمدانی کو وہاں بجھوایا اور یزید نے بلال بن ابی کبشہ کو زنبتیل کی طرف بھجوایا اور بلال سیدھے راستے وہاں گیا۔ زنبتیل نے اسکی اطاعت نہیں کی اور بلال سیستان لوٹ آیا اور یزید نے بشر حواری کو امیر نگہبان شہر بنایا اور اس رات کوارج کے پانچ لوگ آئے اور بشر کو قتل کر دیا اور رات بھر لڑتے رہے یہاں تک کہ مارے گئے اور سیستان پر خوارجیوں کو غلبہ / تسلط ہوگیا پھر یزید بن غریف قضای نے سیستان معمر بن

عبداللہ کو دے دیا اور معمر سیستان کے بڑے لوگوں میں شمار ہوتا ہے اور مَعْمر وہ شخص ہے کہ روایات رسول ﷺ اس سے آتی ہیں یعنی (روایات رسول کا راوی)

پس جب خوارج نے سیستان پر غلبہ پا لیا تو خالد بن عبداللہ نے یزید کو معزول کر دیا اور اصفح بن عبداللہ شیبانی کو سیستان بھجوایا اور محمد بن حجیش اس کا سپاہ سالار تھا چند روز سیستان میں رہنے کے بعد وہ زنپتیل سے جنگ کیلئے نکلے اور عمر بن بجیر بھی ان کے ساتھ تھا اور وہ بست میں چند دن رہنے کے بعد پھر زنپتیل کی طرف چل پڑتے اور بڑی سخت جنگ ہوئی اور آخر میں زنپتیل نے مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور بڑے معتبرین عالم لوگ بھی شہید ہوئے، سوار ابن اشعر قید ہوا اور واصفح کو سر پر شدید زخم آئے اور وہ سیستان تک آیا اور وہاں زخموں کی تاب نہ لا کر شہید ہو گیا۔

یہ خبر خالد بن عبداللہ قصری تک پہنچی تو وہ سخت غمگین ہوا اور محمد بن حجر کندی کو سیستان بھجوایا اور محمد بن حجر کندی سیستان آیا اور چند دن وہاں گزارے پھر خالد بن عبداللہ نے عبداللہ بن ابی بردہ بن مسائی اشعری کو سیستان بھجوایا وہ یہاں آیا اور لوگوں سے بھلائی کی لوگوں کے بیچ عدل کیا اور پارس کے دروازے کے پاس مسجد بنوائی کہ ابھی تک وہاں موجود ہے اور کافی میدان سیم و زر کے عوض خرید لیا اور بہت سے زرعی زمین خریدی اور وقف کر دی اور اس تمام زمین کو نقد خریدا اور عبداللہ بن حسین جسے "بوحریرہ" کہتے تھے کو سیستان کی حاکمیت سونپ دی اور وہ "عبادالصالحین" میں سے تھا اور علم میں ایک بڑا درجہ رکھتا تھا اور بصرہ والوں کی بہت سے باتوں کی روایات ان میں سے اکثر اس سے آئی ہیں اور عبداللہ بن ابی بردہ کی حکومت کے دوران سیستان میں ایک بہت بڑا زلزلہ آیا کہ اس سے پہلے کسی نے نہ دیکھا تھا اور خوارج سیستان میں مضبوطی سے اپنے قدم جما چکا تھا۔

اور پھر خالد بن عبداللہ بن قسری کو معزول کر دیا گیا اور یوسف بن عمر کو عراق و خراسان و سیستان سونپ دیا گیا اور یوسف بن عمر نے ابراہیم بن ساصم عُقیلی کو سیستان

بھجوایا اور ابراہیم جب سیستان آیا اس کے ساتھ شاعر نحیف بن عمر بھی تھا اور عبداللہ بن ابی بُردہ کو نظر بند کر دیا گیا اور اس کا مال ضبط کر دیا گیا۔

جب اس پر زندگی تنگ ہونے لگی تو خدمت گار کو کچھ رقم دے کر کہا کہ "یوسف بن عمر کے پاس جا کر کہو کہ عبداللہ نے خودکشی کر لی"

مستخرج (خدمت گار) نے پیغام پہنچا دیا

تو جواب ملا "مردہ میرے سامنے لاؤ تا کہ میں دیکھوں"

خدمت گار واپس لوٹ گیا اور عبداللہ کو مار ڈالا اور یوسف کے سامنے لے آیا۔

ابراہیم بن عاصم امیر سیستان رہا اور نیک سیرت و بھلائی و عدل کے ساتھ یہاں تک کہ ہشام بن عبدالملک فوت ہو گیا قنسرین کے علاقے میں اس کی عمر چھپن سال تھی اور انیس سال چھ ماہ اور گیارہ دن خلافت کی اور اسکے وفات کے دن ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان کی بیعت کر لی گئی اور اس کی کنیت "ابوالعباس" تھی۔

حدیث ذی جناحیں اور فتنہ بکری و تمیمی

پھر ولید بن یزید نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو عراق و سیستان و خراسان بھجوایا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے حرب بن قطن ہلالی کو سیستان بھجوایا ور ابراہیم بن عاصم ماہ صفر میں سیستان میں فوت ہوا۔

اور اسی سال عراق سے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا سے ذی جناحین کہتے تھے اور اس نے لوگوں کو رجا کی طرف دعوت دی جو آل مصطفیٰ ﷺ تھا اور وہ منظر پر آیا سپاہی جمع کئے اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز سے اسکی جنگ شروع ہوئی اور ان کے بیچ جنگ نے کافی طول کھینچا اور بالآخر ذی جناحین نے شکست کھائی اور سیستان کی حدود میں داخل ہو گیا

اپنے سپاہیوں کے ہمراہ۔ حرب بن قطن اس سے جنگ کرنے کا خواہش مند نہ تھا اور سیستان سوار بن اشعر کو سونپا اور اور چلا گیا۔

پھر جب یہ خبر عبداللہ بن عمر تک پہنچی کہ حرب بن قحطان نے اس کے ساتھ جنگ نہیں لڑی تو اس نے حرب کو سیستان سے معزول کر دیا اور محمد بن مروان کو سیستان کی حکومت دے دی اور ماہ شعبان میں اس نے حرب بن قطن اور عثمان بن ربیعہ کو گرفتار کیا اور قید میں ڈال دیا اور تمام جائیداد ضبط کر لی۔ جب یہ صورت حال پیش آئی، حرب بن قطن ایک نیک سیرت اور عادل حکمران تھا۔ مشائخ و بزرگان سیستان کا ایک وفد عبداللہ بن عمر کے جانب گیا جو عراق میں تھا اور حرب بن قطن کی سفارش کی تو اسے قید سے چھوڑ دیا گیا اور سیستان کا حاکم بنا دیا گیا۔

لوگ اس سے خوش تھے اور وہ لوگوں سے۔ یہاں تک کہ ولید بن یزید بن عبدالملک قتل ہوا، جمعرات کا دن جمادی الآخر سے دو دن پہلے اور اسکی حکومت کو چھ ماہ اور بائیس دن گزرے تھے پھر یزید بن ولید کی بیعت کر لی گئی کہ اسے "یزید ناقص" کہتے تھے۔

عبداللہ بن عمر کے پاس عراق و خراسان و سیستان کی حکومت رہنے دی اور عبداللہ بن عمر نے حرب بن قطن کو سیستان کا حاکم رہنے دیا یہاں تک کہ یزید بن ولید دمشق میں فوت ہوا ماہ زی الحجہ میں اور اس کی حکومت کا دورانیہ پانچ ماہ اور دو روز تھا۔ پھر اس کے بھائی ابرہیم کی بیعت کر لی گئی۔

ابراہیم نے بھی عبداللہ بن عمر کو عراق و خراسان و سیستان کا حاکم رہنے دیا اور عبداللہ بن عمر نے حرب بن قطن کو سیستان کو حاکم رہنے دیا۔

پھر عرب کی وجہ سے سیستان میں ایک فتنہ اٹھا بنی تمیم اور بنی بکر وایل کے بیچ کہ ان میں سے ایک گروہ قطری بن فنجابہ کے رفقاء میں سے تھا۔ فضائل صحابہؓ کی بات پر ان میں بہت سے جنگیں ہوئیں اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ ہر روز جنگ ہوتی اور پورا

سیستان دو گروہوں میں تقسیم ہو گیا ہر گروہ دوسرے گروہ کو بے آبرو کرنے پر تلا ہوا تھا۔

پس جب حرب بن قطن کو اپنی جان کا خطرہ ہوا وہ سیستان سے چلا گیا اور سوار بن اشعر کو اپنا نائب مقرر کیا۔ عبداللہ بن عمر نے سعید بن عمر کو جو آل سعید بن عاص تھا سیستان بھجوادیا اور سعید بن عمر سیستان آ گیا۔

پس بنی تمیم نے سعید بن عمر کی اطاعت قبول کر لی۔ مھلب ایک جھوٹا عہد و منشور لیکر آیا سیستان و کرمان کیلئے امیر المومنین کی طرف سے۔ اور بختری بن سہلب بکری تھا اور سوار بن اشعر تمیمی پھر کیا تھا ان کے درمیان بڑے عرصے تک ایک بڑی جنگ چھڑ گئی اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ سعید بن عمر بھی خیر خواہ بنی تمیم تھا، اور اس دوران ستر بوڑھے لوگ مارے گئے (جوانوں کی علاوہ) اور اس جنگ کو "وقعت الشیوخ" کا نام دیا گیا، اور بختری بن سہلب بُست کا تھا اور اس دوران بہت سے معتبرین مارے گئے اور ان میں سے ایک علا بن عبیداللہ حجازی تھا۔

پھر سیستان کی پست و حقیر لوگ جمع ہوئے اور سعید بن عمر ارو بختری بن سہلب دونوں کو شہر بدر کر دیا اور سوار بن اشعر کو حکومت دے دی اور ماہ جمادی الاول میں۔ پھر سوار بن اشعر پر حملہ ہوا اور اسی ماہ اسے قتل کر دیا پھر بختری بن سہلب کی تلاش میں نکلے وہ نہ ملا تو شہر سے باہر آئے اس کی تلاش شروع کی اور ان پست و حقیر لوگوں کی تعداد پچاس ہزار کے لگ بھگ تھی اور ریگستان کے بیچ بختری کو ڈھونڈ نکالا اور اسے قتل کر دیا پھر حیثم بن عبداللہ بن بغاث کو امیر بنا کر حکومت سونپی اور اس شرط پر کہ کسی بھی بکری کو سیستان میں داخل نہ ہونے دیں گے۔

پھر شیبان خارجی آیا اور شہر کے لوگوں کے ساتھ مل گیا اور عبداللہ بن معاویہ ذی جناحین سیستان کے مفاد کی خاطر سیستان میں داخل ہوا۔ شہر کے حقیر لوگوں اور شیبان نے اسکے ساتھ جنگ لڑی اور شیبان مارا گیا اور ذی جناحین کے ساتھ سپاہی زیادہ نہ تھے اور

عام اور سیستان کے حقیر لوگوں نے اسکا محاصرہ کر لیا۔ ذی جناحین کچھ نہ کر سکا اور وہاں سے فراہ چلا گیا۔

ابراہیم بن ولید جو خلیفہ تھا اس دوران عبداللہ بن عمر کو عراق و خراسان و سیستان سے معزول کیا اور یزید بن عمر بن مبیرہ کو یہ خط عطاء کیا۔

پس جب حالات اس قدر خراب ہوگئے اور ہر جگہ فتنہ سر اٹھانے لگا تو مروان بن محمد شہر حران سے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا "خلافت کو حق دار میں ہوں" اور وہاں سے حمص آیا جہاں عبدالعزیز بن حجاج حاکم تھا اور جنگ ہوئی اور حمص پر قبضہ کر لیا پھر ابراہیم بن ولید کے حکم پر سلیمان بن ہشام اپنے سپاہیوں کے ساتھ آیا اور حمص و دمشق کے بیچ مروان سے ایک سخت جنگ لڑی اور ولید بن عبدالملک کے دو بیٹے حکم اور عثمان اس جنگ میں مارے گئے اور مروان بن محمد وہاں سے "غوطہ" آیا اور دمشق کی حدود میں داخل ہوگیا۔

جب ابراہیم بن ولید نے اپنی حکومت کی پکڑ ڈھیلی دیکھی تو خود کو حکومت سے خلع (الگ) کر دیا (حکومت چھوڑ دی) اور اسے حاکمیت سونپ دی اور اس کا نام "مخلوع" کر دیا اور مروان بن محمد کی بیعت کر لی گئی کہ اس کی کنیت "ابوعبدالملک" تھی اور اس کا لقب "مروان حماد" تھا۔

حدیث بومسلم اور اسکے والیان کی

مروان بن محمد کے زمانے میں خراسان و سیستان و عراق میں بڑا فتنہ اٹھا تمام جگھوں میں پھیل گیا، اور بومسلم عبدالرحمٰن بن مسلم کا ظہور ہوا، اور اس نے دعوت رضا آل رسول ﷺ شروع کر دی اور ہر طرح کے لوگ، شہر و بیابانوں سے اسکی طرف چلے آئے اور جب ایک بڑی تعداد جمع ہوگئی تو وہ "مرو" میں داخل ہوئے اور نصر بن سیار سے جنگ لڑی اور نصر بن سیار کو پسپا کر دیا اور نصر عراق چلا گیا اور ساوہ تک پہنچا تھا کہ اجل نے

اسے آلیا اور وہ وہاں فوت ہو گیا۔ پھر بو مسلم نے قحطبہ بن شبیب طائی کو تیس ہزار مردوں کے ساتھ سیستان بھجوایا۔

اور ھیثم بن عبداللہ شام سے اپنے ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ مروان بن محمد بن مروان کے حکم سے سیستان آیا تھا اور جب مالک بھی بو مسلم کے حکم سے یہاں پہنچا تو بشر کے اندر داخل ہوا اور لوگوں سے کہا "ہیثم بن عبداللہ کو اسکے سپاہیوں سمیت میرے حوالے کر دو"

لوگوں نے کہا "شرم کی بات ہے کہ کسی کو اسیر کریں اور پھر اسے دشمن کے حوالے کر دیں۔ ہم یہ نہیں کر سکتے البتہ جنگ کر سکتے ہیں"

بالآخر اس بات پر رضامندی ہوئی کہ ھیثم بن عبداللہ اور اس کے سپاہیوں کا فدیہ ہزار ہزار درھم فی کس مالک کو دیا گیا اور عبداللہ کو اسکے سپاہیوں سمیت قصبے اور دشمن کے حصار سے بسلامت شام بھجوایا اور پھر مالک بن ھیثم فرمان بو مسلم کی تعمیل میں شہر میں داخل ہوا۔

عامر بن اسماعیل نے مروان بن محمد کو دمشق میں قتل کر دیا اور اس کی حکومت کا دورانیہ چار سال اور دس ماہ تھا۔ یہاں بنی امیہ کا دور حکومت ختم ہوا اور بو مسلم عراق آیا ابوالعباس سفاح اور اس کے بھائیوں کو مدینے سے اور تمام اھل بیت کو کوفہ لے آیا اور اس کی بیعت کی اور وہ پہلا خلیفہ تھا اولاد عباس بن عبدالمطلب سے۔

اس کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھا۔ عمیر بن عطار بن حاجب بن زراہ کو سیستان کی ولایت سونپی ۔عمر نے اپنے بھائی ابراھیم بن عباس کو اپنا پیش رو بنایا اور دونوں باہم سیستان آگئے اور پھر اپنے بھائی ابراہیم کو سندھ کی حکومت دی اور جس دن اس نے چاہا کہ سندھ جائے تو اپنے بھائی عمر سے درخواست کی کہ "لوگوں سے کہیں میری پیروی کریں۔ میرے ساتھ چلیں۔

پس عمر نے یزید بن بسطام جو نگہبان شہر تھا کو حکم دیا اور اس نے منادی کروائی کہ "باید کہ برادر امیر کی (مدد کریں) اس کے ساتھ چلیں کہ وہ سندھ کی حکومت کی طرف جا رہا ہے۔

عمر کی عزت بو مسلم کے نزدیک بہت تھی اور بہت لوگ اس کے باہر نکلے اس میں تین ہزار پست لوگ اور خاص و عام اور بنی تمیم کی حمایت کے لوگ بھی اس کے ساتھ تھے اور پورے سیستان میں گھوم پھر رہے تھے اور پر ان میں سے بنی تمیم کے گروہ کے ایک شخص نے بے ادبی کی۔ ابراہیم نے حکم دیا کہ اس کا سر قلم کر دیا جائے اور اسے قتل کر دیا گیا۔ بنی تمیم کے لوگ بپھر گئے اور لڑائی شروع ہو گئی اور نگہبان شہر یزید بن بسطام مارا گیا اور سخت لڑائی ہوئی اور میدان کارزار بن گیا۔ ابراہیم اور اس کے سارے سپاہیوں کو پست لوگوں نے گھیر لیا اور بنی تمیم نے انکا ساتھ دیا اور سب کو قتل کر دیا اور گھوڑے سفر کا مال و اسباب، انکے کپڑے اور اسلحہ سب کچھ لوٹ لیا اور ہر طرف سوگوار فضا چھا گئی اور پورا شہر کانپ گیا۔

پس انہوں نے عمر بن عباس کو قتل کرنے کیلیئے اس کا رخ کیا اور وہ شہر سے فرار ہو گیا اور راہ بُست کی جانب چلا کہ وہاں چلا جائے گا۔ مظہر بن مسیرہ بُست سے سیستان آ رہا تھا اس کا تعلق بھی بنی تمیم سے تھا اور ریہاں سے بنی تمیم ہزار سواروں کے ساتھ عمر بن عباس کا پیچھا کر رہے تھے۔ تینوں لشکر کا ایک جگہ آمنا سامنا ہوا وہ ایک بیابان جگہ تھی۔ مطہر بن مسیرہ جب ان حالات سے آگاہ ہوا تو اس نے بنی تمیم کا ساتھ دیا اور سخت جنگ ہوئی اور عمر بن عباس بھی وہاں مارا گیا ارمطہر بن مسیرہ نے اپنی راہ لی۔

جب یہ خبر بو مسلم کو ملی تو اس نے ابو النجم عمران بن اسماعیل کو سیستان بھجوا‌ا اور یہ کہا کہ "اگر عمر بن عباس زندہ ہے تو وہ حاکم ہے اور اگر وہ مر چکا ہے تو حاکمیت تیری ہے"

جب ابو النجم سیستان آیا، بو عاصم نامی شخص بُست سے ایک بڑے لشکر کے ساتھ

سیستان آیا اور بنی تمیم اس کے ساتھ ایک ہو گئے اور ابو النجم سے لڑائی لڑی اور ابو النجم پسپا ہو گیا اور واپس لوٹ گیا اور بو عاصم نے سلطان (بوالعباس سفاح) کے عہد و فرمان کے بغیر سیستان پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ بو العباس سفاح فوت ہو گیا شہر انبار میں اس کا دور حکومت چار سال و آٹھ ماہ رہا اور اسی روز بو جعفر منصور کو خلافت سونپ دی گئی۔

بو مسلم کا قتل

جب منصور خلافت کی کرسی پر بیٹھا تو بو مسلم کے قتل کا حیلہ کرنے لگا۔ وجہ یہ تھی کہ کہ بو مسلم نے اسے اس کے بھائی کی خلافت کے دور میں بہت رنج پہنچایا تھا۔ اس نے خطوط لکھے اور پیغامات بھجوائے اور اپنے قاصدوں کے ذریعے اس وقت بو مسلم "مرو" میں تھا مگر بو مسلم نہ آیا اور بالآخر قسم کھائی اور یہ قول لیا۔ جھوٹے ایمان کے ساتھ کہ " تجھے ہماری طرف سے کوئی تکلیف نہ ہو گی اور تجھ سے کسی قسم کی خیانت و فریب نہیں کرونگا"

تب بو مسلم اپنے گروہ کے ساتھ گیا اور بولا "جو بھی قسمت میں لکھا ہے، ہو کر رہے گا" وہاں سے نیشا پور آیا وہاں منصور کے قاصد تحائف لیکر اسکیلئے پہنچ گئے وہاں سے وہ "ری" پہنچا اور جب ری پہنچا تو فکر و اندیشے (ہر چھوٹی چھوٹی چیز) وہاں چھوڑی اور ہمدان روانہ ہوا اور وہاں بھی منصور کے قاصد تحائف لیکر پیش ہوئے پھر وہ حلوان میں داخل ہوا جہاں پھر اسے انعام و کرام سے نوازا گیا اور سپاہی "نہروان" میں اس کے استقبال کیلئے موجود تھے اور اسے باعزت، خوش اسلوبی اور شان و شوکت کے ساتھ بغداد کے آئے اور وہاں رعب و دبدبے کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا۔

جب وہ محل کے اندر پہنچا تو سپاہیوں نے اس کے ہمراہ خاص دوستوں کو وہیں روک دیا اور کہا یہیں بیٹھ جاؤ" بو مسلم تنہا، جداگانہ اکیلا رہ گیا اور جب وہ محل کے اندرونی حصے میں داخل ہوا تو اس سے اسلحہ (تلوار و خنجر وغیرہ) لے لیا گیا اور منصور اپنے کمرے

میں بیٹھا ہوا تھا اور غلاموں کو سمجھا چکا تھا اور بو مسلم کو قتل کرنے کے حوالے سے کہا تھا "جب تم لوگ سنو کہ میں نے تالی بجائی اندر آنا اور اسے قتل کر دینا"۔

بو مسلم منصور کے کمرے میں داخل ہوا اور را سے جھک کر سلام پیش کیا اور چاہا کہ اپنے دیر سے پہنچنے کا عذر پیش کرے مگر منصور کا لہجہ سخت اور درشت تھا اور اس کی غلطیاں اسے گنوانے لگا اور بو مسلم ہر ایک کی دلیل پیش کرتا رہا پھر اس نے تالی بجائی۔ غلاموں کو اجازت نہیں تھی کہ اس کو مارنے باہر نکل آئیں یہاں تک کہ منصور کے ہاتھ میں جو لوہے کی چھڑی تھی اس سے بو مسلم کو مارنے لگا اور بو مسلم اسی طرح سر جھکائے سلام تعظیمی کیے بیٹھا ہوا تھا۔ غلام سمجھ گئے کہ منصور اسے چھڑی سے پیٹ رہا ہے وہ اندر آئے اور بو مسلم کو قتل کر دیا۔

پھر منصور اٹھا۔ بو مسلم کے قتل کے بعد اس نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی رب عز و جل شکر ادا کیا۔

والیان منصور و مہدی

دوبارہ چلتے ہیں سیستان کے احوال کی جانب،

بو عاصم سیستان میں جب مضبوطی سے جم گیا اور سیستان کو سنبھال لیا اور سیستان سے ایک بڑے لشکر کے ساتھ نکلا کہ خراسان پر قابض ہو جاؤں گا اور عتاب بن علا کو سیستان کا حاکم بنایا۔

بو داؤد والی خراسان تھا جب اسے یہ پتہ چلا کہ وہاں کیا کر رہا ہے اور اس نے اطاعت سے انکار کر دیا۔ پھر بو داؤد بن سلیمان بن عبداللہ کندی کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ سیستان بھجوایا تا کہ وہ بو عاصم سے جنگ کر سکے۔ جب سلیمان "اسفزار" پہنچا تو سیستان کے لوگوں کو اس کی اطلاع مل گئی وہ یکجا ہوئے اور عبیداللہ بن علا اور حسین بن

ربیع کو سپاہیوں کے ساتھ بو عاصم کے پیچھے بھجوادیا اور فراہ کے مقام پر وہ بو عاصم کے پاس پہنچ گئے اور سخت جنگ ہوئی اور بو عاصم وہاں مارا گیا اور سلیمان بن عبداللہ کندی کی مقبولیت میں کافی اضافہ ہوا اور اسے سیستان لے آئے۔

پھر وہ چند روز یہاں رہا اور سپہ سالار کے ساتھ یہاں داخل ہوا اور اسے تب سے سرلشکر کہتے ہیں۔ پھر وہ وہاں سے بُست گیا اور وہاں سے رُخد اور اس درمیان زنبیل وہاں سے فرار ہو چکا تھا۔ منصور تک جب یہ خبر پہنچی کہ سیستان کے اندر فتنہ پھوٹ پڑا ہے تو "ھنادالسری" کو سیستان بھجوایا۔

جب وہ سیستان پہنچا تو تب سلیمان بھی بُست سے واپس آ گیا اور یہاں داخل ہوا اب تک اس جگہ کو "سرلشکر سلیمان" کہتے ہیں، اور خوارجوں کے ساتھ جنگ ہوئی تھی بُسکر میں کہ وہاں سے حصین بن رقاد جورون و چول کے قصبے کا تھا اٹھ کھڑا ہوا تھا اور بہت سے لوگ اس کے ساتھ جمع ہو گئے تھے۔ سلیمان نے اس کے ساتھ جنگ لڑی اور اسے قتل کر دیا وہ قصبہ میں آیا اور رُخد کی جنگوں سے اور خوارج کے ساتھ جنگ سے اسے بہت ساز وسامان ہاتھ آ گیا تھا اور وہ سپاہ سالار کے ساتھ داخل ہوا۔

پس سلیمان اور ھنادالسری کے بیچ جنگ ہوئی۔ شہر کے لوگ ھناد کے طرف دار ہو گئے کیونکہ اس کے پاس عہد نامہ اور پرچم منصور تھا،۔ پس ھناد نے سلیمان کو گرفتار کر لیا۔

پھر منصور نے سیستان کی حکومت زُہیر بن محمد ازدی کو سونپ دی اور زہیر سیستان آ گیا تو ھناد نے کہا" تجھے شہر کے اندر داخل نہیں ہونے دونگا"اور جنگ چھڑ گئی اور ھناد السری مارا گیا۔

اور زُہیر وہاں حاکم ہو گیا اور سلیمان کو مزید مستحکم طور پر قید کر لیا،اور شجاع بن عطا کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ سندھ بھجوایا جہاں اس نے کافی جنگیں لڑیں اور بہت سا مال ودولت اکٹھا کی اور ساتھ لے آئے اور وہ لوٹ آئے اور زہیر کی مخالفت کی تو زہیر

نے انکے ساتھ جنگ لڑی اور بالآخر قید ہو گیا، اور زیاد بن ھمام راسبی وہ شخص تھا جو زھیر کا خاص آدمی اور کام والا بندا تھا۔ زھیر ماہ ذی الحجہ میں قیدی تھا اور شجاع بن عطا نے سواد و قصبہ پر قبضہ کرلیا یہاں تک کہ زیاد بن ھمام نے انکی مخالفت میں اسلحہ نکالا (جنگ کیلئے تیار ہو گیا) اور زہیر قید سے باہر آ گیا اور شجاع بن عطا اور اس کے گروہ نے زھیر کی اطاعت قبول کی اور اس کے ساتھ مل گئے ماہ محرم کے ایام میں۔

زھیر نے ایک لشکر تیار کیا اور عتبہ بن موسار کو سپاہ سالار بنایا اور اسے بُست بھجوایا اور راسبی گروہ میں باغیوں کو بھی عتبہ نے اپنے نزدیک کیا اور کوشش کی کہ نافرمان ہو جائے۔

یہ خبر جب زہیر تک پہنچی تو عبیداللہ بن علا کو سیستان کی حکومت دی (اپنا نائب بنایا) اور خود بُست روانہ ہو گیا۔ جب وہ بُست کے نزدیک پہنچا تو عتبہ بن موسا نے اپنا سر پکڑ لیا اور وہاں سے چلا گیا۔ زہیر نے اس کا پیچھا کیا اور رُخد و بُست کے بیچ اسے جا لیا اور وہاں سخت جنگ ہوئی اور عتبہ مارا گیا ور زھیر نے اس کا سر کاٹ کر منصور کو بھجوایا اور بکر بن ابان جو عتبہ کا ساتھی تھا اسے قتل نہ کیا بلکہ قید کر دیا۔

پھر زہیر کو منصور کا خط ملا کہ "سیستان میں کوئی کام کا بندہ حاکم بناؤ اور دربار پہنچو"

زھیر نے عبیداللہ بن علا کو اپنا نائب خلیفہ مقرر کیا اور حصین بن محمد کو خزانچی اور چلا گیا منصور کی جانب اور زیاد بن ھمام کو اپنے ساتھ لے گیا جب وہ وہاں پہنچا تو منصور نے مھدی کو ولی عہد بنایا۔

مہدی نے اپنے ماموں یزید بن منصور کو سیستان بھجوایا۔ پس اس کے بعد زہیر عراق چلا گیا اور یزید بن منصور نے زیاد بن ھمام کو اپنے ساتھ لیا اور سیستان آ گیا، اور منگل تین شوال کو وہ شہر میں داخل ہوئے اور لوگوں کے ساتھ بھلائی اور عدل کیا۔ وہ عادل

شخص تھا۔ کچھ دن رہنے کے بعد وہ بُست چلا گیا اور وجہ یہ تھی کہ وہاں سے ایک مرد اٹھا جس کا نام محمد بن شداد تھا اور آذرویہ مجوسی اور مرزبان مجوسی ایک بڑے گروہ کے ساتھ اس کے ساتھ مل گیا۔ جب وہ قوی ہو گئے تو پھر سیستان پر حملے کا قصد کیا یزید بن منصور نے ان کے ساتھ جنگ لڑی اور عثمان بن طارابی کو سیستان کی خلافت دی اور ان کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں اور بالآخر یزید بن منصور پسپا ہو گیا اور نیشا پور کی راہ لی اور عبید اللہ بن علا اس کے ساتھ تھا راستے میں اسے اپنا نائب بنا کر سیستان بھجوایا اور پھر عبید اللہ سیستان آیا اور وہیں رہا۔

پھر جن منصور تک یہ خبر پہنچی تو اس نے معن بن زایدہ شیبانی کو سیستان بھجوایا اور وہ معن بن زایدہ بن عبداللہ بن مطر بن شریک تھا اور مطر بن شریک خود خوفران بن شریک بن عمر بن مطر تھا۔ ماہ شعبان میں وہ سیستان آیا اور عبیداللہ بن علا اور اس کے رفقاء سب کو معزول کر دیا اور یزید بن مزید کو رُخد بھجوایا اور خود ان کے پیچھے چل پڑا، اور زنپتیل نے اسے تحفے تحائف بھجوائے۔ مہنگے برتن، ترکی لباس ابریشم کے بنے ہوئے اور بہت سی قیمتی چیزیں۔ معین کو یہ سب تھوڑا نظر آیا اور اسے غصہ آیا۔ جب وہ بُست پہنچا تو یزید بن موسا اس کے پاس آیا۔ راستے بند کر دیئے گئے یہاں تک کہ زنپتیل کے آنے کی خبر ملی اور پھر بہت سے سپاہیوں کو دوڑایا اور اچانک ان پر حملہ کیا اور ان کے تیس ہزار لوگوں کو اسیر کر لیا اور زنپتیل کے داماد نے پناہ مانگی اور معن کے پاس آیا اور اس نے اسے امان دے دیا۔

اس کے داماد کا نام ماوید تھا اسے معن اپنے ساتھ لے آیا اور اس کے گروہ کے بہت سے لوگوں کو بھی لے آیا اور پھر بڑے آرام دہ طریقے سے انہیں منصور کی طرف بھجوایا اور منصور نے (معن کو) انعام و کرام سے نوازا اور جو سپاہی اس کے ساتھ جنگ میں شامل تھے انہیں جری (بہادر) سپاہیوں کا خطاب دیا اور یہ نام ان کا ہوا اور انہیں

تنخواہوں کا بیس گنا انعام دیا۔

اور معن دوبارہ واپس آیا اور بُست کے لوگوں سے تاوان لیا (زبردستی مال و اسباب لوٹا) اور سیستان آگیا اور وہی عادتیں شروع کر دیں کہ جو پہلے سے تھیں (مال غضب کرنا، ظلم و جبر)۔ سیستان کے لوگ بغاوت پر اتر آئے۔ عبید اللہ بن علا نے معن کی حرکتیں ایک خط میں لکھ کر منصور کو بھجوائیں۔ خط راستے میں پکڑا گیا اور وہ خط معن کے پاس لے آئے اور اس کے سر کو ننگا کر کے اسے چار سو تازیانے لگائے گئے اور وہ گروہ جو اس کے ساتھ تھا اس کیلئے حکم دیا کہ ان کی گردن اڑا دو، اور ان کی جائیداد ضبط کر لی گئی اور چالیس لوگ خوارجی گرفتار کر لے گئے اور انھیں قید کر کے بُست بھجوا دیا گیا اور حکم دیا کہ میرے لئے وہاں گھر تعمیر کریں اور ان سے سختی سے کام لیں۔ جب ایک جگہ بن گئی تو حکم دیا کہ دوسری بناؤ اور پھر اسی طرح کیا گیا اور انہیں کافی رقم دی اتنی کے حساب کتاب سے بڑھ کر تھی۔

ہمیشہ معن اسی طرح کرتا کہ سختی سے دولت چھینتا اور جوانمردی سے بانٹ دیتا یعنی مال و دولت کو بیہودہ جگہوں پر خرچ کرتا اور بری تدبیر کرتا۔ عاقل و دانا لوگوں کے دل اس سے خراب ہو گئے اور اس کے ظلم وستم سے تنگ آ کر خوارج کے ایک گروہ نے اسے مارنے کیلئے مکابرہ کی بیعت کی اور پھر معن بُست گیا اور اس باغ نما عمارت میں داخل ہوا کہ اس کیلئے بنائی گئی تھی اس کی چھت پر بیٹھ کر شراب پینے لگا، وہ خوارج کہ جنہوں نے اسے قتل کرنے کی بیعت کی تھی باہر نکلے اور ہر ایک نے بانس کا ایک گھٹڑا اپنی گردن پر رکھا ہوا تھا اور ہر گھٹڑے میں ایک ننگی تلوار تھی انہوں نے دربان سے کہا کہ "ہم نے اپنے حصے کا کام ختم کر لیا ہے۔ اپنا برج مکمل کر لیا ہے۔

دربان نے انھیں روک لیا۔

انہوں نے با آواز بلند آواز لگائی "ہم سے میر! عطا کو دور کیوں کرتے ہو؟"

معن نے ان کی آواز سن لی اور بولا!

"ان کو اندر لاؤ"

وہ ان گھٹڑوں کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور جب اسے دیکھا تو ان بانسوں کے بیچ سے تلواریں نکال لیں اور اس پر چڑھ دوڑے۔اس نے تکیہ اپنے آگے کر لیا اور وہ کافی زخمی ہو گیا اور آخر میں اس کا پیٹ پھاڑ دیا گیا۔ وہ بڑی توند والا تھا۔معن مارا گیا اور اسے بُست میں ہی دفن کر دیا گیا۔جمعرات کا دن اور زی الحجہ کی آٹھویں تاریخ۔

یزید بن مزید بُست سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر تھا وہ آیا اور ان خوارجیوں کو قتل کر دیا اور سیستان کے لوگوں اور سپاہ نے یزید بن مزید کی بیعت کی اور جب یہ خبر مھدی تک پہنچی تو اس نے یزد بن مزید کو والی سیستان ہونے پر رضا مندی ظاہر کی اور عہد بھجوایا۔

اور یزید یہاں کافی عرصے تک رہا یہاں تک کہ ایک خط لکھا مدد کی بن بکر بن وایل کی مہدی کی طرف یعنی انکی سفارش کی۔ بات یہ تھی کہ ایک گروہ نے درخواست کی کہ ان کا خراج ٹیکس کم کیا جائے اور سیستان میں بن بکر وایل نے بھی یہ درخواست کی تھی۔

جب وہ دربار پہنچے تو کچھ بدخواہوں نے جو یزید بن مزید کو دس ہزار درھم دیئے اور یزید سے ایک خط دھوکہ دہی سے منصور کے نام لکھوایا کہ "مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے پاس آپ کی دربار آؤں اور اس طرح مہدی کو اس بات کی خبر نہ ہوئی۔منصور کو جب یہ خط ملا تو اسے پڑھ کر اسے سخت غصہ آیا اور مہدی کو خط لکھا کہ یہ خط تمہاری نالائقی کا ثبوت ہے"۔

مہدی نے اسے معزول کر دیا اور سیستان تمیم بن عمرو کو سونپ دیا وہ تمیم حاکم "ھری" تھا اور جراح بن زیاد بن ھما اس کے ساتھ رہتا ان کی آپس میں دوستی تھی۔ اور وہ "سرخس" کا اصل باشندہ تھا۔ جب خط تمیم بن عمرو کو ملا تو جراح بن زیاد بن ھمام

اس ساتھ سیستان آ گیا اور منصور کے حج جاتے ہوئے تمیم بن عمرو اس کے ساتھ تھا۔ پس یزید بن مزید کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

یزید نے حیلہ بنایا اور قید سے فرار ہو کر بغداد جا پہنچا۔ چند روز وہ بغداد میں چھپا رہا اور پھر چاہا کہ وہاں سے چلا جائے۔ خوارج کا ایک ٹولہ اس کی تلاش میں سیستان سے یہاں آیا۔ اور اسے پہچان لیا اور پھر اس گروہ سے اس کی جنگ چھڑ گئی اور آخر میں اس نے اس گروہ کے ایک بڑے معتبر کو مار ڈالا اور اس روز یہ ایک بڑا کارنامہ ہوا اور پھر اسے خراسان (حاکم بنا کر) بھجوا دیا گیا۔

اور تمیم بن عمرو کے دور حکومت میں سیستان میں بہت سے خوارج جمع ہونا شروع ہوئے اور مضبوط ہو گئے اور حصین بن محمد کو عاشورہ میں قتل کر دیا گیا اور یہ خبر مھدی تک پہنچی تو تمیم بن عمرو کو دوبارہ "ھری" بھجوایا اور عبیداللہ بن علا کو پھر سے سیستان کی حکومت اسے ماہ رمضان میں سونپ دی۔

پھر بوجعفر منصور فوت ہو گیا۔ منگل کے دن ماہ ذی الحجہ کے آٹھویں روز مکہ میں چاہ میمون کے پاس اور اس وقت اس کی عمر تریسٹھ 63 سال تھی اور منصور کی خلافت کو بائیس سال سے دو دن کم ہوئے تھے اور اقامت حج اسی سال ابراہیم بن یحیٰی نے انجام دیا اس کی وفات کی وجہ سے۔

مھدی کی کنیت "ابوعبداللہ" تھی اور اس کا نام محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھا۔ مھدی نے حمزہ بن مالک خزاعی کو سیستان بھجوایا اور خالد سیستان آ گیا اور اس دن بدھ اور ربیع الاول سے چار روز کم تھے۔

چند دن اس نے گزارے پھر عثمان طارابی کو نوح خارجی سے جنگ کیلئے بھجوایا۔ عثمان وہاں سے نکلا اور نوح بھی اپنے سپاہیوں کیساتھ میدان میں نکلا اور سخت جنگ ہوئی اور اس جنگ میں زیاد بن ھمام راسبی جیسا بڑا آدمی مارا گیا۔

پھر حمزہ بن مالک خود سیستان آیا اور چند دن گزارنے کے بعد سپاہیوں کو خراسان بھجوایا اور عثمان بن سبام ازدی کو انکا سالار بنایا۔ عثمان مارا گیا اور اس کو وہیں دفنا دیا گیا اور سعید بن قثم سپاہیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور حمزہ بن مالک ان کے آگے نا آسکا اور حصار میں جا چھپا۔

اور سعید بن قثم نے چند دن جنگ لڑی اور عاجز آ کر سپاہیوں کے ساتھ بُست چلا گیا اور وہاں سے مضبوط ہو کر واپس سیستان آیا اور پھر سے حمزہ بن مالک دوسرے راستے سے حصار میں چلا گیا اور یزید بن مزید ایک بڑے لشکر کے ساتھ خراسان سے سیستان آیا ماہ شعبان میں ۔ یزید بن مزید جب یہاں پہنچا تو مھدی کو حمزہ بن مالک کے بارے میں ایک خط ملا کہ "سیستان کی حکومت بدلو اور اسے عبیداللہ بن علا کے حوالے کر دو۔

حمزہ نے اس کی بات مان لی اور خود عراق چلا گیا۔ پس پھر یہ ماجرہ ہوا کی عبید اللہ ذی القعد کے ماہ میں سیستان میں فوت ہوا اور یزید بن مزید نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کا کفن دفن کیا۔ پھر یزید بن مزید نے اپنے بیٹے فیاض بن یزید بن مزید کو سیستان کی حکومت سونپی اور اس طرح سیستان کا کام درست ہو گیا۔ پھر یزید بن مزید نے فیاض کو ایک لشکر کے ساتھ بُست بھجوایا اور مطیع بن زیاد لخمی کو اپنے بیٹے کا نائب بنا کر بھجوایا۔

پھر مہدی نے زہیر بن محمد ازدی کو سیستان بھجوایا اور یزید بن مزید کو حکم دیا کہ "سیستان سے چلے جاؤ"

اور زہیر بن محمد ازدی سیستان آیا اور پھر یزید بن مزید وہاں سے چلا گیا اور زہیر بن محمد ازدی نے حاکمیت سیستان سنبھال لی اور آٹھ سال تک حکومت کی اور لوگوں سے بھلائی کا معاملہ کیا ۔ یہاں تک کہ مہدی فوت ہو گیا سریر نامی گاؤں میں جو ماسبذان کے نزدیک ہے جمعرات کی رات محرم سے آٹھ روز پہلے اس کی عمر ترتالیس (43) سال تھی۔ اور اس نے دس سال، ایک ماہ اور چودہ دن حکومت کی۔ اس نے اپنے بیٹے ہادی کو

خلافت سونپی اور اس کا نام موسا بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھا اور اس کے باپ نے بغداد میں اس کے حوالے حاکمیت کر دی تھی اور اسے ولی عہد بنا دیا تھا اور اس دن موسیٰ گرگان میں تھا۔

والیان ہادی و ہارون الرشید

ہادی نے فضل بن سلیمان کو خراسان سونپا اور تمیم بن سعید کو سیستان عطا کیا اور تمیم جب سیستان آیا ہفتہ کا دن اور صفر میں آٹھ روز رہتے تھے اور بشر بن فرقد اسکے ساتھ تھا جو خزانچی تھا۔ تمیم چند روز سیستان میں رہنے کے بعد بُست چلا گیا اور بشر بن فرقد کو اپنا نائب حاکم بنایا اور بُست سے رُخد چلا گیا، اور پھر زنبیل سے جنگ لڑی اور اس کے بھائی کو قید کر دیا اور عراق بھجوا دیا۔ پھر ہادی نے سیستان کثیر بن سالم کو دے دیا اور کثیر ذی الحجہ کے تیسرے روز سیستان آیا اور اسد بن حبلہ کو نگہبان شہر بنایا اور پھر ہادی عیسیٰ آباد میں فوت ہوا، جمعہ دن چار ربیع الاول، ہادی کی عمر پچیس سال تھی اور اس کی حاکمیت کو چھ روز کم چودہ سال ہوئے تھے۔ اس کی موت تک کثیر سیستان میں رہا اور وہاں کے لوگوں سے بھلائی کرتا رہا۔

پس ہادی کے بعد اسکا بھائی ہارون الرشید کو حکومت ملی۔ اسکی کنیت "ابوجعفر" وہ ہارون بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھا۔

اور دوسرے دن جب وہ خلافت پر بیٹھا تو اسکے گھر عبداللہ مامون کی ولادت ہوئی۔

کثیر بن سالم سے سیستانیوں نے بغاوت کر دی اور اس نے موجودہ سپاہیوں کے بیس گنا مانگے اور لڑائی ہوئی اور بلآخر کثیر پسپا ہو کر بغداد کی طرف بھاگ گئے اور دس دن رہتے تھے ابھی جمادی الاول میں۔

پس ہارون الرشید نے سیستان و خراسان کا حاکم فضل بن سلیمان کو بنایا اور فضل

بن سلیمان نے اصرم بن عبدالحمید کو سیستان سونپ دیا اور اصرم نے اپنے بھائی حمید بن عبدالحمید کو اپنا نائب بنا کر سیستان بھجوایا اور وہ جمعہ کے دن جمادی الاول سے سات دن پہلے سیستان آ گیا۔

اس کے بعد کثیر بن سالم بغداد گیا۔ پھر اصرم بن عبدالحمید اپنے بھائی کے پیچھے آ گیا اور سیستان کے لوگوں سے اچھا برتاؤ کیا یہاں تک کہ رشید نے عبداللہ بن حمید کو اپنی طرف سیستان بھجوایا۔

پہلا عامل خاص جو ہارون الرشید کا خاص آدمی تھا بنام عبداللہ بن حمید جسے سیستان بھیجا گیا، اور وہ سات رجب کو سیستان آیا اور وہ یہاں چند روز رہا اور اس نے عبداللہ بن عون کو اپنا نائب بنایا۔

پھر ہارون الرشید نے اسے معزول کر دیا اور عثمان بن عمارہ بن خزیمہ کو سیستان بھجوایا اور عثمان نے اپنے آنے سے پہلے شبیب بن عبیداللہ کو خط لکھا اور اسے خلیفہ کا نائب بنایا اور شبیب نے لوگوں کی دلجوئی کی اور شہر پرسکون ہو گیا۔

پھر عبداللہ بن حمید عراق چلا گیا اور عثمان بن عمارہ خود سیستان آیا جمعہ کا دن تھا اور جمادی الاول سے سات روز پہلے وہ دروازہ پارس سے شہر میں آیا اور مبشر بن فرقد کو اسی دن قتل کر دیا۔ جب وہ شہر میں داخل ہوا تو لوگوں کو رام کیا اور اسکے قتل کے (بشر کے قتل) کا سبب یہ تھا کہ یہ بات لوگوں کی زبان پر زد عام ہو گیا تھا کہ "سیستان میں فتنہ بشر فرقد کی صورت میں نازل ہوگا"۔

پھر اس نے اپنے بیٹے صدقہ بن عثمان کو لشکر کے ہمراہ بُست بھجوایا اور مطرف بن قاضی اور غازیوں کے ایک گروہ کو اس کے ساتھ بھجوایا اور جب رُخد پہنچے تو وہاں ترک جمع ہوئے تھے ان کے ساتھ جنگ لڑی اور فتح پائی اور بہت سے ان میں سے مارے گئے اور صدقہ سیستان واپس نہ آیا بلکہ بُست میں ہی رک گیا۔

اور حصین بن خارجی ایک گروہ کے ساتھ بُست و سیستان کے بیچ دوڑ دھوپ کر نے لگا۔ عثمان نے صدقہ کو (عثمان کا بیٹا) خط لکھا کہ بُست سے حصین سے جنگ کیلئے نکلو اور وہ اپنے غازیوں کے ساتھ نکلا اور عثمان سیستان سے خوارجیوں کے پیچھے وہاں جا پہنچا۔ صدقہ خوارجیوں پر فتح پا چکا تھا اور پھر دونوں لشکر باہم سیستان لوٹ آئے۔

عثمان نے یہاں عدل قائم رکھا اور لوگوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے پیش آیا۔ پھر ایک بات امیر المومنین کی سیستان کے حوالے سے کرتے ہیں کہ ایک دن جب وہ شکار سے تھکا ہارا لوٹا تو لیث بن ترسل نے اس کی خوب خدمت کی اور پھر ایک موقع پر اس کو بلا کر کہا "تجھے مصر بھجواتا ہوں اور اگر تم نے اپنا عہد اچھے طریقے سے چلایا تو تجھے سیستان عطا کر دونگا تا کہ تمہارا نام بلند ہو۔

پھر مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے آپس میں کہا کہ "مصر تو ایک بہت بڑا شہر ہے اور آج امیر المومنین نے (اسکے مقابلے میں) سیستان کو یاد کیا ہے"

داؤد بن یزید کا شمار بڑے لوگوں میں ہوتا تھا اور ہارون الرشید نے سیستان اسے سونپ دیا اور داؤد خراسان کے راستے سیستان آیا۔ جمعرات ماہ ربیع الاول کی گیارہ تاریخ اور ھمام بن سلمہ بن زیاد بن ھمام (خزانچی) ٹیکس وصولی کیلئے آیا۔

پھر چند دن داؤد وہاں رہا اور پھر حصین سے جنگ کیلئے نکل کھڑا ہوا۔ ہفتہ کا دن تھا اور ربیع الآخر کی تیرہ تاریخ، فرمانبردار سپاہ اور غازی اس کی فوج میں کافی تعداد میں شامل تھے اور سخت لڑائی ہوئی اور دونوں طرف سے بہت سے لوگ مارے گئے اور حصین خارجی بھی مارا گیا۔

اور داؤد سیستان لوٹ آیا۔ پھر ہارون الرشید نے فضل بن یمیا کو سیستان اور خراسان دیا اور فضل نے یزید بن جریر کو سیستان بھجوایا اس دن جمعرات تھی اور جمادی الآخر کی سترہ تاریخ وہ سیستان میں داخل ہوا۔

وہ کافی عرصہ وہاں پر رہا پھر فضل نے اسے واپس بلایا اور ابراہیم بن جبریل کو سیستان کی حکومت سونپی اور ابراہیم نے بسام بن زیاد کو وہاں بھجوایا اور پیر کے دن صفر کی تین تاریخ کو بسام یہاں آیا اور ابراہیم خود بسام کے پیچھے یہاں پہنچ گیا۔ ہفتہ کے دن ربیع الاول میں اور کافی عرصہ یہاں رہا پھر بُست چلا گیا اور وہاں سے رُخد گیا اور ترکوں سے جنگ لڑی اور فتح پائی وہاں سے کابل گیا بہت سے جنگیں لڑیں اور بہت سے مال و دولت پائی اور وہاں سے سیستان لوٹ آیا۔

پھر سیستان سے عمر بن مروان خارجی میدان میں آیا اور اسکے ساتھ کافی لوگوں کی تعداد تھی جو سب خوارجی تھے۔ ابراہیم بن جبریل غازیوں کے ساتھ عمر کے ساتھ جنگ کیلئے نکلا اور سخت جنگ ہوئی اور پھر ابراہیم لوٹ آیا اور واپس شہر میں داخل ہو گیا۔ پھر ہارون الرشید نے علی بن عیسا بن ماھان کو خراسان و سیستان دیا اور علی بن عیسا نے علی بن حصن قحطبہ کو سیستان بھجوایا اور وہ شعبان کے دسویں روز سیستان آیا۔ چند دن کے بعد اس نے (علی بن عیسا) سیستان ھمام بن مسلمہ کے حوالے کر دیا اور ھمام سیستان آ گیا۔ اور "مھدی" کو (خزانہ) ٹیکس، نماز و جنگ کی کی ذمہ داری دیکر ھمام کے پیچھے بھجوایا۔ مھدی علی بن عیسا کا بیٹا تھا اور اس کا نام حسین بن علی بن عیسا تھا اور حسین بن علی نے نصر بن سلیمان کو سیستان بھجوایا اور وہ بدھ کے دن ماہ شعبان سے چار دن پہلے سیستان آ گیا۔ پھر علی بن عیسا نے حکومت یزید بن جریر کو دی اور وہ محرم کے دنوں میں سیستان آیا اور اس سال مطرف بن سمرہ جو قاضی تھا فوت ہوا اس نے بیس سال تک قاضی کا منصب سنبھالے رکھا وہ ایک اعلیٰ شخص اور فقہ پر عبور رکھتا تھا۔ پھر علی بن عیسا نے اصرم بن عبدالحمید کو سیستان بھجوایا اور ھمام بن سلم اس کے ساتھ خزانچی (ٹیکس اکٹھا کرنے والا) تھا۔ اسی سال کے دوران جب اصرام بن عبدالحمید سخت بیمار ہوا تو اس نے حکومت ھمام بن سلمہ کے حوالے کی کہ شہر کا خیال رکھے اور خود فوت ہو گیا پھر علی بن عیسا نے اپنے بیٹے

عیسا کو سیستان کی حکومت دی تو عیسا نے یہ حکومت ھمام کے پاس ہی رہنے دی کہ شہر کا خیال رکھے اور پھر جلد سیستان آ گیا مگر کافی عرصہ سیستان میں نہ رہا اور بُست چلا گیا اور وہاں سے کابل پھر بُست لوٹ آیا اور وہاں سے سیستان آ گیا۔

حدیث امیر حمزہ

حمزہ بن عبداللہ زو طھماسپ نسل سے تھا وہ بڑا دلیر انسان تھا اور دون و جول سے تعلق رکھتا تھا۔ معموران حکومت (امر و کبیر) میں سے ایک نے وہاں نافرمانی وبدزبانی کی۔حمزہ کو علم ہوا تو اسے راہ راست کی تلقین کی اور اس عالم نے چاہا کہ اسے نقصان پہنچائے یا نیست و نابود کر دے۔ بلآخر عالم مارا گیا اور حمزہ سیستان سے حج کرنے چلا گیا اور حج کر کے واپس لوٹا اور قطری بن الفجا ہ کے دوستوں کا ایک گروہ (اس کے سامنے دوبارہ) خوارج سیستان باہر کے لوگوں کے ہمراہ اکٹھے کھڑے ہوئے تھے اور حصین کے یار اور دوسرے بہت سے لوگ جمع ہو گئے تھے(پانچ ہزار لوگ) جب حمزہ آیا سب نے اس کی بعیت کی اور وہ مسکر (شہر کا نام) آ گیا اور یہاں سے باہر نکلا، اور عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ اپنے سپاہیوں کے ہمراہ اس سے لڑنے نکلا اور حمزہ سے مد مقابل ہوا اور سیف عثمان طارابی اور الحصین بن محمد القوسی اور ورق بن حریش، عیسیٰ بن علی کے ساتھ اس میں جنگ میں شامل ہوئے اور زبردست جنگ لڑی اور خوارج نے ان کے بہت سے لوگ مارے اور عیسیٰ بن علی پسپا ہوا،اور سخت شرمندگی کی ساتھ خراسان کی جانب چلا گیا اور اس کے حواری بھی اس کے ساتھ خراسان گئے۔ اب حالت یہ تھی کہ خوارج قصبہ کے دروازے پر پہنچ چکے تھے اور خوص بن عمر ترکہ فرار ہو گیا اور حمزہ صبح صادق جب شہر کے دروازے پر پہنچا تو اس نے شہر سے بہت سی اذانوں کی آوازیں سنیں کہ وہ گنتی سے باہر تھیں۔تعجب میں پڑ گیا اور کہا کہ لوٹ چلو

جس شہر میں اتنی تکبیر و تحلیل پڑھی جائیں وہاں تلواریں نہیں چلائیں جائیں۔ بجلا فاد (شہر کا نام) داخل ہوا اور قاصد بھیجا کہ میں عام شہریوں سے خون خرابہ نہیں چاہتا اپنے خلیفہ (بادشاہ) سے کہو کہ باہر نکل کر جنگ لڑے۔ انہوں نے دیکھا کہ حفص بن عمر ترکہ جا چکا تھا یا اندر کہیں چھپ گیا تھا۔

پس حمزہ نے اطراف شہر کے سب لوگوں کو بلایا اور کہا ایک درھم خراج یا مال تک سلطان کو نہ دینا کیونکہ وہ تمھاری حفاظت نہ کر سکا اور میں تم سے کچھ نہیں مانگتا اور یہ میرے لئے ممکن نہیں کہ ایک جگہ بیٹھوں، اور پھر اس دن سے آج تک بغداد کوئی مالیات سیستان سے نہیں گئی (یعنی پھر سیستان والوں نے بغداد ٹیکس نہیں بھجوایا) اور اس بات پر اتفاق رائے ہوا اور قصبہ کے لوگ امیر المومنین ہارون الرشید پر بیعت تھے اور اس کا خطبہ پڑھتے تھے اور آج تک خطبہ بن العباس جاری ہے۔لیکن مالیت منقطع ہو گئی ہے۔ پھر بزگان سیستان کہ جو عیسیٰ بن علی سے علی بن عیسیٰ (والد) کی طرف چلے گئے تھے چاہتے تھے کہ حوض بن عمر کو عہدے سے الگ کر دیا جائے (اور اسی طرح ہوا) کہ وہ اس قابل نہ رہا تھا اور سیف بن عثمان الطارابی کو (حکومت کا فرمان جاری کرنے) کمانڈر اور سیستان جنگ کے لیے بھیجا اور حصین بن محمد القوسی کو خراج ٹیکس جمع کرنے کیلئے اور وہ ماہ محرم میں سیستان میں داخل ہوئے اور حفص بن ترکہ اور اس کے حواریوں میں سے بہت سوں کو اسیر کر لیا گیا اور حبیب ابن ترکہ جو حفص کا وکیل تھا کو کھانا کھانے کے دوران بلوایا گیا اور اسیر کر لیا گیا اور حفص کو بہت (صعوبتیں) اذیت دی گئیں یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ پھر علی بن عیسیٰ نے عبداللہ بن عباس کو جو سپہ سالار خراسان تھا یہاں بلوا بھیجا اور وہ ربیع الاول کے اوائل میں سن 187ھ میں وارد ہوا اور کافی عرصے تک یہاں رہا اور حمزہ نیشا پور گیا اور وہاں علی بن عیسیٰ کے ساتھ جنگ لڑی۔ یہاں تک کہ حمزہ خراسان پہنچ گیا اور وہاں سے پلٹا، عبداللہ بن مسکر باہر نکلا اور بہت قتل و غارت کے بعد

واپس شہر لوٹ گیا، دوبارہ علی بن عیسیٰ نے اپنے بیٹے عیسیٰ کو سیستان سونپ دیا اور عیسیٰ فراہ (شہر) آیا اور ٹیکس (خراج) جمع کیا اور ورق شہر آیا اور بہت سے عوام کو قتل کیا اور شہر کے اندر داخل ہوا اور کرکوی (شہر) کے دروازے کے نزدیک پہنچ گیا۔ شوال 188 میں ، پھر حمزہ خراسان سے راہ پہنچا اور تمام کارکن جو لشکر میں آئے، قتل کر ڈالا اور شہر کے دروازے پر آ کھڑا ہوا اور عیسیٰ بن علی اس کے ساتھ لڑنے باہر نکلا بہت سے (لوگ) لشکر اس کے ساتھ عفان بن محمد بھی جو سپاہیوں میں شامل تھا۔ بہت سخت لڑائی ہوئی اور عفان بن محمد اس جنگ میں مارا گیا اور اسے شہر کے اندر لائے اور مسجد کی سمت (پاس) اسے دفن کر دیا گیا اور عفان کا شمار اپنے وقت کے بڑے علماء اور فقہاء میں ہوتا تھا، پھر حمزہ خراسان لوٹ گیا وہ جان چکا تھا کہ یہاں اب تک اس گروہ پر فتح نہیں پائی جا سکتی اور عیسیٰ بن علی اس کے پیچھے اپنے سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوا 13 شوال جمعرات، اور اس درمیان عیسیٰ وہاں بارہ دن رہا اور حمزہ نیشا پور گیا اور عیسیٰ اس کے پیچھے نیشا پور کے دروازے پر انکا آمنا سامنا ہوا اور سخت جنگ چھڑی اور دوبارہ لوٹا اور سیستان آ گیا اور عیسیٰ اپنے والد کے نزدیک ہی رک گیا اور علی بن عیسیٰ نے سیستان کی حکومت حصین بن محمد القوسی کے حوالے کر دی اور عہد نامہ بھیجا (اس سے عہد لیا) حصین جو قوس نامی (شہر کے) گاؤں میں تھا عہد کی تکمیل کی اور شہر کو تسخیر کر لیا (شہر پر قبضہ کر لیا) اور خود شہر میں داخل ہوا ذی القعدہ کو، اور شہر کا نظام مرتب کیا اور لوگ اس سے راضی ہو گئے اور سیستان میں اس کے اگلے روز کہ محرم کے چھ روز گزر چکے تھے 189 کو زلزلہ آیا،اور علی بن عیسیٰ نے امیر المومنین ہارون الرشید کو آگاہ کیا کہ سیستان کے خوارج اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور خراسان اور کرمان پر حملہ کر رہے ہیں اور اس تین منطقہ کے کارکنوں کو مار دیا ہے اور ٹیکس بند ہو چکا ہے اور ایک درھم تو کیا کہ ایک دانہ گندم تک خراسان و سیستان اور کرمان سے نہیں مل رہا۔ پس مامون نے رشید سے بیعت لی (ہارون کا بیٹا) اور اسے

تمام ولایت مسلمانان سونپی اور خود حمزہ سے جنگ کیلئے خراسان آیا کہ اس کی شان و شوکت اس طرح تھی کہ تیس ہزار سوار اس کے ساتھ تھے۔ پانچ سو کے گروہ میں اور رعب و دبدبے سے نکلے اور کسی جگہ بھی ایک دن سے زیادہ نہیں رکے۔ پھر خبر پہنچی کہ روم سے سپاہی نکل آئے ہیں (اس ملک پر حملے کیلئے) مامون وہاں سے واپس پلٹا اور بغداد واپس لوٹ گیا، اور حصین بن محمد القوسی فوت ہوا تو حکومتی ادارے (عدالتیں، حساب کتاب کے دفاتر) جلا دیئے گئے اور حساب کو اوپر نیچے کر دیا گیا۔ پس ہارون الرشید نے علی بن عیسیٰ کو خراسان حکومت سے معزول کر دیا اور کہا کہ اس کی تمام جائیداد کو ضبط کر کے اس کے پاس بھجوادیا جائے اور ہرثمہ بن اعین کو خراسان سونپ دیا اور سیستان بھی اس کو عطا کیا۔

جب سیف عثمان سیستان آیا محمد بن الحیض بن محمد القوسی اپنے والد کی جگہ حاکم بنا بیٹھا تھا اور اسے شہر میں داخل ہونے نہ دیا، پس اس نے شہر کے باہر ڈیرہ ڈال دیا اور شہر کے علماء و مشائخ اس کے پاس گئے اور کہا تمہارا واپس لوٹ جانا ہی بہتر ہوگا اور وہ سیستان کے مفاد میں وہ وہاں سے لوٹ گیا۔حمزہ کی وجہ سے فراہ پہنچا اور پھر وہاں سے بُست ۔ یہاں اس نے لشکر اکھٹا کیا جس کے ساتھ ابوالعریان بھی تھا اور ابوالعریان ایک عاقل انسان تھا اسکا شمار سیستان کے نامی گرامی (جرنیلوں) جنگجوؤں میں ہوتا تھا۔پس سیف لشکر کے ساتھ اپنے گھر سے نکلا اور محمد بن الحضین نے اس کے ساتھ جنگ چھیڑ دی اور سیف پسپا ہو کر واپس لوٹ گیا اور محمد بن الحسین کے پاس شہر بھی تھا اور اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھا جاتا تھا اور قریبی دیہات سے خوارج کے سبب کوئی ٹیکس نہ ملتا، پھر ہرثمہ بن اعین نے الحکم بن سنان کو سیستان بھجوایا اور اس کا سپاہ سالار صالح بن الفکاک تھا اور پھر محمد بن الحضین نے دوبارہ انہیں حکم نہیں دیا اور انہوں نے باہم ایثار کیا اور آ کر آپس میں صلح کر لی اور حکم بن سنان، حصین بن بشر بن فرقد کے گھر میں داخل ہوا اور محمد بن

الحصین بھی لوگوں کے ساتھ وہاں پہنچا۔ پس محمد الحصین نے سیف کو کہا کہ ابھی تک سیستان میں حکومت کرنے کا مطلب خوارج کے ساتھ جنگ ہے اور آپکا حکم اور فرمان نافذ کرنا تو آسان ہے کہ لوگ قصبے میں اب بھی امیر المومنین کے تابع ہیں۔ اصل بات خوارج کے ساتھ جنگ ہے۔ پس حکم نے صالح حماد اور اس کے ساتھ خوارج سے جنگ کیلئے بھجوایا اور سخت لڑائی ہوئی اور صالح حماد اور اس کے ساتھی مارے گئے اور بہت کم پسپا ہو کر قصبہ کی سمت لوٹ آئے اور سیف بن عثمان الطارابی فوت ہو گیا اور امیر المومنین ہارون الرشید نے بھی اس سال سال خراسان جانے کا قصد کیا اور گرگان (شہر) میں ڈیرہ ڈالا اور حمزہ بن عبداللہ الخارجی کو خط بھجوایا۔ پس حمزہ نے قاصد کے ساتھ خوش اسلوبی کی اور وہ خط بمعہ عہد نامہ دیا اور کہا کہ جواب واپس لے آنا جب امیر المومنین کو قاصد گرگان سے طوس (شہر) آیا۔ جمادی الآخر۔ جب نوقان کے سناباد پہنچا تو وفات پائی اور 49 سال کی عمر پائی اور اس کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ پس حمزہ نے جنگ کی تیاری شروع کردی (کیونکہ امیر المومنین کا قاصد اس تک نہیں پہنچ پایا تھا اور راستے میں ہی فوت ہو گیا) حمزہ کے جو جنگجو تھے وہ عرب تھے اور انھیں وہاں کی عورتوں سے شادی کروائی گئی اور انہیں وصیت کی گئی اور کفن (جیسے لباس) پہنائے گئے۔ پھر تیس ہزار سوار، جنگجو اور قرآن خوان اس کے ساتھ تھے۔

جب ونیشا پور کے قریب پہنچے تو ہارون الرشید کے مرنے کی خبر ان تک پہنچی اور اس کے طوس میں دفنانے کی اور سپاہی لوٹ گئے اور بغداد کی جانب رخ کیا۔ حمزہ نے کہا جب اس طرح ہو گیا تو ہم پر یہ واجب ہو گیا ہے کہ بت پرستوں کے ساتھ غزوہ پر چلیں، سندھ وہند وچین و ماچین وترک و روم وہاں تک جہاں تک یار ساتھ نبھائیں کیونکہ اس میں ہمارے لئے ایزد تعالیٰ کی رحمت اور ثواب شامل ہے۔

پھر پانچ ہزار جنگجوؤں نے یہ بات نہیں مانی(پانچ سوٗپانچ سو کے لشکر نے)خراسان،سیستان،وکرمان اور فارس سے تعلق رکھنے والے۔کہ مت چھوڑنا کہ یہ ظالم مظلوموں پرظلم کرتے ہیں اور یہ بات کہ یہ لشکر خود ایسی جگہ پہنچ گئے ہیں کہ ایک دوسرے پرحملہ کردیں گے (ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے)اور ہم ان کے بیچ کیونکر آئیں کہ یہ ایک دوسرے کو بہت نقصان پہنچائیں گے۔حمزہ نے بادشاہی کو تین حصوں میں تقسیم کیا، اپنے بیٹوں، اور غیر لوگوں میں اور پھر روانہ ہوا اورسندھ و ہند میں داخل ہوا اور سری لنکا تک جا پہنچا اورسمندر سے ہوتا ہوا آگے بڑھا حضرت آدم علیہ سلام کے قبر مبارک کی زیارت کی اوراس جگہ کی تاثیر (معجزہ) دیکھی اور بہت سی جنگیں لڑیں اور ساحل سمندر کے راستے چین میں داخل ہوا اور وہاں سے ماچین (منگولیا) آیا پھر ترکستان میں داخل ہوا اور پھر روم میں داخل ہوا اور وہاں سے ترکستان اور پھر دوبارہ سیستان لوٹ آیا مکران کے راستے۔ ہر جگہ جنگ لڑی اور اپنے حواریوں (یاروں) سے کہا کہ ایزدتعالیٰ دین محمدﷺ کا حامی و ناصر ہے یعنی ہماری کیا مجال جو ہم اتنی کامیابیاں حاصل کرتے،بیاد کہ ہم رب کے شکرگزار ہوں اور غازی حمزہ کی کہانی ختم ہوتی ہے اور باللہ التوفیق۔

والیان مامون

مامون نے سیستان زہیر بن مسیّب کے حوالے کیا اور زہیر نے وہاں اپنے نائب اسحاق بن سمن کو بھجوایا اورخود بھی شوال میں وہاں آیا اورلوگوں سے خوش اسلوبی سے پیش آیا اوران سے کچھ نہ مانگا(ٹیکس وغیرہ) اور چنددن وہاں رہا۔ پھر مامون نے سیستان فتح بن حجاج (موالی الرشید) کے حوالے کردیا اور فتح نے سہل بن حمزہ کواپنا خلیفہ بنا کرسیستان بھجوایا (اپنا نائب بنا کر) اور پھر فتح خودبھی ذی القعدہ میں وہاں آیا۔ پس محمد

بن الحصین القوسی نے شہر کے حالات خراب کر دیئے اور بالآخر ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور محمد بن الحصین پسپا ہو کر حوی شعبہ (شہر) چلا گیا۔اس زمانے میں سیستان کا (فقیہ) عالم خالد بن مضا الدھلی تھا فوت ہو گیا۔ (اسی سال) وہ ایک عادل و فاضل شخص تھا۔ پھر خوارج جو حمزہ کے ماتحت تھے یہاں موجود تھے اور ان کا سپاہ سالار بو عقیل تھا انہوں نے جنگ چھیڑ دی، سپہ سالار فتح علی بن ابی علی کے ساتھ اور علی پسپا ہو کر شہر میں داخل ہوا۔ اس کے بہت سے ساتھی مارے جا چکے تھے۔ پس فتح نے کہا کہ یہ لوگ ہیں اور سیستان کے آدھے لوگ ان کے ساتھ ہیں۔

اور فتح شاعری پسند کرتا تھا اور شعراء سیستان نے اسے اشعار سنائے اور اس نے سنے اور کہا کہ ''یہاں اچھے شاعر نہیں ہیں''؟

پھر ایک دن عمار بن عیسائی ایک اچھا شاعر تھا اسکی مجلس میں آیا تھا۔ مشاعرہ شروع ہوا۔ عمار نے کہا "میں ایک شعر حسب حال ان کی مدحت میں سناتا ہوں اگر پسند آئے تو میرے لئے باعث سعادت ہو گی۔

اس نے کہا سناؤ

اس نے شعر پڑھا

پس فتح اٹھ کھڑا ہوا اور اسے اپنے پاس بٹھایا اور اسے دس ہزار درھم انعام دیئے۔

پھر مامون نے سیستان محمد بن اشعث طارابی کو سونپ دیا۔

بدھ کے محرم سے بارہ روز پہلے وہ سیستان آیا اور پھر اس نے اپنے بیٹے کو بُست بھجوایا اور خود وہیں رہا اور لوگوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آیا۔ پھر مامون نے سپاہی جمع کئے اور طاہر کو بغداد بھجوایا بھائی سے جنگ کیلئے۔ محمد بن زبیدہ اوران کے درمیان بہت سے جنگیں ہوئیں۔ جیسا کہ "خلفاء" نامی کتاب میں لکھا گیا ہے کہ محمد مارا گیا اور اس کی عمر ستائیس سال و تین ماہ اور گیارہ دن تھی اور محرم سے سات روز رہتے تھے۔

پھر اس کے بعد ابوالعباس عبداللہ مامون کی بیعت کی اور اسی دن جس دن عامر مارا گیا۔

اور اسی دن ابو السرایا کوفہ سے باہر نکلا اور ابن بیاطبا کی بیعت کی اور بیاطبا محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب تھا اور سارا حجاز اور یمن اس کی بیعت میں شامل ہو گیا تھا اور ابن بیا طبا وفات پا گیا جمعرات کے دن تیسری رجب اور ابوالسرایا کو کوفہ کے اندر اسی سال قتل کر دیا گیا۔

اسی سال ایک شخص بُست سے اٹھ کھڑا ہوا جس کا چرچا بہت زیادہ تھا اور اس کا نام حرب بن عبیدہ تھا اور وہ سیستان کا رہائشی تھا اور اشعث بن محمد بن الاشعث اس کے ساتھ جنگ کیلئے باہر آیا اور اشعث پسپا ہو گیا اور حرب نے اس کے ساتھی مارے اور اس کی سواری مال، گھوڑے وغیرہ لے لئے اور مزید طاقتور ہو گیا اور اشعث بُست کی پناہ گاہ میں پناہ لینے چلا گیا اور حرب آیا اور اسے پناہ گاہ سے باہر نکالا اور اسے قید کر لیا اور حرب نے دعویٰ کیا کہ میں (حرب) نے حمزہ الخارجی کو ختم کر دیا ہے کہ عرب سپاہی اس کیلئے کافی تھے۔ جب خبر محمد بن الاشعث تک پہنچی۔ المثنی بن سلم الباہلی کو بُست (شہر) بھیجا ایک بڑے لشکر کے ساتھ۔ جب وہ بُست پہنچا تو حرب نے اسے شہر میں داخل ہونے نہ دیا اور سیستان سے حمدوی بن الاشعث بن الحارب بن مجاشع العجلی اٹھ کھڑا ہوا اور اسکا کافی چرچا ہوا (اس کے آس پاس کافی لوگ جمع ہو گئے) اور محمد بن الاشعث خود اور اس کے کارندے اور غلام اسکے ساتھ مل کر لڑے اور محمد اشعث پسپا ہوا اور لوگوں کے گھروں میں پناہ لی اور حرب بن عبیدہ بُست (شہر) سے آیا اور حمدوی (نام) سے جنگ کی اور حمدوی پسپا ہوا، اور محمد اشعث بھی چلا گیا (ہار مان لی) اور حرب بن عبیدہ نے ان کا مال و (سواریاں) گھوڑے وغیرہ حاصل کر لئے (مال غنیمت کے طور پر) اور یہ سال کے آخری حصے میں ہوا، اور عمرو بن عمارۃ الفقیہ (ایک بہت بڑا عالم) جو مذہب سفیان سیستان لایا تھا

بھی اس یہ سال فوت ہوا اور اس کی مسجد فارس کے دروازے کے پاس بنی ہوئی ہے بہت مشہور ومعروف ہے اور اسی سال سیستان میں زلزلہ آیا اور پھر مامون نے لیچ بن فضل کہ جسے ابن ترسل کے نام سے جانتے تھے کو سیستان سونپ دیا اور وہ والی قھستان تھا اس نے اپنے بھائی احمد بن الفضل کو یہاں بھجوایا۔اور وہ سیستان آیا اور ماہ رمضان کے سولہ روز گزر جانے کے بعد محمد بن الاشعت اس درمیان حرب بن عبیدہ کی طرف آیا تھا اور اس کیساتھ کچھ فوج (جنگجو) بھی تھی۔ احمد الفضل ،حمد بن الاشعت کے گھر گھس آیا اور اس کی مال وملکیت اور سواری (گھوڑے) سب لوٹے اور حرب بن عبیدہ ومحمد بن الاشعت ، اور ان کے سپاہ سب دولت کے حصول کیلئے شہر سے نکلے ہوئے تھے کہ خوارج سے لڑیں گے، احمد بنا الفضل نے شہر کو قبضے میں لے لیا جب وہ واپس آئے تو انہیں شہر میں اخل نہ ہونے دیا۔ پھر لیث بن الفضل خود شہر میں داخل ہوا جمادی الاول، وہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ حرب بن عبیدہ اور اس کے پیاہیوں کی تلاش میں تھا اور وہاں سے سفر کا سامان اور اونٹ،گھوڑے، خچر وغیرہ چھینے اور لوٹ گیا کیونکہ اس میں جنگ کرنے کی ہمت نہ تھی کہ لیث کے ساتھ چارسو سوار تھے اور حرب بن عبیدہ کے پاس تیس ہزار سوار اور پیادہ تھے۔ اس نے یہ قوت جمع کی ہوئی تھی۔ لیث شہر میں داخل ہوا اور جنگ کیلئے کچھ حاصل کیا اور لوٹ گیا۔ پھر حمز الخارجی مکران کے راستے سیستان میں داخل ہوا اور لیث بن الفضل نے اسکی طرف اپنے قاصد بھیجے اور اس سے صلح کر لی اور کہا کہ آپ نے بڑی بڑی جنگیں لڑی ہیں اور چاہتا ہوں کہ آپ سے جنگ و جدل نہ کروں تاکہ اپنا صلہ پا سکوں اور یہ مرد اٹھ کھڑا ہوا ہے جس کا نام حرب بن عبیدہ ہے اور کہتے ہیں کہ حرب حمزہ کو اس جنگ سے روکے اور اسے نقصان پہنچائے مگر تم موجود نہ تھے اور اب میں تم سے تعاون (کمک) کا طلب گار ہوں تاکہ اسکے شر سے مسلمانوں کو محفوظ کیا جا سکے کہ اس کی شان و شوکت اور جنگی صلاحیت بڑھتی جارہی ہے۔حمزہ نے اس کے خط کے جواب میں لکھا کہ "میرا دل

ان باتوں کی طرف مائل نہ تھا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یہ قصہ ختم ہو جائے اور تمہارا حق مجھ پر واجب ہو گیا کہ میرے دوست احباب تمہارے بڑے شکر گزار ہیں، پس حمزہ حرب بن عبیدہ سے لڑنے کیلئے نکل کھڑا ہوا اور پھر ایک جگہ اس نے کم و بیش حرب بن عبیدہ کے 20 ہزار سپاہی مار ڈالے اور محمد بن الاشعت پسپا ہو کر شہر میں داخل ہوا۔ لیث بن فضل نے اسے گرفتار رلیا اور اس کے دونوں ہاتھ، پاؤں دھڑ سے الگ کر دیے اور پارس کی جانب اس کے جسم کے ٹکڑے لٹکا دیئے اور لیث نے سیستان سے جو مال و ملکیت بنائی تھی وہ سیستان کے بڑے بڑے لوگوں میں خرچ کیا انہیں لباس دیئے اور اس کے وقت میں خوارج شہر میں آتے اور ان کے ساتھ صلح کر لی تھی اور حمزہ الخارجی اور اس کے یاروں کے ساتھ بھی اور ان کے ساتھ نہایت اچھا سلوک روا رکھا۔ چار سال اسی طرح رہا اور بہت سے عمارتیں بنائیں اور باغ اور زمینیں خریدیں ہر جگہ۔ پھر مامون نے خراسان اور سیستان کو غسان بن عباد کے حوالے کیا اور غسان نے اعین بن ھرثمہ کو سیستان سونپ دیا اور اعین بن ھرثمہ نے عمرو بن الہیثم کو یہاں بھجوایا وہ دن تھا بہار کا مہینہ ربیع الاول۔

عمرو فکر مند گاؤں اندر آیا اور اپنے عمل سے ظاہر ہونے نہ دیا، اور لیث بن فضل اپنی خوش قسمتی سے گاؤں سے باہر گیا ہوا تھا۔ عمرو وہاں آیا اور اس نے چاہا کہ اسے پکڑا کہ پابند سلاسل کرے۔ مگر یہ ممکن نہ ہوا۔ ایک دن اور ایک رات وہاں گزاری۔ دوسرے روز دونوں پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ نماز جمعہ کیلئے اپنے سپاہیوں کے ساتھ۔ جب دونوں مسجد سے باہر آئے، عمرو بن الہیثم نے اپنا منشور و عہد (اپنا مطلب) پیش کیا۔ لیث واپس اپنے گاؤں چلا گیا، اور عمرو واپس پلٹا اور نماز ادا کی اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ پھر اعین بن ھرثمہ خود داخل ہوا جمعہ کے روز شوال کے مہینے سے 10 روز گزر چکے تھے، اور رلوگوں کے ساتھ بھلائی اور صلہ رحمی کی۔ پھر غسان بن عباد نے سیستان عبدالحمید بن شبیب کو دے دیا اور خود آیا (شہر میں) جمعرات کے دن کہ رمضان میں ابھی دو دن

باقی تھے، اور سیستان کے لوگوں کے ساتھ بھلائی اور نیک سلوک کیا اور ان لوگوں سے جو حاصل ہوتا فقط خوراک جتنا ہوتا (بہت کم ٹیکس لیتے) اور اس سے زیادہ کچھ فائدہ نہ تھا باقی خوارج نے قبضہ کیا ہوا تھا وہ خود کچھ رکھتے نہ کسی کے پاس چھوڑتے کہ وہ جمع کر کے (مال و دولت) اپنے لئے اور ہمیشہ ہندوسندھ پر حملہ کرتے رہتے اور سیستان کے لوگوں کو تنگ نہ کرتے (انہیں تکلیف نہ پہنچاتے) مگر اگر سپاہی ان کے ساتھ جنگ کرتے انکے پیچھے پڑ جاتے اور انہیں قتل کرتے (یہ بھی انہیں مار ڈالتے) پھر مامون نے سیستان اور خراسان کی حکومت طاہر بن الحسین کو سونپی اور طاہر نے اپنے بیٹے کو جزیرہ بھجوا دیا، نصر بن بُست کے ساتھ جنگ کیلئے اور اسی سال محمد بن الحصین القوسی کو سیستان بھجوایا۔

اور محمد القوسی سیستان آیا دس جمادی الاول میں، اور لوگوں کے ساتھ نیکی و بھلائی کی اور قسمت نے اسکا کافی ساتھ دیا اور اس نے لوگوں کے دل جیت لئے، اپنی خوش اسلوبی اور خوش اخلاقی اور بہتر سلوک سے۔ پھر طاہر بن الحسین نے سیستان اپنے بیٹے کو سونپ دیا۔ طلحہ بن طاہر کو اور الیاس بن اسد کو وہاں بھجوایا اور وہ سیستان پہنچا ماہ صفر سے دو دن پہل، اور کچھ دن گزرے جب تک کہ محمد بن الحصین القوسی کا بھائی معدل بن الحصین القوسی وہاں آ گیا طلحہ کی مدد کیلئے اپنے بھائی کی خلافت بچانے۔ جمادی الآخر اور الیاس بن اسد نے حکومت اس کے حوالے کی اور دارالخلافہ سے باہر نکل آیا اور الحیر ث بن المثمی کے گھر میں داخل ہوا (پناہ لی) اور ہمیشہ لوگوں کو الیاس بن الحصین کے خلاف بغاوت لئے اکساتا رہتا، اور لوگ الیاس کی طرف زیادہ تر مائل تھے۔ پھر محمد بن الحصین نے خوارج کی طرف رخ کیا اور ان سے تقویت پائی اور فراہ شہر کی طرف گیا اور حمزہ سے مدد طلب کی (مدد مانگی) اور واپس آیا تو لوگوں نے اسے قصبہ میں داخل نہیں ہونے دیا تو وہ اپنے گاؤں لوٹ گیا جو دو دریاؤں کے بیچ واقع تھا اور خوارج اس کے ساتھ مل گئے اور سارے سیستان کی فلاح و بہبود کیلئے کام کئے اور ہمیشہ خوارج سے بنائے رکھی اور انہیں

کبھی تکلیف نہ پہنچائی۔ پھر طلحہ بن طاہر نے سیستان محمد الاحوص کے حوالے کر دیا۔

اور وہ سیستان پہنچا جمعرات کے روز کہ ابھی شوال میں دس روز باقی تھے۔ اس نے لوگوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کی اور ان کو عدل وانصاف بہم پہنچایا۔ پھر طلحہ بن طاہر نے سیستان محمد بن شیب کے حوالے کر دیا۔ بدھ کا دن تھا اور جمادی الآخر کی چودہ تاریخ جب شیب سیستان میں داخل ہوا۔

ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ طلحہ نے سیستان ھمد بن ساحاق سمرہ کے حوالے کر دیا اور محمد بن اسحاق نے محمد بن یزید کو اپنا نائب بنا کر بھیجا وہ شہر میں آیا اور حکومت سنبھال لی اور اس کے پیچھے محمد بن اسحاق بھی آ گیا۔

پھر بُست سے ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور بہت سے لوگ اور فتنہ پسند اس کے ساتھ اکٹھے ہو گئے اور محد بن اسحاق اس عیار سے جنگ کیلئے نکل کھڑا ہوا اور جب وہ خواش پہنچا تو طلحہ بن طاہر کے حکم سے حسن بن علی سیاری سیستان کو سنبھالنے (حکومت کرنے) آ گیا۔

وہ شہر میں داخل ہوا اور چند روز کے بعد اس نے سپاہ جمع کیں اور محمد بن اسحاق کے پیچھے بھجوائیں اور انہوں نے محمد بن اسحاق کو گرفتار کیا اور واپس سیستان لے آئیں اور پھر عیسیٰ بن احمد کو ان عیاروں سے جنگ کیلئے بھیجا بُست کی جانب اور اس نے وہاں جا کر انھیں ادھر اُدھر بھگا دیا اور واپس سیستان آ گیا۔

پھر طلحہ بن طاہر نے سیستان خالد کو دیا۔

اور اس نے محمد بن اسماعیل الذھلی کو یہاں بھجوایا بدھ کے دن ربیع الآخر سے سات دن پہلے وہ پہنچا اور اس کی بعد سے احمد بن طاہر بھی اسی سال جمادی الاول کو یہاں آیا۔ جب اس نے چاہا کہ شہر میں داخل ہو تو حمزہ خارجی کے فوجیوں نے اس پر یلغار کر دی اور اسے شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور سخت جنگ چھڑ گئی اور احمد بن خالد پسپا ہو کر دوبارہ خراسان چلا گیا، اور حمزہ الخارجی جمعہ کے روز 12 جمادی الآخر کو قضاء الٰہی سے

وفات پا گیا اور اسی دن خوارجیوں نے ابو اسحاق بن ابراہیم بن عمیر الجاشنی کی بیعت کی۔ اور بو اسحاسق ایک نیک دل مرد مسلمان نیک سیرت اور عالم تھا۔ خوارج ہونے سے انکار کر دیا اور وہاں (آس پاس) کے لوگوں کی قتل و غارت گری سے انکار کر دیا، جب انہوں نے (خوارجیوں نے) اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے انکار کر دیا تو وہ انکے درمیان سے نکل بھاگا اور بزرہ (شہر) میں داخل ہو گیا اور وہاں ایک بانس کے جنگل میں جا چھپا، اور آج تک یہ جنگل اس کے نام سے معروف ہے اور اسے آج تک (کویل میر /پیر) جنگل میر کہتے ہیں۔ پھر خوارج نے عوف بن عبدالرحمٰن ابن بزیع کی بیعت کی ماہ جمادی الآخر اور طلحہ بن طاہر روز اتوار ربیع الاول سے چار روز پہلے فوت ہو گیا پھر عبداللہ بن طاہر نے سیستان محمد بن احوس کے حوالے کر دیا۔

اور وہ عید الفطر کی رات اسی سال سیستان آیا اور سیستان کی سپاہ کو اپنا ھمدرد بنایا اور انہیں لیکر خوارج سے جنگ کیلئے نکل کھڑا ہوا، اور اہل علم بھی اسکے ساتھ تھے حسن بن عمرو فقیہ اور شارک بن نصر اور یار بن عمار بن شجاع اور یاسر مذہب کے حوالے سے خوارجی تھا لیکن بو اسحاق نے جنگی لباس پہنا اور قصبے میں داخل ہوا تو محمد بن بکر بن عبدالکریم اور عمر بن واصل اور ان جیسے تمام اہل فضل و علماء سیستان گئے اور سخت جنگ خواریوں کے خلاف (خوارجوں سے جنگ لڑی) اور اس گروہ کے بہت سے لوگ مارے گئے خوارجوں کے ہاتھوں سے اور عاجز ہو کر واپس لوٹ آئے۔

اور عبداللہ بن طاہر کو آگاہ کیا تو اس نے عزیز بن نوح کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ غرب (مغرب) سے سیستان بھجوایا اور عیزز بن نوح اور محمد بن احوص کے سپاہی باہم یکجا ہو کر باعوف سے لڑنے نکلے اور خوارجوں سے جنگ لڑی اور دونوں گروہوں کے بہت سے لوگ مارے گئے۔

اور باعوف کرکوی میں داخل ہوا اور یہ (مخالف) سپاہی بھی شہر میں داخل ہو گئے

اور پھر سے ایک لشکر اکھٹا ہوا اور بہت سے چوپائے اور رسیاں اور لوٹے (برتن وغیرہ) ،مشکیزے بمعہ پانی اور سفر کا سامان اٹھایا کہ چلتے ہیں کوہ، بیابان اور جہاں بھی خوارج ملتے تو انھیں بچ کر جانے نہ دینگے یہاں تک کہ ایک بھی نہ بچے۔

اور محمد بن احوص اور عزیز بن نوح باہم ایک ہو گئے اور درہ عنجرہ سے داخل ہوئے اور بیس گنا سپاہی محمد بن احوص سے طلب کئے اور مال ملکیت بہت مانگی،اور پھر دونوں کی سپاہ اور شہر کے بہت سے فتنہ پسند عزیز بن نوح کے ساتھ ہو لئے اور باعوف دوڑتا ہوا انکی کی طرف بڑھا اور جُرواذکن کے مقام پر انہیں جا لیا اور ہفتہ کے دن سے پہلے ماہ رمضان کے دن عزیز بن نوح کو اس کے کافی ساتھیوں سمیت قتل کر دیا اور اسے دروازہ کرکوی کے پاس دفن کر دیا۔

اور لوگوں نے حصین بن سین بن مصعب کی بیعت کی جو عبداللہ بن طاہر کا چچا تھا اور عزیز بن نوح کے ساتھ آیا تھا اور محمد بن احوص اپنی مرضی سے اس کے ساتھ تھا۔

پھر عبداللہ بن طاہر نے ہاشم بن ابی حور اور الیاس بن اسد کو خوارج سے جنگ کیلئے بھجوایا اور بہت سی دولت بھی انکے پاس تھی درھم و دینار کی صورت میں ۔ کیونکہ سیستان سے کچھ دولت میسر نہ آئی تھی اور باعوف اپنے رفتار کے ساتھ کرکان کی طرف گیا تھا۔ الیاس بن اسد اس کی طلب میں نکل پڑا اور وہ بیابان کے راستے باہر نکلا اور "جالق" میں جا نکلا اور یہ خبر حصین بن حسین بن مصعب کو پہنچی جو اس وقت مھدل بن حصین قوسی کے گھر میں موجود تھا اس نے چاہا کہ باعوف پر حملہ کرے اور شہر کے لوگ اور سپاہیوں نے آراستہ ہو کر اسکی تلاش شروع کر دی مگر غیر مرتب طریقے سے اور وہ پھر ریگستان میں راہ بھٹک گئے۔ سردیوں کے دن تھے اور باعوف اپنے سپاہیوں کیساتھ باہر میدان میں نکلا اور سخت جنگ ہوئی،اور بالآخر تمام لشکر خوارج کے ہاتھوں مارا گیا۔ بہت کم جو خوارجیوں کو نظر نہ آئے اور محمد بن احوص اور احمد بن عمرو بن

مسلم باہلی اوروھب بن ھلان اس روز مارے گئے اور دروازہ کرکوی کے پاس انہیں دفن کر دیا گیا اور باعوف وہاں سے "اوق" گیا اورخرواج اس کے ساتھ جمع ہو گئے۔

جب محمد بن احوص مارا گیا تو حصین بن حسین الیاس کوسیستان کی حکومت دی گئی اور محمد نے طاہر کو اس کے سپاہیوں سمیت خوارج کو ڈھونڈنے (قتل کرنے) بھیجا اور پھر خوارج کے ایک چھوٹے سے گروہ سے آمنا سامنا ہوا اور انہوں ان خرواج کوقتل کر کے ان کے سر الگ کر کے نیشا پور بجھوا دیئے اور عبداللہ بن طاہر سے حصین بن حسین کے نام سیستان کی حکومت کا خط لے آئے۔

اور امیر المومنین مامون فوت ہو گیا۔ نہر بن ندون کے نزدیک طرسوس روم میں دفنا دیا گیا۔ اس کا دور خلافت بیس سال اور چھ ماہ اور چھبیس دن تھا اور اس کی عمر تر تالیس 43 سال وتین ماہ اور ایک روز تھی۔

اور اسی دن محمد بیعت کر لی گئی اور اس کی کنیت ابو اسحاق معتصم باللہ بن ہارون الرشید تھا اور اس کا نام محمد تھا۔ جب یہ خبر بغداد پہنچی تو انہوں نے بھی اس کی بیعت کر لی اور معتصم باللہ اس وقت مامون کے ساتھ نہر بن ندون میں تھا۔

اور معتصم اہل بدعت سور معتزلہ کے پاس آچکا تھا (ان فرقوں کے نزدیک آگیا) اور عبداللہ بن طاہر کوخراسان وسیستان دیا اور عبداللہ بن طاہر نے حسین بن عبداللہ سیاری کوسیستان سونپا اور وہ وہیں موجود تھا۔

اور جب عہد اس کو ملا تو اس نے شہر کو ضبط کر لیا اور اس نے اپنے بھائی کے بیٹے عبداللہ بن محمد کو بُست سونپ دیا اور عبداللہ "عبدوس" کے نام سے معروف تھا وہ بُست گیا اور وہاں کے لوگوں سے صلہ رحمی سے پیش آیا۔

اور پھر سیستان سے ایک آدمی نکلا جو خرواج تھا اور بولا "میں خوارج کوختم کرنے کیلئے اٹھ کھڑا ہوا ہوں" اور اس کا نام ابی بن حسین تھا اور دونوں گروہ کے لوگ اس سے

آ کر مل گئے اور حسین سیاری نے مشائخ وشہر کے معتبرین کو اس کی مدد کیلئے بھجوایا۔ جب حسن بن عمرو اور شارک بن نغر اور عثمان بن عفان اور یاسر بن عمر کو اس کی طرف بھجوایا کہ "ان لوگوں کو خود سے دور کرو کہ تمہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا" یعنی جنگ کیلئے لوگوں کو جمع کرنے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔

اور اس نے انکی بات نہیں مانی اور پھر حسن سیاری خود اس کے خلاف جنگ کرنے نکلا اور انہیں تتر بتر کر دیا۔

اور سیاری کو یہ خیال آیا کہ کہیں اس نے شہر کے عملداروں (رکھوالو) کو تو اکھاڑ نہیں پھینکا اور خط لکھا اور تمام صورت حال سے عبداللہ بن طاہر کو آگاہ کرو۔ جواب آیا کہ "ابراہیم بن حصین کو اور معدل بن حصین کو اور قوسی کے بیٹوں کو اور عثمان بن روح بن بسام اور احمد بن محمد بن ترکہ اور احمد بن حصین کو میرے پاس بھجواؤ"

پھر سیاری نے محمد بن سیف الطارابی کو سپاہ سالار لشکر بنایا اور اسحاق بن ابراہیم بن حصین کو معزول کر دیا۔ پس محمد بن سیف طارابی نے اُبی بن حصین کے دوستوں اور رفقاء کو پہاڑوں، میدانوں اور ریگستانوں میں ڈھونڈتا اور جہاں ملتے انہیں (ڈھونڈ ڈھونڈ کر) چن کر مار ڈالتا۔

اور معتصم نے احمد بن حنبل کو گرفتار کر لیا اور کوڑے لگائے اور ہر جگہ قرآن کو خلق کہا (لوگ کہیں کہ قرآن مخلوق ہے) اور اس کفر میں رہا (کفریہ کلمات تھے یہ)۔

اور بُست سے ہیرمند کا پانی (دریائے ہلمند) خشک ہو گیا اور پانی بند ہو گیا اور شدید قحط آیا کہ حکومت سیستان و بُست میں بہت سی اموات واقع ہوئیں اور تاجر بڑے بڑے لوگ اور امراء کی بہت سی تعداد فوت ہوئی اور اسی طرح ایک سال (قحط سالی) یہ صورت حال برقرار رہی اور اس سال لوگوں نے بہت سے مال (خیرات) غرباء میں تقسیم کیا اور سیاری (نام) نے اس صورت حال سے عبداللہ طاہر کو آگاہ کیا اور خط لکھا اور بیت

المال سے تیس ہزار درھم غرباء کو دیا اور سیاری نے یہ تمام مال عثمان عفان اور حسین عمرو کے حوالے کیا جو اس علاقے کے فقہاء اور باہم فریقین تھے اور باہم تفرقہ کیا اور ضعفاء اور مستحقین کے حالات مزید تباہ ہو گئے۔ پس بُست شہر سے عدوس کے خلاف ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ جسے عبداللہ الجبلی کے نام سے جانتے ہیں اور بہت سے خوارج سے تعلق رکھنے والے لوگ اس کے اردگرد جمع ہو گئے اور جنگ شروع کر دی اور عبدوس پسپا ہو کر سیستان آ گیا۔ سیاری نے محمد بن سی کو بُست بھجوایا اور اس نے عبداللہ الجبلی سے جنگ لڑی اور آخر میں صلح کر لی اور عبداللہ کو انعام و کرام سے نوازا۔ کیونکہ محمد بن یوسف کو بُست بھجوایا اور سپاہ سالاری علی بن سہل بن عثمان الطارابی کو عطا کی۔ پھر سیاری نے عبدوس کو دوسرے راستے سے بُست بھجوایا۔ جب وہ بُست میں داخل ہوا تو محمد بن یزید اور دوسرے لوگ (خوارج) جو فوجی بگھوڑے تھے ایک جگہ جمع ہوئے اور بُست کے مفاد میں شہر میں گھومنے لگے اور عبدوس سپاہیوں کے ساتھ باہر نکلا اور اس کے یاروں (محمد بن یزید کے سپاہیوں) کو قتل کیا اور محمد بن یزید پسپا ہو کر کہیں چھپ گیا اور بہت سی کوشش کے باجود اسے ڈھونڈا نہ جا سکا اور سیاری سیستان میں بدھ کے دن "صفر سے چار دن پہلے فوت ہوا۔

اس نے سیستان میں کوشش کر کے اپنی جانشینی اپنے چچا زاد بھائی نصر بن منصور بن عبداللہ کو اپنی وفات سے پہلے دلوادی۔ پھر الیاس اسد فراہ (شہر) پہنچا عبداللہ بن طاہر کی مدد کیلئے خوارج سے جنگ کی اور عبداللہ بن قاسم کے گھر میں گھس آیا اور نصر سیاری سے دولت طلب کی اور کچھ مال بھی بیت المال میں موجود نہ تھا۔ اس نے وہاں شہر کے لوگوں سے مال چھینا اور الیاس خوارج کی تلاش میں بسکر واوق کے مضافات سے نکلا اور خوارج کرمان کی طرف جا چکے تھے۔ پھر عبیداللہ بن طاہر کا دور پہنچا اور نصر سیاری کو سیستان بھیجا۔

اور نصر نے اپنے بیٹے سیار بن نصر کو بُست بھیجا اور ایک شخص بُست سے اس کے مد مقابل آیا جس کا نام محمد بن واصل تھا اور بکھرے ہوئے لوگ اس کے ساتھ جمع ہو گئے تھے اور سیار نے بُست کے لوگوں کے ساتھ برا سلوک کیا اور پھر اسی وجہ سے محمد بن واصل اسکے مقابلے کو نکلا اور جنگ ہوئی اور سیار کو شکست ہوئی اور محمد بن واصل نے سیار کو گرفتار کر لیا۔

اور جب یہ خبر نصر سیاری تک پہنچی کہ اس کے بیٹے کو کس وجہ سے گرفتار کر لیا گیا ہے تو اس نے محمد بن سیف الطارابی کو یعقوب راسبی کے ساتھ بطور قاصد محمد بن واصل کی طرف بھجوایا پھر جب یعقوب وہاں پہنچا تو اس نے سیار کو آزاد کر دیا اور خود محمد بن واصل یعقوب کے ساتھ سیستان آیا اور نصر بن منصور سیاری سے ملاقات کی ۔ نصر سیاری نے اسے نوازا، انعام و کرام ولباس وغیرہ عطاء کئے اور اسی درمیان الیاس بن اسد کی جانب سے ایک خط ملا کہ "فوج میں سے کچھ کو بُست بھیجو تا کہ وہ خوارج سے بارڈر کی حفاظت کر سکیں۔

الیاس نے اپنے بھائی کے بیٹے احمد بن عمیرہ بن اسد کو فوجیوں کے گروہ کے ساتھ وہاں بھجوایا اور خود " کوی " لوٹ آیا۔ جب احمد بن عمیر بُست گیا تو وہاں لوگوں سے بھلائی و خوش اسلوبی سے پیش آیا اور لوگوں نے سکون کا سانس لیا اور اس دوران عبداللہ بن طاہر نے ابراہیم بن حصین کو "ھری" کے قلعے میں قید سے آزاد کیا اور انعام و کرام سے نوازا اور "ھری" کی حکومت اسے عطا کی اور پھر عبداللہ بن طاہر نے الیاس بن اسد کو خط لکھا اور اسے سیستان سے بلوایا۔

پھر جمعہ کے دن بیس ربیع الآخر کو وہ سیستان سے چلا گیا اور عبداللہ بن طاہر نے ابراہیم بن حصین قوسی کو خط لکھا کہ "سیستان جا کر حکومت سنبھالو یا پھر ہری میں ہی حکومت کرو جیسے تمہاری مرضی"

اور ابراہیم بن حصین سیستان سے چلا آیا ہفتہ کا دن اور 28 اٹھائیس ربیع الأخر

اور اپنے بھائی کو "هری" کی حکومت سونپ دی اور جب سیستان آیا تو اپنے بیٹے اسحاق بن ابراہیم کو بُست کا حاکم بنا کر وہاں بھیجا کچھ عرصے بعد لوگ اس سے شکایت کرنے لگے۔ ابراہیم نے اسحاق کو واپس بلایا اور اپنے دوسرے بیٹے کو بھیجا۔ اسحاق واپس لوٹ آیا۔ کچھ عرصے بعد وہاں کے لوگوں نے دوبارہ اسحاق کو حاکم بنانے کی خواہش ظاہر کی۔ دوسری مرتبہ اسحاق نے لوگوں کے ساتھ خوب بھلائی اور نیکی کی پہلے سے زیادہ اور وہ جب تک یہاں رہا لوگ اس سے خوش و مطمئن تھے یہاں تک کے وہ یہیں پر فوت ہو گیا۔ منگل کے دن محرم کی سات تاریخ کو۔ جب اس کی وفات ہوئی تو بُست میں بغاوت اُٹھنے لگی۔

اور معتصم باللہ فوت ہو گیا جمعرات کی رات دس ربیع الاول اور اس کی عمر سینتالیس سال و تیرہ روز تھی، اور وہ آٹھ سال و آٹھ ماہ خلیفہ رہا۔

اس کے بعد واثق باللہ خلیفہ بنا اور اسکی کنیت "ابوجعفر" تھی اس کا نام ہارون بن آمد ہارون تھا اور وہ معتصم باللہ کا بیٹا تھا اور اس کی عمر چھبیس سال دو ماہ اور آٹھ دن تھی جب اس نے خلافت سنبھالی اور وہ بھی عادت کے اعتبار سے اپنے والد پر گیا تھا اور اس کی رغبت معتزلہ سے تھی اور اس نے "قرآن" کو "مخلوق کہا مگر کسی نے اسے جواب نہیں دیا اور عبداللہ بن طاہر کو خراسان دیا۔

اور ابراہیم بن حصین بن محمد بن سعید قوسی ایک عرب تھا اور بہت نیک سیرت اور فتنہ سے دور رہنے والا شخص کہ کسی خوارج سے جنگ نہیں کئی اور سب سے بنا کر رکھی یہاں تک کہ اس کے زمانے میں خوارج مضبوط اور طاقتوار ہوتے گئے اور اس سال سیستان میں سخت سردی ہوئی اتنی کہ درخت و انگوروں کے باغات و میوہ جات خشک ہو گئے اور بہت زیادہ اموات واقع ہوئی اور سخت وباء پھوٹی۔

ابراہیم بن حصین والی سیستان تھا یہاں تک کہ عبداللہ بن طاہر نیشاپور میں فوت ہوا۔ ہفتہ کا دن ربیع الاخر کی دس تاریخ اور ابراہیم قوسی بصرہ میں تھا وہ سیستان چلا آیا اور

پہلی بار خود کو آل طاہر بن حسین سے جوڑا اور اسے ولایت "ھری" عطا کی گئی اسے دوبارہ سیستان بھجوادیا گیا اس نے یہاں زرعی زمین خریدی محل تعمیر کرنے لگا حور بندان کے علاقے میں اور دروازہ معدل کی وجہ سے تسمیہ اسکے بھائی معدل قوسی کی وجہ سے پڑی وہ "دارالامارہ" میں جا بیٹھا اور اس وقت تک جب اس کے بیٹے کو "دارالامارہ" جسکا آج کل نام "ارگ" ہے اپنا جانشین بنایا اس نے لوگوں کو بے تعصب بنا دیا تھا چاہے خوارج، اہل سنت، تمیمی، بکری، تھے اس نے اس طریقے سے سلامتی امن قائم کر رکھا تھا۔

پھر عبداللہ بن طاہر فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے طاہر بن عبداللہ بن طاہر کو اپنا خلیفہ (نائب) مقرر کیا۔ خراسان وسیستان کی حکومت اسے دے دی، جب یہ خبر واثق باللہ کے پاس پہنچی کہ عبداللہ بن طاہر فوت ہو گیا تو اس نے عہد خراسان وسیستان طاہر بن عبداللہ کو بھیجا اور یہ عمل کیا کہ ابراہیم بن حصین کو سیستان دیا، ابراہیم نے اپنے بیٹے احمد کو دارالامارہ میں بٹھایا اور خود حور بندان آ گیا، جب اس کا بیٹا اسحاق فوت ہو گیا تو اس نے احمد کو وہاں بھجوایا۔

بُست کے علاقے پولان سے احمد کے خلاف ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا، اس کا نام غسان بن نصر بن مالک تھا اور بہت سے لوگ اس کے ساتھ مل گئے تھے، احمد بن ابراہیم قوسی نے سلیمان بن بشیر حنفی کو ایک بڑے گروہ کے ساتھ جس میں شجاع گھوڑ سوار بھی تھے غسان سے جنگ کیلئے بھجوائے اور سلیمان عرب معززین سے تعلق رکھتا تھا، سخت جنگ ہوئی، بہت سے لوگ مارے گئے، سلیمان نے غسان کو پسپا کر دیا، اسے گرفتار کر لیا گیا، اس کا سر قلم کر کے اسے سیستان بھجوا دیا گیا۔ ابراہیم نے حکم دیا کہ اس کا سر بیچ چوراہے پر لٹکا دو۔ لوگوں میں بغاوت کی ایک لہر دوڑ گئی کہ وہ ایک با کردار اور عظیم شخص تھا (اسکی بے حرمتی نہ کی جائے) اہل سیستان تھا، سر کو اٹھایا اور دفنایا گیا۔

پھر ایک اور شخص بُست سے اٹھ کھڑا ہوا، علاقے کے کافی لوگ اس کے ساتھ مل

گئے۔ کیا بُست کیا سیستان ، ہر جگہ سے لوگ اس کے ساتھ آ کر مل گئے ، اس کا نام احمد قولی تھا۔ پھر جنگ ہوئی، احمد بن ابراہیم قوسی نے احمد قولی کو شکست دے دی۔

پھر ابراہیم نے اپنے بیٹے کو واپس بلایا اور یحیٰی بن عمرو کو وہاں بھجوایا یحیٰی خالص عرب نسل معتبرین میں سے تھا وہ وہاں پہنچا لوگوں کو انعام و کرام سے نوازا اور وہاں سکون وامن ہو گیا۔

پھر اسے ابراہیم نے واپس بلالیا، اور احمد کو دوبارہ وہاں بھجوایا اور سلیمان بن بشیر حنفی پہلے سے وہاں موجود تھا، احمد نے اسے خلیفہ (نائب) مقرر کیا اور خود بھی وہاں جا پہنچا، خاقان بکاری کو بُست کے فائدے کیلئے وہاں سے باہر بھجوایا اور مال و دولت خرچ کی۔

پھر بشار بن سلیمان جو ایک معتبر اور دولت مند شخص تھا، وہ بُست کے لوگوں کے بیچ سے اٹھ کھڑا ہوا، اس نے بہت جنگیں لڑیں، احمد بن ابراہیم قوسی پسپا ہو کر سیستان آ گیا اور بشار نے شہر پر قبضہ کر لیا اور حاکم بن گیا اور وہاں کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنے لگا۔

صالح بن نضر جو غسان بن نصر بن مالک کا بھائی تھا وہ بُست سے اٹھ کھڑا ہوا، لوگ بُست وسیستان کے اس کے ساتھ مل گئے، یعقوب بن لیث اور سیستان کے جنگجوؤں نے اسے قوت فراہم کی، اس نے بشار بن سلیمان سے جنگ لڑی، بشار مارا گیا، پورا بُست اپنے فائدے کے ساتھ فقط صالح کے ہاتھ آ گیا۔

واثق باللہ فوت ہو گیا۔ بدھ کے دن چھ روز کم ذی الحجہ سے تھے، اسکی خلافت کا دورانیہ پانچ سال ونو ماہ و تیرہ دن تھا، اس کے بھائی کی اسی روز بیعت کر لی گئی، اسکی کنیت ابوالفضل جعفر بن محمد بن ہارون الرشید اس کا لقب متوکل علی تھا وہ معتصم باللہ کا بیٹا تھا۔

پس متوکل نے راہ سنت پیغمبر اپنائی ر مدعی اور دعویداروں کو دور کیا، لوگ اسے پسند کرنے لگے اور اس نے حکم دیا کہ خطبوں میں پڑھا جائے کہ "ہر وہ جو قرآن کو خلق

کہے کافر ہے "احمد بن حنبل کو آزاد کیا، اس سے بھلائی سے پیش آیا، اہل سنت نے اس کا نام "مطری الاسلام" (اسلام کو تر و تازہ کرنے والا) رکھا، اپنے تینوں بیٹوں محمد منصر و ابو عبداللہ معتز و ابو اسحاق مؤید کو لوگوں سے بیعت لینے بھیجا اور حکم دیا کہ ہر شہر میں انکے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔

یعقوب کے ابتدائی کام

صالح بن نضر کے کام اور قوت بُست میں بڑھ گئے اس کا اثر و رسوخ بڑھ گیا۔ اسلحہ، سپاہی، خزانہ اور اسکی تمام قوت و طاقت یعقوب بن لیث اور جنگجو و سیستان کی وجہ سے تھی، یہ یعقوب کا پہلا ابتدائی کام تھا اور بُست کے لوگوں نے محرم میں صالح بن نضر کی بیعت کی اور خراج اسے دینے لگے اور اس نے سپاہیوں کو تنخواہ دینا شروع کی پھر اس نے باہر سپاہی بھجوائے شہر کش کی طرف۔ پہلی بار سپاہی بھجوانے کی وجہ یہ تھی کہ محمد بن عبید بن وھب اور حبان مریم کے بیٹے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ جب صالح کے سپاہی وہاں پہنچے تو وہ پسپا ہو گئے اور پھر وہ گئے اور انہیں انکے گھوڑے، مال و اسباب، اسلحہ کے ساتھ صالح کے پاس لائے اس نے حبان مریم کے بیٹوں کو چھوڑ دیا اور محمد بن عبید کو قید کر لیا، محمد بن عبید قید میں ہی مر گیا، حبان کے بیٹے جنہیں اس نے چھوڑ دیا وہ کش کی طرف جاتے ہوئے (صالح نے) قتل کروا دیئے۔

پھر عمار خارجی کش کی سرزمین سے اٹھ کھڑا ہوا، اسکے ساتھ خوارج بھی تھے۔ صالح بن نضر نے خیر بن رُقاد و یعقوب بن لیث و درھم بن نضر اور اسکی طرح کے سب (سکزیان) سیستانیوں کو عمار سے جنگ کیلئے بھجوایا، عمار ان کے آگے نہ رک سکا اور پسپا ہو گیا۔

پھر ابراہیم بن حصین نے اپنے بیٹے محمد کو صالح بن نضر سے جنگ کیلئے بھجوایا ،سیستان سے بُست کی جانب۔

نصف ماہ شعبان میں محمد وہاں گیا اور سخت جنگ کی یہاں تک کہ صالح پسپا ہو گیا اسکے رفقاء بکھر گئے ،ابراہیم بن خالد جو صالح کا سپہ سالار تھا ایک گروہ کے ساتھ محمد بن ابراہیم قوسی کی پناہ میں آ گیا،صالح چند لوگوں کے ساتھ کش کی طرف چلا گیا اور کافی عرصہ وہاں رہا یہاں تک کے اس کے گروہ کے پسپا ہوئے اور بکھرے ہوئے لوگ واپس اسکے پاس جمع ہونے لگے،اس نے پھر بُست کا ارادہ کیا اور ماہیاباد تک جا پہنچا یہ خبر محمد بن ابراہیم تک پہنچی وہ اپنے لشکر کے ساتھ باہر نکلا،دونوں گروہ سے کافی لوگ مارے گئے بالآخر محمد بن ابراہیم قوسی بُست میں داخل ہوا اور قلعے میں پناہ لی۔

صالح نے اسے وہیں چھوڑا اور خود چلا گیا،کسی کو پتہ نہیں کہاں گیا،اور بیابان کے راستے سیستان آیا اور اچانک سبکر سے داخل ہوا۔ وہاں اسی وقت ابراہیم قوسی کو پتہ چلا وہ وہاں اپنے سپاھیوں کے ساتھ پہنچ گیا،وہاں سخت جنگ ہوئی،دونوں گروہ سے بہت سے لوگ مارے گئے بدھ کا دن تھا اور ذی الحجہ میں دس دن باقی تھے۔

ابراہیم قوسی پلٹ گیا اور "دارالامارہ" میں داخل ہو گیا اور صالح اس رات شہر کے اندر داخل ہوا، یعقوب بن لیث اور اسکے دو بھائی عمرو وعی اور درھم بن نغر و حامد بن عمرو کہ جسے "سرناوک" کہہ کر پکارتے تھے اور سیستان کے جنگجو یہ سب عبداللہ قاسم کے محل میں داخل ہو جاتے ہیں۔

صبح سویرے "صالح" شہر سے باہر نکل آیا،اسکے پیرو کار جو سیستان میں تھے اسکے پاس جمع ہو گئے اور بہت سے لوگ کافی تعداد میں وہاں جمع ہو گئے، ابراہیم قوسی نے مشائخ وفقہاء کو اکھٹا کیا اور اپنے سپاہیوں کو جنگی لباس پہنایا پیادہ وسوار سب کو اور پھر ابراہیم بن بشر بن فرقد اور شارک بن نضر اور عثمان بن عفان کو صالح کی طرف بھیجا

کہ "جا کر اس سے پوچھو کہ تمہارا یہاں آنے کا کیا مقصد ہے"

پس وہ گئے سلام کیا اور پوچھا

صالح نے کہا"میں یہاں خوارج سے لڑنے آیا ہوں آجکل میں چلا جاؤنگا، میرے اور ابراہیم قوسی کے بیچ کوئی جنگ نہیں"

مشائخ یہ باتیں سن کر لوٹ گئے ،صالح اپنے لشکر کے ساتھ وہاں بیٹھ گیا اور پھر وہاں ایک گندے نالے سے ہوتے ہوئے شہر کے نزدیک آگئے ، گندہ نالہ خشک ہو چکا تھا ابراہیم قوسی کی سپاہ جو شہر کے دروازہ کے پاس کھڑے تھے جنگی لباس زیب تن کئے ہوئے۔ جب انہوں نے صالح کو سپاہیوں کے ساتھ آتے دیکھا تو وہ شہر میں داخل ہو گئے اور اندر سے دروازہ بند کر لیے ان کا بڑا عبید کشی تھا۔

جب صالح نے یہ صورت حال دیکھی تو وہ دروازہ کے پاس آکر رک گیا۔ کچھ دیر میں حامد سر ناوک اور (عیاران) جنگجو(محل سے) نکلے اور حیک ابن مالک کے محل کی چھت (کہ ابھی تک خان کے نام مشہور ہے) سے ہوتے ہوئے محل سے باہر نکل آئے اور شہر کے دروازے کھول دیئے ، چند لوگ وہاں قتل بھی کئے صالح کے رفقاء شہر میں داخل ہو گئے اور ابراہیم قوسی کے بہت سے ساتھی چند لمحوں میں مار ڈالے۔

ابراہیم کو اس بارے میں خبر بھی نہ تھی،جب اسے خبر ملی اسی لمحے دروازہ پارس سے باہر نکلا اور دروازہ منجرہ کی جانب بڑھا اور پسپا ہو کر چلا گیا،شہر کو خالی کر دیا۔ صالح درالامارہ میں داخل ہوا،وہ چیز جو ابراہیم قوسی کیلئے پکائی گئی تھی اسے صالح نے ناشتے میں استعمال کیا۔ وہ دن جمعرات کا تھا اور ذی الحجہ سے ابھی نو دن باقی تھے۔

ابراہیم قوسی عمار خارجی کے سپاہ کی طرف چلا آیا،اس نے عمارہ کے ساتھ بنا رکھی تھی، پھر صالح نے حور بندان کی جانب سپاہی بھجوائے کہ ابراہیم کے خزانے لوٹ لو اور قید خانوں کو توڑ ڈالوں۔ جب انہوں نے اسطرح کیا تو لوگ اور عام شہری ایک جگہ

اکٹھے ہوگئے اور چاہا کہ صالح اور اسکے سپاہ کو مار ڈالیں تو صالح خوف سے وہاں سے نکل آیا اور ابراہیم قوسی کے محل میں داخل نہ ہو سکا اور دوبارہ دارالامارہ لوٹ گیا، چاہا کہ اسی رات شہر سے نکل جائے کیونکہ وہ لوگوں کے تیور دیکھ چکا تھا پھر کچھ لوگوں نے اسے مشورہ دیا اور کہا "عثمان بن عفان کی طرف لازماً جاؤ دیکھو وہ تمہیں کیا کہتا ہے۔

وہ صبح سویرے عثمان کی جانب چلا گیا اور عثمان نے اسے یہ مشورہ دیا کہ "اس طرح کرنا مناسب نہیں"

صالح نے کہا کہ "میں اپنے بھائی کے خون کا بدلہ لینے یہاں آیا تھا کہ میرے بھائیوں کو خوارج نے قتل کیا ہے۔ غسان کو اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم میری اس بارے مدد کرو گے۔

عثمان خاموش ہو گیا۔

صالح وہاں سے باہر نکل آیا اور حکم دیا کہ (سرای) محل بہلول بن معن کو تباہ کر دو کہ وہ ابراہیم کا سپاہ سالار ہے اور اسی طرح کیا گیا، صالح اس دن چار ہزار پیادہ وسوار کے ساتھ وہاں موجود تھا۔

ابراہیم بن حصین دوبارہ آیا اور عمار خارجی سے دوستی کر لی، یہ خبر صالح تک پہنچی ۔ یعقوب بن لیث کو دروازہ "آکار" کی طرف بھجوایا اور سرناوک کو" دروازہ مینا" اور عقیل اشعت کو "دروازہ کرکوی" کی طرف بھجوایا سیاہ پرچم انکے ہاتھ میں دیئے اور خوارج کا پرچم سفید تھا، جب خاص کو عام نے سفید پرچم دیکھے تو خوارجیوں سے مخالفت کے سبب صالح سے تعاون کیا، سخت جنگ ہوئی اور دونوں طرف سے کافی تعداد میں لوگ مارے گئے اور پھر عمار اور ابراہیم بن حصین پسپا ہو کر لوٹ گئے اور صالح اور مضبوط ہو گیا۔

ابراہیم نے طاہر بن عبداللہ کو خراسان کی جانب خط لکھا، سپاہی مانگے، طاہر نے بھجوا دیئے، پھر صالح نے ابراہیم قوسی اور حمدان یحیٰی کے محلوں کو جنہیں " کلوک" کہتے

تھے تہس نہس کر دیا، اسکے مال وملکیت کو ضبط کرلیا اور خوارج نے شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیا کہ کوئی نہ وہاں سے باہر جا سکتا تھا اور نہ کوئی شہر میں داخل ہوسکتا تھا۔

یعقوب بن لیث نے خوارج کو بھگانے کیلیئے تیاری کی اور اس طرح کافی لوگ جنگ میں مارے گئے دن رات یعقوب نے جنگ کو لازم کر دیا تھا، ابراہیم قوسی نے اپنے بیٹے کو بُست "جمازہ" کی طرف بھجوایا کہ مجھے سپاہی بھجواؤ اور محمد بن ابراہیم نے سپاہی جمع کیئے "زمیندار سے اور انہیں اسلحہ سے لیس کر کے بھجوایا جب وہ سیستان کے نزدیک آئے تو انکا لیڈر جس کو "حواشی" کہہ کر پکارتے تھے تین سو لوگوں کے ساتھ صالح کے پاس آئے اور پھر جب ان کا لیڈر واپس لوٹ گیا تو دوسرے بھی اس کے پیچھے بُست کی جانب چل پڑے۔ پھر عثمان بن عفان نے محمد بن ابراہیم قوسی کو بُست کی جانب خط لکھا کہ "اٹھ کھڑے ہو اور یہاں آجاؤ"

اچانک محمد بُست سے اٹھا اور اپنے سپاہیوں کے ساتھ وہاں آگیا اور رات کی تاریکی میں راستہ گم کر دیا اور بھٹک گئے اور صبح سویرے شہر کے پاس پہنچ گئے۔ یہ بات شہر کے اندر پہنچ گئی اور یعقوب بن لیث اور حامد سرناوک "دروازہ رودگران" سے باہر نکل آئے اور محمد بن ابراہیم قوسی سے جنگ لڑی، صالح اپنے خاص لوگوں کے ساتھ اپنی کمین گاہ میں چلا گیا دونوں گروہوں میں سخت جنگ ہوئی اور بہت سے لوگ مارے گئے بالآخر محمد بن ابراہیم پسپا ہو گیا اور ہیسون چلا گیا اپنے والد کے پاس۔

دوسرے دن صالح نے حکم دیا کہ محمد بن ابراہیم قوسی اور اس کے خواص کے محلات کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ پس یعقوب بن لیث اور سرناوک اور جنگجوؤں نے کہا "ہم جنگ کیلیئے نکلے ہیں اور شہر وہاں ہے، ہم انکی حفاظت کریں اسے تحفظ دیں"

صالح اصل میں سیستانی تھا مگر بُست میں پلا بڑھا تھا، اور انہوں نے کہا کہ "وہ (صالح) اب تک دو بار ہزار ہزار درھم سیستان کے بڑے معتبرین کے غارت کرنے پر

اسے ملے اور اب پھر اس نئی غارت گری شروع کر دی ہے بُست میں اور اب اسے بُست سے کیا خطرہ ہے؟ یہ بے غیرتی ہوگی اگر وہ یہ مال و دولت یہاں سے لے جائے۔

باہم مخالفت شروع ہوگئی اور جتنے بھی سیستانی تھے وہ دروازہ عنجرہ کے پاس جمع ہو گئے، اکٹھے ہوگئے اور جتنے بھی بُست کے لوگ تھے وہ صالح کی حمایت میں جمع ہو گئے اور جب صالح نے یہ دیکھا تو سمجھ گیا کہ اسے کچھ نہ ملے گا تو اس نے راتوں رات منصوبہ بنایا اور بُست کی طرف مالک بن مردویہ کو خط لکھا کہ حاکمیت تمہاری ہوئی یہاں تک کہ میں آنا چاہتا ہوں، میرے ساتھ اس طرح کی صورت حال پیش آ گئی ہے۔

وہ بڑی تیزی سے پانچ سو سواروں کے ساتھ یہاں پہنچ گیا اور جب وہ شہر کے نزدیک پہنچا صالح باہر نکلا اور یعقوب بن لیث اور سرناوک اسکے پیچھے دوڑے اور سخت لڑائی ہوئی اور مالک کو قتل کر دیا اور خزانہ ساز وسامان، سواری سب کچھ لے لیا اور اسکے تمام سپاہیوں کو (یعقوب و سرناوک) نے قتل کر ڈالا، عام لوگوں میں اسلحہ اور کپڑے تقسیم کئے اور صالح چند لوگوں کے ساتھ پسپا ہو کر بُست چلا گیا، یعقوب بھی اس کا پیچھا کرتا رہا اور نوقان میں اسے جا لیا، وہاں لوگ صالح کے پاس جمع ہو گئے اور سخت جنگ ہوئی، اس معرکہ میں طاہر بن لیث جو یعقوب کا بھائی تھا مارا گیا۔ جمعہ کے دن جمادی الآخر سے تین دن باقی تھے (اور اس کی قبر اب بھی کرمتی میں ہیں)۔

صالح پسپا ہوا اور چھپ گیا اور ایسے کہ اسے تلاش بسیار کے بعد ڈھونڈ نہ پائے اور سپاہی واپس سیستان لوٹ آئے۔

اور اسی دوران سپاہ سیستان نے درھم بن نضر کی بیعت کی، یعقوب بن لیث اور حمد سرناوک اسکے سپاہ سالار مقرر ہوئے اور اپنے مخالفین اور خوارج سے جنگیں لڑیں، درھم بن نضر نے حفض بن اسماعیل بن فضل کو نگہبان شہر مقرر کیا۔

اور محمد بن ابراہیم بن حصین قوسی "ھیسون" میں فوت ہوا اور پھر اس کے

جنازے کولوگ کندھا دیکر قصبہ درھم بن نضر کی حکومت میں لے آئے۔

پھر درھم نے جوانمردی و شجاعت ، یقوب بن لیث اور یعقوب کا لوگوں کے دلوں میں رعب و دبدبہ دیکھا تو ڈر گیا اور محل سے باہر نہ نکلا کہ "میں بیمار ہوں"

یعقوب باہر بیٹھ گیا کہ " کہ میں باہر بیٹھا ہوں تم باہر آؤ! کہ آدھے دن کی بادشاہت نہیں چل سکتی"۔

درھم نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ یعقوب کو مار ڈالو۔ یعقوب نے جب یہ دیکھا تو ان پر حملہ کر دیا اور بہت سے لوگ مارے گئے اور دوسر ڈر سے وہیں رک گئے اور درھم بن نضر کو گرفتار کرلیا اور اسے اس کے گھر سے باہر نکالا اور قید کر دیا۔

اور سیستان کے لوگوں نے یعقوب بن لیث کی بیعت کی ہفتہ کا دن اور پانچ روز باقی ماہ محرم شروع ہونے میں۔

امارت یعقوب اوراسکی بڑائی

نسبت : یعقوب بن لیث بن مھدل بن حاتم بن ماھان بن کیخسرو بن اردشیر بن قباد بن خسرو پرویز بن ھرمز بن خسرو وانوشہ روان بن قباد بن فیروز بن یزد جرد بن بہرام گور بن یزد جرد بن شاپور بن ذوالاکتاف بن ھرمز بن نرسی بن بہرام بن ھرمز بن شپور بن اردشیر بن بابک بن ساسان بن بہمن بن اسفند یار بن ویشتاسب بن ھراسب (کیخسر وبن سیاوحش کا چچا) بن کی اوجی بن کیقباد بن کی منوش بن نوذر بن منوش بن منوشر بن منوچہر بن ایرج بن فریدون بن آبتین بن جمشید ملک بن یونجھا بن ایکھد بن اوشہنگ بن فرادک بن سیاملک بن میشی بن کیومرث۔

یہ پہلی بیعت تھی جوحکمران کی کی گئی اور حامد بن عمر سر بانک اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ اس کی بیعت میں موجود تھا اور یعقوب نے فوج کی سپاہ سالاری حفص بن

اسماعیل کو عطا کی۔ اس طرح ہوا اور روز یعقوب خوارج سے جنگ لڑتا، یہاں تک کہ عرھم بن نضر یعقوب کی حبس (قید) سے بھاگ کر اسرتا بک کے پاس چلا گیا۔ سرتا بک اپنے گھر میں (کلا شیر) موجود تھا۔ پس عرھم اور سرتا بک باہم سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور انہوں نے چاہا کہ یعقوب سے شہر چھین لیں۔ یعقوب اٹھ کھڑا ہوا اور محمد بن رامش بھی اس کے ساتھ ہولیا، اور پہلا جو اس کے (یعقوب) سامنے آیا (جنگ کیلئے) وہ سرتا بک تھا جس نے شمشیر نکالی اور اسکے سامنے آ گیا۔ وہ اس کی سرکوبی کیلئے نکلا اور سرتا بک کو قتل کر دیا اس کے سپاہی پسپا ہوئے یعقوب نے سب کو گرفتار کر لیا اور اسلحہ، گھوڑے اور مال جو سرتا بک (کی ملکیت) کے تھے کو قبضہ میں لے لیا اور کامیاب و کامران دارالحکومت کی طرف لوٹ گیا اور سیستان کے امور (حکومت) اس کیلئے موزوں ہو گئے پس اس نے تمام لوگوں کو بلایا، ان کی قدردانی کی (مال وغیرہ عطاء کیا) اور قیدیوں کو آزاد کر دیا اور انعامات دیئے، ان سے عہد و حلف لئے اور پھر سب نے اس ساتھ یک دلی سے تعاون شروع کر دیا، سپاہیوں کو تنخواہیں دیں اور عمار خارجی کی جانب سے کسی قاصد کے ہاتھوں پیغام بھجوایا اور کہا کہ جو تم نے یہ شُغل (بغاوت) اپنایا ہوا تھا، اس کا اہتمام یہ ہوا اور یہ کہ حمزہ بن عبداللہ واقعی مرد تھا کہ ہرگز اس نے کبھی اس شہر کا رخ نہیں کیا اور کسی بھی سکزی شہری (سیستانی) کو تکلیف نہیں پہنچائی اور سلطان کے دوستوں کے مدمقابل آیا اور تم یہ کیا نا انصافی ظلم کر رہے ہو اور سیستان کی رعایا اسکے ہاتھوں سے سلامت تھی بسبب اسکی مخالفت کے اسکے بعد حاکمیت جو ابو اسحاق اور باعف اور ان کے عزیزوں کے پاس دارالکفر میں تھی اب حالات الٹ پلٹ ہو چکے ہیں اور اگر اب سلامتی چاہتے ہو تو امیر المومنین کو اپنے سر سے دور کرو اور اٹھ کھڑے ہو جاؤ اپنے سپاہیوں کے ہمراہ اور میرے ساتھ ہاتھ ملاؤ (یکجا ہو جائیں) کہ ہم نیک مقصد کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں سیستان کسی اور کے حوالے نہ ہونے دیں، اگر خدا تعالیٰ نے نصرت (کامیابی) عطا کی تو

حکومت سیستان کی افزائش (فلاح و بہبود) کریں گے اور اگر یہ تمہیں پسند نہیں ہے تو سیستان میں کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور اسی سنت پر عمل پیرا ہو جس پر اسلاف خوارج (آباؤ اجداد) چلتے رہے ہیں اسی روز عمار خارجی نے جواب بھیجا کہ جہاں تک بس چلا اس کے بعد تمہیں یا تمہارے کسی آدمی کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔ پس یعقوب لیث نے خراج ٹیکس معاف کر دیا اور انہیں وزارتیں دے دیں اور قلم دان ان کے سپرد کیے۔

متوکل کو اس کے بیٹے منتصر باللہ نے قتل کر دیا، متوکل کی خلافت پندرہ سال سے دو ماہ کم گزری اور منتصر کی اسی روز خلیفہ بنا دیا گیا وہ دن جمعرات کا تھا اور شوال کی ساتھ تاریخ اور اسکے دونوں بھائیوں عتز اور مؤید دونوں نے اس کی بیعت کی اور خلافت منتصر کو مل گئی اور اس نے اپنے دور خلافت میں کوئی خاص قابل ذکر کام نہیں کیا۔

پھر منتصر باللہ بن متوکل فوت ہوا ماہ ربیع الاول کے آخری ایام میں اور اس کا دور خلافت چھ ماہ تھا اس نے اپنی موت سے پہلے اپنے بیٹے احمد بن محمد بن جعفر کو اپنا جانشین بنا دیا تھا اور اس "مستقین باللہ" کے نام سے پکارتے تھے اور جس دن اس کا والد فوت ہوا اسی دن وہ خلافت پر بیٹھا اور مستقین نے طاہر بن عبداللہ کو خراسان سونپ دیا۔

پس جب سیستان پر یعقوب کا عمل دخل مستحکم ہوا تو اس نے عمرو کو سیستان کی حکومت دی اور عزیز بن عبداللہ مرزبان کو سپاہ سالار بنایا اور خود صالح بن نضر کی طرف بُست چلا گیا کہ صالح وہاں طاقتور ہوتا جا رہا تھا اس سے جنگ کے ارادے سے اور جمادی الآخر کے مہینے میں ان کے بیچ بے شمار جنگیں ہوئیں۔

پھر ایک رات صالح بن نضر پسپا ہو کر بُست سے بھاگ نکلا اور بُست یعقوب کیلئے چھوڑ دیا اور خود اپنے سپاہی لیکر بیابان کے راستے سیستان آ گیا اور کسی کو پتہ نہ چلا اور رات کی تاریکی میں "دروازہ آکار" سے اندر داخل ہوا لوگ یہ سمجھے کے یعقوب ہے اور بُست سے لوٹ آیا ہے عمرو کو تب پتہ جب لوگ ادھر اُدھر بکھر گئے اور رات تاریک ہو

چکی تھی اور اس سے کچھ بن نہ پڑا تو اس نے اپنے گھر کے ایک کونے میں پناہ لے لی اور صالح نے گھر کے ارد گرد محاصرہ کر لیا اور عمرو کو پناہ گاہ سے باہر نکال لایا اور اس کے بھائی عزیز بن عبداللہ اور داؤد کو بھی گرفتار کر لیا۔

دوسری صبح یعقوب اسکے پیچھے سیستان اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ گیا تو صالح دفاعی پوزیشن میں آ گیا اور اپنا محاصرہ ختم کر دیا اور یعقوب کے ساتھ جنگ شروع کی۔ ہفتہ کے دن شعبان کی پانچ تاریخ اور صالح پسپا ہو کر واپس چلا گیا یعقوب نے تمام مال و دولت اور گھوڑے وغیرہ اس کے سپاہیوں سے چھین لئے اور عمرو، عزیز اور داؤد کو آزاد کروایا اور پھر ان اسیروں کو مال و دولت دی اور رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ایک تو اسے جنگ میں فتح ہوئی اور دوسرا اسکا بھائی زندہ وسلامت مل گیا پچاس ہزار درھم خیرات کیئے۔

پھر جب یعقوب قوی تر ہوتا گیا اور فتوحات اسکے قدم چومنے لگے تو ازہر خوارجی نے اس سے دوستی کر لی۔ ازہر بن یحییٰ بن زہیر بن سلیمان بن ماہان بن کیخسرو بن اردشیر بن قباد بن خسرو پرویز ملک) پھر ازھر نے خوراجیوں کے معتبرین کو خط لکھا اور انہیں یعقوب سے بہتر تعلقات کی ترغیب دی یہاں تک کہ ہزار کی تعداد میں لوگ یعقوب کے پاس ملنے آئے اور یعقوب نے انکے بڑے معتبرین کو انعام و کرام سے نوازا اور ان سے اچھے طریقے سے پیش آیا اور کہا" کہ تم میں ہر ایک جو فوج کا بڑا ہے اسے حاکم بناؤ اور ہر ایک سوار کو فوجی افسر اور ہر پیادہ کو سوار اور ہر ایک میں جو بھی ہنر دیکھتا ہوں اسے اس سے بڑا عہدہ دینے کو دل چاہتا ہے اور آپ لوگوں کی قدر دانی کو دل کرتا ہے۔

یہ باتیں سن کر لوگ اس سے مطمئن ہو گئے اور ان میں سے کچھ سیستان میں ہی رہ گئے۔ پس ابو طیب طاہر بن عبداللہ نیشا پور میں فوت ہوا۔ ہفتہ کے دن اور ماہ رجب میں آٹھ دن باقی تھے اور مستعین باللہ نے خراسان محمد بن طاہر بن عبداللہ کو دے دیا اور حکم

نامہ بھجوادیا۔

اور خوارج کی اکثریت یعقوب کے نزدیک ہونے گی، پھر یعقوب نے عزیز اللہ بن عبداللہ کو سیستان میں اپنا نائب مقرر کیا اور دو ھزار کا لشکر بنا کر بُست کا رخ کیا۔ صالح کو پتہ چلا تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور زنبتیل کی طرف چلا گیا اور یعقوب نے اس کا مال و متاع وغیرہ اٹھایا اور سیستان واپس لوٹ آیا ہفتہ کے دن ماہ رمضان کے چھٹے روزے۔

اسدوی خارجی "دروازہ طعام" سے دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا اور جب یعقوب کو خبر ملی تو وہ اسکے مقابلے میں باہر نکلا جنگ لڑی اور اسدوی کو قتل کر دیا اور اسکے سر کو قصبے میں لا کر لٹکا دیا۔

پھر دوسرے راستے بُست کی طرف دوڑا اور عزیز بن عبداللہ کو خلیفہ مقرر کیا سیستان کا جمعرات کے دن اور ذی الحجہ کی سات تاریخ کو وہ بُست میں داخل ہوا اور دو ہزار کے لشکر کے ساتھ دروازہ میر کان سے اندر داخل ہوا اور صالح ایک بڑے لشکر کے ساتھ گیا اور کوشش کی جنگ نہ کرے اور جب وہ رُخد کے پاس پہنچا تو یعقوب نے اسے آلیا اور جنگ شروع ہوئی اور ایسی جنگ اس سے پہلے کبھی کسی نے نہ دیکھی ہو گی۔ زنبتیل صالح کی یاری و مدد کیلئے وہاں پہنچ گیا۔اور ایک بڑے لشکر کیساتھ جسمیں ہاتھی بھی کافی تعداد میں شامل تھے اور جب یعقوب کی جنگ پر گرفت ڈھیلی پڑنے لگی تو اس نے پچاس خاص جنگجو اور سرفروش لشکر میں سے چن کر نکالے اور خود ان کے ساتھ مل کر زنبتل پر حملہ کیا اور اسے مار گرایا۔ اس طرح اس کی فوج پسپا ہوگئی اور یعقوب اور اس کے ساتھیوں نے تلواریں میانوں میں ڈال لیں کہ ایک وقت میں چھ ہزار لوگ مار ڈالے اور تیس ہزار کو گرفتار کر لیا اور چار ہزار اعلیٰ نسل کے گھوڑے یعقوب کے ہاتھ لگے اور اس کے علاوہ اونٹ خچر گھوڑے، بمعہ زین ترکی النسل، درھم و دینار اور بہت کچھ اور خیرک کو جو صلاح

بن نغر کا غلام خاص تھا گرفتار کر لیا اور صالح کے سارے رفقاء یعقوب کے امان میں آ گئے۔سونے کا تخت اور سونا وافر مقدار میں اسلحہ اور مال و دولت جو زنپتیل کی تھی یعقوب کے ہاتھ لگی اور یہ سب چیزیں اور مرنے والوں کے سر کشتی میں سیستان بھجوائے اور دو سو کے لگ بھگ کشتیاں بھر گئیں اور شاہین بن روشن کو فوجی سواروں کے ساتھ صالح بن نصر کے پیچھے بھجوادیا اور اسے ڈھونڈتے ہوئے وہ بہت دور تک گئے (حدود الشتان) اور اسے ڈھونڈ نکالا اور گرفتار کر لیا،اور یعقوب کے سامنے پیش کیا اور یعقوب اسے دوسرے قیدیوں کے ساتھ سیستان لے آیا ارزنپتیل کا بھائی اور اس کے رشتہ داروں کو جو یعقوب کی امان میں آئے تھے اپنے ساتھ لے آیا اور ہاتھیوں کو وہیں چھوڑ دیا اور کہا کہ "مجھے ہاتھی کی ضرورت نہیں کہ یہ نا مبارک ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے ابرہہ کو ہاتھی کے ساتھ یاد کیا ہے(اسکا ذکر کیا ہے)

پس صالح بن حجر کو جو زنپتیل کا چچا زاد بھائی تھا اسے رُخد کی حکومت دی اور صالح بن نضر یعقوب کی قید میں فوت ہوا اور صرف سترہ دن وہ یعقوب کی قید میں سیستان میں رہا۔ ہفتے کے دن محرم کی ساتویں تاریخ کو فوت ہوا۔

اور عمار سے جنگ جانے سے پہلے اس نے خط لکھا خلف بن لیث بن فرقد بن سلیمان بن ماہان جو امیر بُست تھا کہ صالح بن حجر تک کی تمام باتیں ۔ یہاں لوٹ آیا اور پھر خلف کو اپنا نائب بنایا سیستان شہر میں اور یعقوب چلا گیا اور عمار "نیشگ "میں تھا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ آرہا تھا اور جب یعقوب "بتو" پہنچا تو صبح صادق کا قت تھا اور شاہین نے بتو سے راہ نمائی کی (راہ دکھائی) اور جب "فرا" پہنچے تو شاہین کے سپاہی جنگ کیلئے مکمل تیار تھے جبکہ عمار کا لشکر غیر مرتب اور جنگ کیلئے تیار نہ تھا اور پھر وہ پسپا ہوتے اور مرتے گئے اور اس جنگ میں عمار بھی مارا گیا اور وہ دن ہفتے کا تھا اور جمادی الآخر سے دو دن پہلے اور عمار کے سر کو شہر میں لے آئے اسے درواز طعام پر لٹکا دیا اور اس کے جسم کو

دروازہ آکار کے پاس الٹا لٹکا دیا سارے خوارج دل شکستہ ہو گئے اور 'اسفزار" کے پہاڑوں اور درہ ہندقانان کی جانب چلے گئے۔

اس درمیان بغداد میں فتنہ اٹھا معتز و مستعین کے درمیان اور مستعین نے اپنوں سے علیحدگی اختیار کر لی اور معتز کی بیعت کر لی اور سب خاص و عام بھی معتز کی بیعت میں آگئے اور اس کا نام زھیر بن جعفر تھا۔

پھر سیستان میں فراہ و جوین کے نواح سے ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور پھر یعقوب نے اس سے جنگ لڑی اور اسے گرفتار کر لیا اور اسے قتل کر کے اس کا سر قصبے میں بھجوا دیا۔

یعقوب کافی عرصہ سیستان میں رہا تو اسے خبر ملی کہ صالح بن حجر نافرمان ہو گیا اور رُخد میں بغاوت کر رہا ہے۔ یعقوب صالح سے جنگ کیلئے نکلا دن پیر ذی الحجہ سے دو دن پہلے اور سیستان میں اپنا نائب عزیز بن عبداللہ کو بنایا۔

صالح قلعہ کوہ تیز میں تھا اور اسے پتہ بھی نہ چل سکا کہ یعقوب نے قلعہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور پھر چند روز سخت جنگ ہوئی اور جب صالح کو یقین ہو گیا کہ قلعہ اس کے ہاتھوں سے نکل جائیگا تو اس نے خودکشی کر لی راسے قلعہ میں ہی دفن کر دیا گیا اور قلعہ یعقوب کے حوالے کر کے اس سے امان مانگی گئی اور صالح کو وہاں سے بُست لا کر دفن کر دیا گیا۔

یعقوب نے قلعے کو مستحکم کر لیا اور سیستان آگیا۔ ماہ جمادی الاول میں چودہ دن ابھی باقی تھے اور اس کے بعد وہ علاقہ پرسکون ہو گیا اور والشتان، زمیند اور وسرزمین بُست میں اپنے کارندے رکھوائے اور وہ چند روز سیستان میں رہا اور پھر "ھری" کا قصد کیا دن ہفتے کا تھا اور ماہ شعبان کی گیارہ تاریخ۔

"ھری" کا والی حسن بن عبداللہ بن طاہر تھا۔ یعقوب نے سیستان میں داؤد بن عبداللہ کو اپنا نائب بنایا اور ھری کیطرف چلا گیا۔ حسین ھری نے خود کو حصار میں محفوظ کر لیا

اور یعقوب وہاں چلا آیا اور کافی وقت جنگ ہوئی اور آخر میں اس نے حصار توڑ ڈالا اور حسین کو گرفتار کر لیا۔

پھر ابراہیم بن الیاس بن اسد جو خراسان کا سپاہ سالار تھا وہ یعقوب سے جنگ کیلئے پوشنگ کی جانب نکلا اور جب یہ خبر یعقوب تک پہنچی تو اس نے تمام مال و دولت اور قیدی "ھری" میں اپنے بھائی کے حوالے کیئے اور خود پشنگ چلا گیا۔ھری کے لوگوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی (کوئی قتل و غارت نہیں کی) اور وہاں کے لوگوں نے بھی اسے دل میں جگہ دی اور وہ تیزی سے پوشنگ پہنچ گیا اور ابراہیم بن الیاس سے جنگ شروع کر دی اور اس کے بہت سے سپاہی مار ڈالے اور وہ پسپا ہو کر واپس لوٹ گیا۔

ابراہیم پسپا ہو کر محمد بن طاہر کی طرف گیا اور کہا" کہ اس شخص (یعقوب) سے جنگ لڑی نہیں جا سکتی کہ ہولناک سپاہی ہے اسکے اور بے باکی سے ڈھیر کر دیتا ہے اور بے تکلف اور بے جگری سے لڑتا ہے اور ماسوائے تلوار چلانے کے اسے کچھ نہیں آتا کہ انہوں نے ماں کی پیٹ سے جنگ کرنا سیکھا ہے اور خوارج بھی اس کے ساتھ ہیں اور اس کی ہر بات کی تکمیل کرتے ہیں اور بہتری اسی میں ہے کہ اسے اپنی طرف مائل کریں تاکہ اس کے اور خوارج کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔ باہمت شخص ہے اور شاہ فنون و غازی طبع"

پس جب اس نے یہ سنا تو قاصد بھجوائے اور خطوط بھجوائے اور تحفے تحائف اور منشور سیستان و کابل و کرمان و پارس اور بہت کچھ اس کی جانب۔

اور یعقوب نے سکھ کا سانس لیا اور عثمان بن عفان کو خط لکھا اور حکم دیا کہ خطبہ میں اس کا نام پڑھا جائے عثمان نے تین جمعے اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور یعقوب وہاں رہ گیا اور بچے کچے خوارج کو مار ڈالا انکی مال و دولت ضبط کر لی۔

پھر شعراء نے یعقوب کیلئے عربی اشعار کہے۔

جب وہ شعر پڑھنے لگے تو یعقوب جو عالم (پڑھا لکھا) نہ تھا اسے سمجھ نہیں آئے۔ محمد بن وصیف وہاں موجود تھا وہ اس کا خط و کتابت کا دبیر (کاتب) تھا اور وہ ادب سے خوب واقف تھا اور اس وقت فارسی خط وکتابت نہیں تھی۔ پس یعقوب نے کہا "جو چیز مجھے سمجھ ہی نہیں آتی اسے کہنے کی ضرورت کیا ہے؟"

محمد بن وصیف نے اس کے بعد سے فارسی میں شاعری شروع کر دی اور پہلا فارسی شعر عجم میں اس نے کہا اور اس سے پہلے کسی نے نہ کہا تھا اور جب تک پارسی موجود رہے تو اس کیلئے فارسی میں اشعار پڑھتے برطریق خسروانی، اور جب عجم بکھر گئے اور عرب آگئے تو ان کے بیچ اشعار عربی میں تھی اور اسی طرح علم و معرفت عربی اشعار میں تھی اور عجم میں اس سے پہلے کوئی اسطرح کا شخص نہ آیا کہ اس کی بڑائی میں شعر پڑھے جائیں جس طرح یعقوب تھا۔ مگر حمزہ بن عبداللہ شاری بھی اس طرح ایک بڑا نام تھا اور وہ خود ایک عالم تھا اور عربی جانتا تھا اور اس کیلئے عربی میں اشعار کہے گئے اور اس کے سپاہیوں کی اکثریت عرب تھی اور جب یعقوب نے زنبتیل اور عمار خارجی کو قتل کر دیا اور ھری پر قابض ہو گیا اور سیستان و کرمان و پارس اسے دے دیا گیا تو محمد بن وصیف نے اشعار پڑھے۔

ترجمہ:

اے بڑے چھوٹے سلطانوں کے سلطان
وہ تیرے ہیں بندے۔ چاکر و غلام
لوح میں لکھا تھا کہ یہ ملک آپ کو عطا ہو
اے ابی یوسف یعقوب بن لیث بلند اقبال
رنبتیل لقام سے آیا اور ڈنڈا اس کے پاؤں میں لگا
رنبتیل کا لشکر تتر بتر ہو اور اس کی شان و شوکت ختم ہوئی

عمار کی عمر تجھے لگ گئی اور اس سے روٹھ گئی
آپکی تلوار نے دوست دشمن کے بیچ فاصلہ رکھا
ادس کی عمر آپ کے پاس آئی کے آپ نوح کی طرح جیو
دروازہ آکار پر تن اس کا اور سر (دروازہ طعام) پر لٹکا تھا

یہ نظم (قصیدہ) بہت طویل ہے ہم نے تھوڑا سے تحریر کر دیا ہے۔
بستام کرد ان خوارجیوں میں سے تھا جو صلح کیلئے یعقوب کے پاس آئے تھے جب اس نے وصیف کے طریقے کو دیکھا کہ کس طرح اشعار پڑھتا ہے تو اس نے بھی شعر کہنے شروع کر دیئے اور وہ ایک سخن دان تھا اور عمار کی باتیں اشعار میں پڑھتا ہے کہ:

عمار کی عمر نے اسلئے اس سے دوری اختیار کی
اس نے جو غلطی کی ہے اسی لئے
اس نے اپنے تن و جان پر ہیبت کی
اور اس کا وجود دنیا میں ہی درد میں مبتلا ہو گیا
مکہ کو مقدس بنایا عرب کیلئے خدا نے
آپکے دور کو عجم کیلئے مقدس کر دیا
ہر جو اس میں آئے فنا ہو گئے
اور وہ ہمیشہ کیلئے فنا ہو گئے جس نے آپکی سلطنت نہ دیکھی

اور پھر محمد بن مخلد جو (سکزی) سیستانی تھا، فاضل اور شاعر شخص تھا اس نے فارسی بولنا سیکھی اور یہ شعر پڑھے
آپ کی طرح کی اولاد حوّاؑ نے اور آدمؑ نے پیدا نہ کی

شیر جیسا جذبہ آپکے دل میں اور آپ کا کردار شیروں جیسا ہے
مکہ کے پیغمبر کا معجزہ تم ہی ہو
کارکردگی میں سخاوت میں اور گفتار میں
عمار فخر کریگا روز جزا میں
کہے گا میں وہی ہوں جسے یعقوب نے قتل کیا
پس اس کے بعد ہر کسی نے فارسی میں اشعار کہنے کا گر سیکھ لیا۔
لیکن وہ نام جو لئے گئے وہ اس کے بانی تھی اور کسی کو فارسی زبان میں اشعار یاد نہ تھے ماسوائے "ابونواس" کے اپنے اشعار کے بیچ میں سخن فارسی اور طنز بھی سیکھا ہوا تھا۔

یعقوب کا کرمان و پارس و رُخد و بلخ وھری جانا

دوبار لوٹ آتے ہیں یعقوب کے سفر کی جانب جو اس نے پارس و کرمان کی جانب کیا۔

یعقوب نے عزیز بن عبداللہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور اس دن کرمان کی طرف چل پڑا جب وہ "بم" پہنچا تو اسماعیل بن موسا جو تمام خوارجیوں کا پناہ دینے والا شخص تھا کہ جو عرب سے آئے تھے نے یعقوب سے جنگ لڑی۔ یعقوب نے اسے گرفتار کرلیا اور اسکے جتنے بھی ساتھی جو جنگ میں بچ گئے تھے انہیں بھی گرفتار کرلیا۔

وہ وہاں سے کرمان گیا اور کرمان کا والی علی بن حسین بن قریش تھا۔ اس نے طوق بن مغلس کو جنگ کیلئے بھجوایا اور جب لشکر کا آمنا سامنا ہوا تو سخت لڑائی ہوئی اور "ازھر" نے طوق کو کمند (رسی / پھندا) میں جکڑ لیا اور اسے قید کرلیا اور اس کی سپاہ پسپا ہوگئی اور پھر انہوں نے امان مانگی اور انہیں امان مل گئی۔

جب علی بن حسین نے یہ سنا تو شیراز چلا گیا اور علی بن حسین نے جتنا ہو سکا لشکر جمع کیا اور (بلوچوں) کھچان کو اپنا رفیق بنایا اور شیراز کے پاس یعقوب کے سامنے نکلا اور سخت جنگ لڑی، پس سپاہ علی پسپا ہو گئے اور علی بن حسین بن قریش پکڑا گیا اور گرفتار ہو گیا ماہ جمادی الاول اور علی قریش بن شبل کا نواسہ تھا اور اسی وجہ سے اسے "قریش" کہتے ہیں۔

ان دو جنگوں میں یعقوب کے ہاتھ بہت مال و دولت آئی کہ حساب سے باہر ہے۔ پھر اس نے وہاں سے بہت سے تحائف معتز باللہ کو بھجوائے جیسے:

اعلیٰ قسم کے پھل، شکاری باز، اعلیٰ لباس، مشک کافور، اور وہ جو بادشاہوں کی شان کے مطابق ہے اور وہاں سے وہ سیستان آ گیا۔ بروز جمعرات رجب میں پانچ روز باقی تھے۔

اور معتز باللہ اسی ماہ کے اندر جس کا ذکر ہو چکا ہے میں قتل ہو گیا اور اس کے بعد خلافت معتدی باللہ کو دی گئی اور وہ محمد بن ہارون تھا۔ معتدی نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان دیا۔

جب یعقوب بڑائی اور مال و دولت کے ساتھ لوٹا اور وہ علی بن حسین بن قریز اور طوق بن ملس کو گرفتار کر کے (مکان) کے اندر لائے اور پانچ ہزار اونٹ اور ہزار خچر، کافی تعداد میں گھوڑے اور دوسرا ساز و سامان لے آیا اور سیستان کے لوگ خوش و خرم و شاد ہوئے اور سیستان میں سکون ہو گیا۔

ابو محمد عثمان بن عفان فوت ہو گیا۔ شوال کے مہینے میں وہ بڑا آدمی تھا علم و فقہ میں سیستان کا ایک نامی گرامی آدمی تھا۔

اس دوران زنبیل کا بیٹا جو قلعہ بُست میں گرفتار تھا وہاں سے فرار ہو گیا پھر اس نے بہت سے سپاہی جمع کئے رُخد گیا اور رُخد کو قبضہ کر لیا۔

جب یہ خبر یعقوب کو ملی تو اس نے حمدان بن عبداللہ کو سیستان میں اپنا نائب بنوایا۔ بروز جمعرات پانچ دن کم تھے ماہ ذی الحجہ کو روانہ ہوا۔ جب وہ رُخد کے پاس پہنچا تو زنبتیل کا بیٹا وہاں سے بھاگ کر کابل چلا گیا، یعقوب اس کی تلاش میں اس کے پیچھے گیا اور جب حسابات پہنچا تو برف باری ہوئی اور راستہ بند ہو گیا اور وہ سیستان واپس آ گیا اور راستے میں "خلج" اور "ترک" کے بہت سے لوگ قتل کئے اور ان کے مال و مویشی لے آیا بہت سے غلام و کنیز بھی لے آیا۔ سبکری انہیں غلاموں سے ایک تھا اور حسین بن عبداللہ بن طاہر یعقوب کے پاس آیا تھا اور اس بھاگ دوڑ میں (اس جنگ میں) اس کے ساتھ تھا۔

جمعہ کے دن شوال کی چودہ تاریخ کو سیستان واپس آیا، اور چند دن بعد ہری چلا گیا اور ہری حسین عبداللہ بن طاہر کو عطا کیا اور تیرہ روز رہنے کے بعد سیستان واپس لوٹ آیا۔ چند دن گزارنے کے بعد کرمان چلا گیا بروز جمعرات محرم کی 25 پچیسویں تاریخ۔

اور وہاں بغداد میں معتدی باللہ کو مار دیا گیا ماہ رجب میں معتمد علی اللہ کو اسکی جگہ خلافت پر بٹھایا گیا اس کا نام احمد بن جعفر تھا اور معتمد نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان دیار سیستان کی حکومت بھی ساتھ دے دی۔

یعقوب کرمان گیا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اور حمدان بن عبداللہ مرزبان جو خلیفہ (نائب) بنا تھا اور سپاہ سالاری فضل بن یوسف کو دی اور ابراہیم بن داؤد بمی کو نماز و خطبہ اور بیت المال دیا اور اسماعیل بن ابراہیم سے روک دیا۔ جب یعقوب کرمان پہنچا تو محمد بن واصل اس کے استقبال کو آیا اپنے سپاہیوں کیساتھ اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ تحفے تحائف اور مال و دولت وافر مقدار میں یعقوب کے پاس لائے اور یعقوب نے پارس اس کے حوالے کر دیا اور معتمد کی طرف تحفوں سمیت قاصد بھجوائے، پچاس

سونے چاندی کے بت جو وہ کابل سے لایا تھا۔ معتمد کی طرف بھجوائے کہ مکہ بھجوائے حرم مکہ کیلئے کہ لوگوں کی راہ میں فرش میں گاڑ دو کہ (لوگ اس کے اوپر سے گزریں) تا کہ کفار پر غلبہ پایا جا سکے اور وہ پارس چلا گیا بروز بدھ محرم کی چار تاریخ۔

جب بت اور تحائف معتمد تک پہنچے تو بڑا خوش ہوا اور ابو احمد موفق کہ جو معتمد کا ولی عہد بھی تھا کو قاصد بنا کر یعقوب کی جانب بھجوایا اور اسماعیل بن اسحاق قاضی اور سعید انصاری بھی اس کے ساتھ تھے اسے عہد ومنشور اور پرچم بھجوایا اور بلخ وترکمانستان پارس و کرام وسیستان وسند اس کے حوالے کر دیا۔

یعقوب انہیں دیکھ کر خوش ہوا اور انہیں تحفے تحائف دیے اور قیمتی لباس وغیرہ دیکر باعزت طریقے واپس بھجوایا اور خود سیستان لوٹ آیا۔

اور چند روز ہوئے وہ کابل کیطرف زنبتیل کے بیٹے کی تلاش میں روانہ ہا۔ بروز ہفتہ پانچ دن ربیع الاول میں باقی تھے جب وہ زابلستان پہنچا تو زنبتیل کا بیٹا "لای لامان" کے قلعے میں چلا گیا اور حصار میں پناہ لی اور یعقوب وہیں رک گیا اور جنگ شروع کر دی اسے حصار سے باہر نکال کر قید کر لیا۔

یعقوب بامیان کے راستے بلخ کی طرف گیا اور بلخ داؤد بن عباس کے پاس تھا۔ یعقوب بلخ میں داخل ہونے لگا تو داؤد بن عباس وہاں سے بھاگ نکل اور "بلخ وکھن دژ" کے لوگوں نے جنگ کیلئے آمادگی شروع کی اور یعقوب بلخ میں داخل ہوا اور پہلے ہی جھٹکے میں بلخ پر قابض ہو گیا بہت سے لوگ مارے گئے سپاہیوں کے ہاتھوں بہت قتل و غارت گری ہوئی اور محمد بن بشیر کو بلخ کی حکومت سونپی۔

وہاں سے 'ہری' آیا اور وہاں عبداللہ بن محمد بن صالح حاکم تھا جب اس نے یعقوب کا سنا تو وہاں سے فرار ہو گیا اور نیشا پور چلا گیا اور یعقوب "ھری" میں داخل ہوا اور وہاں لوگوں سے صلہ رحمی کی سارے لوگ یعقوب کے پیروکار بن گئے اس کیلئے دل و

جان نچھاور کرنے کو تیار تھے۔

عبدالرحیم ارجی جو کوہ کروخ کی جانب سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور خود کو امیر المومنین کہلوانا" شروع کر دیا اور اپنا لقب رکھا" متوکل علی اللہ "اور دس ہزار جوان اپنے ارد گرد جمع کر لئے جو خوارج تھے اور "ھری وافزار پہاڑ" اور خراسان کے نواح پر قبضہ کر لیا اور آس پاس حملے شروع کر دیئے، خراسان کے سپاہ سالار اور معتبرین اس سے عاجز آچکے تھے یعقوب نے اس کا قصد کیا وہ ایک پہاڑ پر چلا گیا اور سخت برفباری ہوئی، یعقوب اس برفباری میں بھی نہ پلٹا، اس سردی میں بھی اس سے جنگ لڑی یہاں تک کہ عبدالرحیم یعقوب کی پناہ میں آگیا اور امان چاہی یعقوب نے اسے امان دے دی، جب وہ یعقوب کی اطاعت میں آگیا تو اسے عہد و منشور دیا اور افزار اور بیابانوں اور کردوں کی حاکمیت اسے عطاء کی اور خود "ھری" میں رک گیا۔

ابھی ایک سال کا عرصہ بھی نہیں گزارا تھا کہ خواراج نے عبدالرحیم کو قتل کر دیا اور ابراہیم بن احضر کو اپنا سپاہ سالار بنا دیا ابراہیم بہت سے تحفے تحائف اور اعلیٰ گھوڑوں کے ساتھ یعقوب کے آگے پیش ہوا، اطاعت و بندگی کا اظہار کیا۔ یعقوب نے اس کے اس عمل پر اسے خوش آمدید کہا، اسے تحائف سے نوازا اور اچھے طریقے سے کہا" تو اور تیرے رفقاء دل بڑا رکھیں کہ میرے اکثر سپاہی اور معتبرین خوارج ہیں اور ان کے بیچ میں تم لوگ بیگانے نہیں، یہ جو سلوک میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے اچھا لگے تو دوسرے لوگوں کو بھی میری طرف بھجواؤ تاکہ انکی روزی کا انتظام کرسکوں اور انہیں وزارتیں دوں اور ہر جو وہ مانگیں وہ کام انہیں سونپوں۔

البتہ یہ پہاڑ اور یہ بیابان سرحدیں ہیں کہ تم دشمنوں سے محفوظ رہنے کیلئے زیادہ محتاط رہو اور دشمن پر نگاہ رکھو میں دوسری حکومت میں رکھتا ہوں (حاصل کرنا چاہتا ہوں) سارا سال یہاں رہ نہیں سکتا مجھے لوگوں کی ضروت ہے تم جیسے لوگوں کہ کہ تم میرے

ہی شہری ہو، اور تمہارے ساتھ لوگوں کی اکثریت کا تعلق بسکر سے ہے اور مجھے کسی طور بھی یہ مناسب نہیں لگتا کہ میں انہیں نقصان پہنچاؤں۔

ابراہیم خوشی خوشی واپس لوٹ گیا اور اپنے رفقاء کے ساتھ جلد ہی واپس لوٹ آیا اپنے سارے سپاہی بھی لے آیا۔یعقوب نے اس کے تمام رفقاء اور معتبرین کو انعام و کرام سے نوازا، انہیں عزت دی اور اپنے درباری لکھنے والوں کو حکم دیا کہ انکے نام دیوان خاص میں لکھیں اور ان کی شان و مرتبے میں بیس گنا اضافہ کیا اور ابراہیم کو انکا سالار بنایا، انہیں 'جیش الشرات" کا نام دیا اور یعقوب سیستان لوٹ آیا۔ اس وقت جمادی الاول میں تیرہ دن باقی تھے،اس سال برف باری بہت ہوئی اتنی کہ کھجوروں کے درختوں کی جڑیں تک خشک ہوگئیں (جل گئیں)۔

یعقوب کا خراسان جانا اور طاہریوں کو ختم کرنا

پس یعقوب چند دن سیستان میں رہا پھر خراسان جانے کا ارادہ کیا اور سیستان میں حوض بن زونک کو اپنا نائب مقرر کیا بروز ہفتہ شعبان میں ابھی گیارہ دن باقی تھے۔ یعقوب نے نیشا پور کی راہ لی اور کہا کہ میں عبداللہ بن محمد بن صالح کے پیچھے جارہا ہوں اس کو ڈھونڈنے اور عبداللہ بن محمد نیشا پور میں تھا محمد بن طاہر کے پاس۔

جب وہ نیشا پور آیا تو اپنا قاصد محمد بن طاہر کی طرف بھجوایا کہ میں تمہارے سلام کیلئے آیا ہوں"

عبداللہ بن محمد نے محمد بن طاہر سے کہا "اس کا نام سلام اور بھلائی کیلئے نہیں۔ سپاہی اکٹھے کرو تاکہ جنگ لڑیں"

محمد بن طاہر نے کہا'ہم اس سے جنگ نہیں لڑیں گے کیونکہ ہم اس قابل نہیں وہ ہم پر فتح پالے گا اور ہماری جان مصیبت میں پڑ جائیگی۔

جب عبداللہ بن محمد بن صالح نے یہ صورتحال دیکھی تو وہاں سے اٹھا اور "دامغان" کی راہ لی۔

یعقوب نیشاپور کے دروازے کے پاس آگیا تھا۔محمد بن طاہر نے اپنے تمام وزراء دربان کے ساتھ یعقوب کی خدمت میں بھجوائے، دوسرے دن خود اٹھا اور یعقوب سے ملنے گیا۔

جب وہ وہاں آیا اور چاہا کہ لوٹ جائے تو یعقوب نے عزیز بن عبداللہ کو حکم دیا کہ "ان سب کو گرفتار کرلو۔

عزیز نے سب کو پکڑ لیا اور انہیں قید کر لیا محمد بن طاہر اور اس کے تمام خاص بندوں کو۔

ان کے قید اور سختی کی وجہ یہ تھی کہ ایک دن وہ زنبیل سے جنگ کی وجہ سے بشت میں تھا اور اسے قتل کر دیا اور پھر بُست کے مفاد میں اس جگہ سے ناشناس یعقوب اور اس کا دبیر ایک ساتھ گھوم رہے تھے اور پھر وہ ایک محل (مکان) کے اندر گئے جو صالح بن نضر کا تھا اور صالح کی وفات کے چند ہی عرصے بعد ویران ہوگیا تھا دبیر نے جب گھر کی دیوار پر نگاہ دوڑائی تو وہاں دو اشعار لکھے تھے اس نے پڑھے اور سر ہلانے لگا۔

یعقوب نے اس سے پوچھا کہ "عربی میں کیا لکھا ہوا ہے"

اس نے پڑھا اور ترجمہ کیا اور اس ترجمہ یہ تھا،

زمانے نے آل برمک کو تباہ کر دیا ایک چیخ کے ذریعے/اور آل برمک اس چیخ کے سبب ٹھوڑیوں کے بل گر پڑے اور آل طاہر کے سبب وہ ایک چیخ سنیں گے/غضبناک/جو رحمٰن کی طرف سے ان پر نازل ہوگی۔

پس دبیر نے برمک کا قصہ اول سے آخر تک اسے سنا دیا اور انکی مار دھاڑ اور آزار رسانی اور فساد کا سبب بیان کیا یعنی دوسرے شعر کے معنی میں طاہر یان کی باتیں بیان

کیں۔

یعقوب نے کہا"میرے لئے یہ کسی معجزے سے کم نہیں کہ ایزد تعالیٰ مجھے اس ویرانے میں لے آیا اور مجھے یہ دو بیت سنوائے وحی پیغمبروں کیلئے ہے اور یہ ہے سبب طاہریوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا کہ ان کے مظالم سے مسلمان بچ سکیں تم ان دو اشعار کو کسی مناسب جگہ پر لکھ کر سنبھال لو اور جس روز تم سے مانگوں مجھے پیش کرنا۔

دبیر نے انہیں کاغذ پر لکھ کر سنبھال لیا۔

اس دن جب محمد بن طاہر کو گرفتار کر لیا تو یعقوب نے دبیر کو بلایا کہ "وہ اشعار جو تجھے سنبھالنے کیلئے دیئے تھے۔ لے آؤ"۔

وہ اشعار لے آیا۔

اس نے کہا" تمہیں نہیں کہا تھا کہ وہ میں ہونگا"

پس دبیر سے کہا" جاؤ اور یہ دو بیت محمد بن طاہر کو سناؤ اور کہو کیا ہوا تجھے اور تیرے حرم کو اب تو سیستان چلے گا یا پھر یہیں رہے گا اور جو تجھے پسند آئے لکھ دے تا کہ تجھے وہاں بھجوا دیں، اوراس میں کیا بھلائی ہوگی اللہ ہی جانتا ہے۔

پس یہ دوشعر طاہر کے سامنے پڑھے گئے تو وہ رو پڑا اور بولا"اب فرمان فقط خدا کا ہے اور میں اس کی بندگی کرتا ہوں اور اب اسی کے ہاتھ میں ہوں"اس نے یہ لکھا اور یعقوب کی طرف بھجوایا۔

یعقوب نے حکم دیا کہ جو کچھ اس نے لکھا ہے ھر جگہ لکھ کر لگا دو، اورر حکم دیا کہ اس اور اس کے اہل وعیال کو اور اس کے دوستوں کو اور انہیں بھی جو اس کے ساتھ ہیں انہیں سیستان لے جاؤ اور انہیں وہاں ایک بڑے قید خانے میں جامع مسجد کے سامنے قید کر دیا گیا۔ پھر چلتے ہیں یعقوب کی طرف:

یعقوب نیشاپور میں ہی رک گیا پس اسے کہا گیا کہ "نیشاپور کے لوگ کہتے ہیں

کہ یعقوب امیر المومنین سے باغی ہو گیا ہے اسکی باتیں نہیں مانتا اور خارجی ہے۔

پس دربان سے کہا "جاؤ اعلان کرو کہ معتبرین و علماء وفقہا، نیشا پور اور یہاں کے رئیس ان سب کو کل یہاں جمع کرو تا کہ عہد امیر المومنین انہیں دکھا سکوں"

دربان کو حکم دیا اور یہ اعلان کروا دیا گیا۔

صبح سویرے تمام معتبرین نیشاپور جمع ہوئے اور دربار آ گئے، یعقوب نے حکم دیا اور دو ہزار غلام، تمام اسلحہ سے لیس اور جنگی لباس میں کھڑے ہو گئے ہر ایک پاس ایک ڈھال اور تلوار اور تازیانہ یا سونے کا گرز ہاتھ میں تھا، اور یہ تمام اسلحہ اس نے محمد بن طاہر کے خزانے سے حاصل کیا تھا جو نیشا پور میں تھا اور خود شاہوں کی طرح بیٹھ گیا اور غلاموں کو اپنے سامنے دوصفوں میں کھڑا کر دیا اور حکم دیا اور لوگ اندر آئے اور اسکے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ اس نے کہا بیٹھ جاؤ:

پس دربان سے کہا "وہ امیر المومنین کا عہد لے آؤ تا کہ ان کو دکھا سکوں۔

دربارن اندر آیا اس کے ہاتھ میں ایک یمنی تلوار تھی جو ایک مصری (کپڑا) کی پگڑی میں لپٹی ہوئی تھی اور اس نے اس پگڑی سے تلوار نکال لی اور لہرانے لگا۔

ان لوگوں میں سے اکثر بے ہوش ہو گئے اور ان کے اوسان خطا ہو گئے اور بولے " کیا تم ہماری جان لینے کا ارادہ رکھتے ہو"

یعقوب نے کہا" یہ تلوار میں اس وجہ سے نہیں لایا ہوں کہ کسی کی جان لوں بلکہ آپ لوگوں نے یہ شکایت کی تھی کہ یعقوب امیر المومنین کے حکم نامے کے بغیر حاکم ہے۔ تو میں یہ چاہتا تھا کہ آپ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ میرے پاس حکم نامہ ہے"

لوگوں کے بیچ چہ مگوئیاں ہونے لگیں۔

دوبارہ یعقوب بولا "امیر المومنین کو بغداد میں یہ تلوار نظر آتی ہے"۔

سب نے کہا" جی ہاں"

وہ بولا مجھے بھی اس جگہ یہ تلوار نظر آتی ہے اور عہد امیر المومنین اور میرا عہد دونوں ایک ہیں۔

پھر حکم دیا کہ ان میں جتنے طاہری ہیں انہیں گرفتار کرلو اور پھر انہیں قید کر کے کوہ ابھید بھجوادیا اور دوسروں سے کہا کہ

"میں نے انصاف دینا ختم کر دیا ہے خلق خدا پر اور اب اھل فسق و فساد کے پیچھے پڑ گیا ہوں اگر میں اسطرح نہ کرتا تو آج تک ایزد تعالیٰ مجھے فتح ونصرت اس طرح نہ دیتا، تمہیں ان چیزوں سے کوئی مطلب نہیں جو تم کر رہے ہو اس لئے باز آجاؤ ان حرکتوں سے"

یعقوب نیشاپور میں تھا کہ عبداللہ ب محمد بن صالح کی خبر ملی کہ "وہ دامغان سے گرگان گیا ہے اور حسن بن زید اس کے ساتھ مل گیا ہے وہ لشکر اکٹھا کر رہے ہیں تجھ سے جنگ کرنے کیلئے۔

یعقوب نے سپاہی اٹھائے اور نیشاپور سے گرگان گیا۔

جب یعقوب گرگان کے نزدیک پہنچا یہ دونوں طبرستان فرار ہو گئے۔ یعقوب ان کے پیچھے ان سے جنگ کرنے لئے گیا اور اپنے سپاہی ایک جگہ چھوڑ دیے اور کہا:

"تم لوگ آرام سے میرے پیچھے آؤ"

اور "ساری" میں انہیں جا لیا۔ جب انہوں نے یعقوب کو دیکھا تو بغیر کسی جنگ لڑے پسپا ہو گئے۔ حسن بن زید کوہ دیلمان میں چلا گیا۔

مرزبان طبرستان نے عبداللہ کو پکڑ لیا اور گرفتار کرلیا اور لے آیا کہ اسے یعقوب کے سامنے لے جائے۔ اس نے عزیز بن عبداللہ کو سپاہیوں کے ساتھ آتے دیکھا تو عبداللہ نے ان دو قیدیوں کو ان کے سپرد کر دیا اور خود پلٹ گیا کہ ایسا نہ کہ ہو کہ دیلمان اور حسن زید ایک ہو جائیں اور جنگ لڑنے کا ارادہ کریں، عزیز بن عبداللہ نے اس کی

بات مان لی اور عبداللہ بن محمد بن صالح کو یعقوب کے پاس لے آیا اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔

جب عبداللہ کو اس کے سامنے پیش کیا گیا عبداللہ نے یعقوب کے پیچھے اس یہ بڑی غیبت کی تھی۔ یعقوب نے حکم دیا کہ اس کا سر تن سے جدا کر دو، اور وہاں سے لوٹ کر نیشا پور آ گیا اور وہیں رک گیا۔

جب نیشا پور میں سکون ہوا تو درویش خراسان اکٹھے ہوئے اور تدبیر بنائی کہ یہ شخص دولت مند ہے اور کافی مالدار ہے اور مردوں میں مرد ہیں کہ کوئی اس مقابل نہیں آ سکتا اور ہماری بہتری اسی میں ہے کہ اس کی پناہ میں جائیں اور اس کی خدمت میں زندگی بسر کریں۔

پس مشر کب کبیر کہ جس کا نام ابراہیم بن مسلم تھا اور ابراہیم بن الیاس بن اسد و ابو بلال ارجی و ابراہیم بن ابی حوض و احمد بن عبداللہ بجستانی و عزیز بن سری یہ سب خود اور اپنے رفقاء و گروہ کے ساتھ یعقوب کے پاس گئے اور یقعوب نے انہیں نوازا اور انعام و کرام دیا اور اپنے ساتھ سیستان لے آیا۔

حکم دیا کہ عبدالرحیم خارجی (جسے مار چکے تھے) کا سر لے آؤ یعقوب قاصد اور خط بجھوائے معتمد امیر المومنین کو اور اس کے بھائی موفق کو جو ولی عہد تھا اور قاصد، خط اور عبدالرحیم خارجی کا سر بجھوایا اور خط میں محمد بن طاہر کی گرفتاری اور عبدالرحیم کا سارا واقعہ سنایا (موفق کی کنیت ''ابو احمد" تھی)۔

پس امیر المومنین کو یہ بات اچھی نہ لگی کہ محمد بن طاہر کو اسیر کیا گیا لیکن عبدالرحیم خارجی کی موت پر خوش تھا اور اس کا سر قبول کر لیا اور حکم دیا کہ عبدالرحیم خارجی کے سر کو پورے بغداد میں گھماؤ اور یہ اعلان کرو کہ "یہ اسکا سر ہے جو خلافت کا دعویٰ کرتا تھا۔ یعقوب بن لیث نے اسے مار ڈالا اس کے سر کو یہاں بجھوایا ہے"۔

اور امیر المومنین نے خط کا جواب بھی خوش اسلوبی سے دیا کوینکہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا کہ یعقوب طاقتور ہو چکا تھا، بہتری اسی میں تھی جو اسے نظر آئی (محمد بن طاہر کی قید امیر المومنین کو اچھی نہ لگی)

یعقوب محمد واصل کے ساتھ

جب قاصد واپس آئے تو یعقوب نے پارس کی طرف جانے کا ارادہ کیا بروز ہفتہ شعبان سے بارہ روز پہلے اور ازھر بن یحیٰی کو سیستان میں اپنا نائب بنایا اور علی بن حسین بن قریش اور احمد بن عباس بن ہاشم بھی یعقوب کے ساتھ تھے۔

جب یعقوب استخر پہنچا تو وہاں کا حاکم محمد بن واصل اسکے سامنے حاضر ہوا اور قلعہ اس کے حوالے کر دیا اور خزانہ، مال و اسلحہ اٹھایا اور سپاہیوں میں تقسیم کیا اور انعام و کرام دیا اور محمد بن واصل کو بھی نوازا اور بھلائی کی۔

محمد بن زیدوی جو قھستان میں یعقوب کا نائب تھا یعقوب نے اسے وہاں سے معزول کر دیا، وہ یعقوب پر سخت برھم تھا اور کرمان چلا گیا وہاں سے محمد بن واصل کے پاس گیا، اس سے راہ و رسم بڑھائی، اسے یعقوب کے خلاف اکسایا، محمد بن واصل کو دلیر بنایا اور یعقوب سے جنگ کیلئے آمادہ کیا۔

جب یعقوب نزدیک آیا تو محمد بن زیدوی نے محمد بن واصل سے کہا:

"مجھے مناسب نہیں لگ رہا کہ اس جنگ کروں کہ اس میں بہتری نہیں ہے کہ وہ طاقتور ہو چکا ہے اور ہماری حالت بگاڑ دے گا۔

محمد بن واصل یعقوب سے جنگ کیلئے نکلا اور "نوبند جان" پہنچا، وہاں سے بشیر بن احمد کو اپنا قاصد بنا کر یعقوب کے پاس بھیجا۔

یعقوب نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان جگھوں پر چھپ جاؤ جہاں سے کوئی

تمہیں دیکھ نہ سکے اور اپنے آس پاس چند غلام باقی رہنے دیے۔ پس یعقوب نے قاصد کو انعام کرام سے نوازا اور کہا:

"میں سیستان سے نکلا اور سپاہی نہیں اٹھائے صرف اس وجہ سے کہ چند دن یہاں رہونگا اور محمد بن واصل کو بھی یقین ہو جائے کہ میں دوستی کرنے اور باہم یک جان ہونے آیا ہوں۔ تا کہ ہمارے دل سے نفرتیں ختم ہو جائیں اور ہم ایک ہو جائیں کہ وہ ایرانشہر اور خراسان میں سب سے معتبر ہے اور میں بھی وہی کرونگا جو وہ کہے گا اور جان لے کہ احمد بن عبداللہ خجستانی میرے ساتھ تھا پھر میرا مخالف ہو گیا۔ لاچار مگر اب مجھے وہ سپاہی دے تا کہ میں خجستانی کو ڈھونڈ نکالوں۔ ورنہ وہ سارا خراسان تباہ کر دیگا اور جو کچھ بہتری میں نے کی ہے سب کو تہس نہس کر دیگا۔

قاصد واپس خوشی خوشی لوٹ گیا اور محمد بن واصل کو اس نے دیکھا تھا مطلع کیا اور کہا:

"اگر اس پر حملہ کرو گے تو اسے چند لمحوں میں دنیا سے نکال سکتے ہو (قتل کر سکتے ہو) اور کسی کو خبر بھی نہ ہو گی کہ کوئی یعقوب بن لیث تھا کہ اس کے سپاہی اس کے ساتھ نہیں اور چند غیر تجربہ کار غلام اس کے ہمراہ ہیں جو اسکی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔

محمد بن واصل بیٹھا اور یعقوب سے جنگ کا قصد یا ارادہ کیا اور یعقوب اس کے آگے آ گیا اور "بیضا" کے میدان میں آمنے سامنے ہوئے اور محمد واصل کو پتہ نہ تھا کہ اچانک 10 ہزار سپاہی یعقوب کے ساتھ آ ملے اور محمد بن واصل کے پاس 30 ہزار سوار تھے، اور یعقوب کے ساتھ پندرہ ہزار اور محمد واصل نے نگاہ دوڑائی تو اسکے دس ہزار سپاہی ایک ہی جگہ قتل پڑے ہوئے تھے۔ محمد بن واصل پسپا ہو گیا، وہاں سے پیٹھ دکھا کر بھاگ گیا اور یعقوب اس کے پیچھے یہاں تک کہ وہ ایک گھاٹی میں داخل ہو گیا، اس کے دس ہزار سپاہی گرفتار کر لئے گئے اور دوسرے پہاڑوں میں چلے گئے۔

یعقوب پر 'رامھر مز' واپس آ گیا اور اسماعیل بن اسحاق قاضی کو قاصد بنا کر

یعقوب کی طرف بھیجا اور عبداللہ واثق بھی یعقوب کے پاس آیا ہوا تھا اور اسے بھلائی سے پیش آیا اور اسی سال وہ فوت ہو گیا، معتمد نے ماوراء النہر کی حکومت اس سال نصر بنا حمد بن اسد بن سامان سامانی کو سونپ دی۔

ابو احمد بن موفق جو معتمد کا ولی عہد تھا، نے بغداد کے تاجروں سے کہا اور انہوں نے تاجر خراسان و حجاج کو جمع کیا اور انہیں انعام و کرام دیا اور پیغام امیر المومنین کو سنایا کہ:

"امیر المومنین نے اسماعیل بن اسحاق کے قاضی کو یعقوب بن لیث کی طرف بھجوایا ہے اپنے حکم نامے اور پرچم کے ساتھ اور عطا کیا ہے اسے خراسان و بطراستان و گرگان و پارس و کرمان وسند و ہند اور سپاہ سالاری مدینت الاسلام اور انعام و کرام اس کی طرف بھجوائیں ہیں"

"اسماعیل قاضی بھی یعقوب کے پاس یہی صورتحال لیکر گیا تھا جو موفق نے لوگوں کو بتائیں۔

یعقوب رام ہرمز میں تھا، اس نے اسماعیل کو نوازا لباس دیا اور بھلائی سے واپس بھجوادیا۔

محمد بن زید وی پارس سے خراسان آ گیا اور رو ہاں سے قھستان آیا اور پسپا ہو کر بھاگ جانے والے گروہ محمد بن واصل کے پاس جمع ہو گئے محمد بن واصل" پسپا" گیا وہاں سے سیراف گیا، یعقوب نے عزیز بن عبداللہ کو دو ہزار کے لشکر کے ساتھ اس کے پیچھے بھجوایا اور عزیز بن عبداللہ نے اسکا پیچھا کیا اس سے مال وہ دولت چھین لی، وہ پسپا ہو کر بھاگ گیا اور عزیز اسکے پیچھے ہولیا محمد بن واصل کشتیوں میں بیٹھ کر سمندر میں چلا گیا کشتیوں میں بادبان اور چپونہ تھے اور یہ کشتی مچھیروں کی تھیں۔ ساری رات کشتی سمندر میں گھومتی رہی اور صبح سویرے سیراف کے ساحل پر تھی۔

وہاں کردوں کا ایک معتبر کہ جسے راشدی کہتے تھے باہر نکلا اور محمد بن واصل کو اس حالت میں گرفتار کر لیا، اور عزیز بن عبداللہ کی جانب سوار دوڑائے اسے محمد بن واصل

کی گرفتاری کی اطلاع دی ،عزیز نے نائب بسکری کو جو خوارج کی فوج کا سپاہ سالار تھا بھجوایا کہ محمد بن واصل کو گرفتار کر کے لے آئے ،اور عزیز نے اسے خچر پر ننگے سر بٹھا کر یعقوب کی طرف بھجوایا۔

علی بن حسن بن قریش نے عرض کی وہ محمد بن واصل کو اس حالت میں دیکھنا چاہتا ہے اسے اجازت دی گئی اور اس نے یہ سب دیکھا پھر محمد بن واصل کو قید کر لیا پھر کسی کو محمد بن واصل کی طرف بھجوایا گیا کہ

"حکم دو کہ قلعہ کا دروازہ کھلواؤ"

اس نے کہا" بالکل میں تابعدار ہوں"

اس کا قلعہ مضبوط تھا اور پہاڑ کی چوٹی پر کہ اس پر قبضہ ممکن نہ تھا پس خلف بن لیث اسے قلعے کے نیچے لے گیا اور آواز لگائی اور نگاہ بان قلعہ کی چھت پر آ گیا اور نیچے دیکھنے لگا۔محمد بن واصل نے کہا قلعہ کا دروازہ کھولو۔

نگاہ بان نے تلوار اور تھوڑے انگارے وہاں سے نیچے پھینکے اور صدا لگائی کہ "محمد بن واصل کو اس تلوار سے مار ڈالو پھر اس انگاروں سے جلا ڈالو کہ میں قلعہ کا دروازہ نہیں کھولونگا۔

خلف بن لیث اسے واپس لے آیا۔

یعقوب نے اسے اشرف بن یوسف کے ہاتھ میں دے دیا اور اشرف نے اسے سزا دی یہاں تک کہ اس نے اقرار کیا کہ

ایک مخصوص لفظ ہے کہ جسے کہو تب قلعے کا دروازہ کھلے گا۔

اسے لے گئے اور پھر اس نے وہ مخصوص لفظ کہا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا گیا اور تیس دن تک ہر روز پانچ سو خچر اور پانچ سو اونٹوں پر صبح سویرے سے رات اندھیرے تک

وہاں سے درھم و دینار و قالین و قیمتی اسلحہ و ابریشم کا لباس و سونے و چاندی کے برتن نکالتے رہے اور وہاں اناج اور ریشم کے قالین چھوڑ دیئے کہ کسی نے انہیں ہاتھ تک نہ لگایا۔

پس وہاں سے یعقوب نکلا تمام مال و اسباب "بوساج" لے آیا اور وہاں سے شیراز آ گیا عمرو بن لیث (یعقوب کا بھائی) ناراض ہو گیا، یعقوب کو اس کی دی ہوئی چیزیں واپس لوٹا دیں، اپنے بیٹے محمد کو اپنے ساتھ لیا اور سیستان کی راہ لی اور یعقوب ان سے الگ ہو گیا۔

یعقوب کا جُندی شاپور جانا اور اس کی وفات

یعقوب نے محمد بن واصل کو قلعہ بھجوایا اور وہاں قید کر دیا اور "اھواز" کے راستے پر نکل پڑا، اس کا مقصد و مطلوب ابو معاذ بلال بن ازھر تھا وجندی شاھور میں داخل ہوا اور سپاہیوں کو آگے بھجوایا۔ ابو احمد دیرانی وسعید بن رجای حصاری و صالح بن وصیف یہ سب اس کے پاس آئے۔ پس ان سب کو جاسوس گردانا کہ:

"یہ مکروفریب سے یہاں آئے ہیں"

ان سب کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور سب کو قتل کر دیا گیا۔

وہ پھر وہیں رک گیا اور اپنے قاصد بھجوائے ترکستان وھند وسند و ماچین و زنگ و روم و شام و یمن، سب نے اس کا مقصد وحل جا کر بیان کیا اور خطوط و ھدیہ اور فرمان انہیں دیئے وہیں کے رہے اور پھر وہاں سے خطوط و تحائف و لباس انہیں ملے اور وہ لوٹ آئے تمام دنیا پر اس کا حکم چلنے لگا اور اسے "ملک الدنیا" یعنی دنیا کا بادشاہ کہکر پکارا جانے لگا، پھر ابو احمد موق نے یہ باتیں سنیں کہ اب حالات اس طرح ہو گئے ہیں اور دنیا جہاں کے لوگوں نے اس سے دل بستگی کر لی ہے اور وجہ یہی تھی کہ وہ عادل تھا اور جس جگہ کا بھی رخ کیا کوئی اس کے مقابل نہ آیا تو موفق نے یعقوب کی جانب خط لکھا کہ مہربانی

کرے یہاں آجائے کہ اس کا دیدار کرسکیں،

"جہاں تجھ پر نچھاور کریں تاکہ تم خود ایک جہان بن جاؤ کہ سارا جہان تیرے طابع ہو جائے اور تم ہمیں جو حکم دو ہم ویسے ہی کریں اور جان لو کہ ہم نے خطبہ تم پر ختم کر دیا ہے کہ ہم اہل بیت مصطفیٰ ﷺ میں سے ہیں اور تم اسی کے دین کو قوی کر رہے ہو، دارالکفر میں تم نے بہت سی غزوات (جنگیں) کی ہیں اور تم ہند میں داخل ہوئے اور سری لنکا تک جا پہنچے اور بحر اقصیٰ محیط اور چین و ماچین کے اندر گھسے اور ترکستان سے باہر نکلے، روم و کفار جہان ہر جگہ تمہاری تلوار کا چرچا ہے۔ تمہارا حق تمام مسلمانوں پر واجب ہوا اور ہم نے یہ حکم دیا ہے کہ تیرا خطبہ حرمین میں بھی پڑھا جائے کہ تمام عالم کی اسی میں بہتری ہے اور کسی کو اسلام میں ابوبکرؓ وعمرؓ اور خلفائے راشدین کے بعد اس طرح کے آثار خیر و عدل کے ساتھ نہیں دیکھا جو تیرے دور میں ہوا ہے۔

آج اس وقت ہم اور تمام مسلمان تیرے یار و مددگار ہیں۔ یہ جہاں سارا تیرے ہاتھ میں ایک دین کے زیر سایہ ہے وہ دین ہے دین اسلام۔ اب لوٹ آؤ۔

یعقوب گیا اور معتمد علیاللہ بغداد سے باہر نکل آیا۔ اپنے سپاہیوں کے ساتھ جب دونوں لشکر آمنے سامنے آئے (بروز جمعرات سات شوال) تو معتمد کے لشکر سے ایک گروہ نکلا اور سخت جنگ لڑی اور ابراہیم بن سیما جو معتمد کی علامات سمجھا جاتا تھا یعنی اس وقت وہ خلیفہ کا نائب تھا جب یہ سمجھ گئے کہ ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے تو یعقوب نے خود حملہ کیا اور سپاہ بغداد کے بہت سے سپاہی مارے گئے اور پسپا ہو کر پانی کی جانب بھاگے اور یعقوب کے سپاہیوں پر پانی پھینکنے لگے اور یعقوب وہاں سے لوٹ آیا اور اس دن یعقوب کی سپاہ سے یعقوب بن اسماعیل اور محمد بن کثیر اور بہت سے معتبرین مارے گئے۔

اور یعقوب وہاں سے جندی شاپور واپس آ گیا اور روم سے جنگ کا ارادہ کیا اور

ہر سال دارالاکفر غزوات کیلئے جاتا اور جب وہاں سے لوٹتا تو اسلامی حکومت مزید بڑھ چکی ہوتی اور جہاد کرتا مگر جنہیں مارنا جائز نہیں انہیں قتل نہ کرتا۔

اور پھر عمرو بن لیث جندی شاپور آ گیا اور یعقوب سے ناراضگی ختم کر کے خوش و راضی ہو گیا یعقوب نے اس کے پیچھے خط بھجوایا یعقوب عمرو کے آنے سے شادمان تھا۔

پس یعقوب وہاں بیمار ہو گیا سخت بیمار ہوا اتنا کہ جو اس نے تمام جہاں فتح کر نے کا سوچا تھا اسمیں خلل پیدا ہو گیا اور اس حالت میں عمرو نے یعقوب کا بہت خیال کیا اور اس کی تیمار داری کی یہاں تک کہ اتوار کے دن شوال سے دس روز باقی تھے اور یعقوب فوت ہو گیا۔ اس نے سترہ سال اور نو ماہ حکومت کی اور خراسان وسیستان و کابل وسندو ہندو پارس وکرمان سب اس کی ملکیت تھے اور حرمین میں اس کا خطبہ پڑھا جاتا تھا سات سال تک مسلسل دوسری جگہوں میں اسلام کے کے اندر سب نے اسکی اطاعت شروع کی اسکا حکم مانا اور دارالکفر سے ہر سال اس کیلئے تحفے تحائف بھجوائے جاتے اسے "ملک الدنیا" دنیا کا بادشاہ لکھتے اور اگر اسکی ساری تعریف لکھی جائے تو بہت سے قصے ہیں اور یہ کتاب طویل ہو جائے گی۔ البتہ اس نے جو جنگیں لڑیں ان میں سے کچھ کا ذکر کیا گیا اور اس کا عدل و انصاف اور بھلائی معروف ہے کہ اس نے دنیا کے لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا اپنے سنہری دور میں۔

حاکمیت عمرو اور بختانی سے اس کی بات

جب یعقوب فوت ہو گیا' عمرو و علی دونوں بھائی وہاں موجود تھے، سپاہیوں پر علی کا حکم اور عہد عمرو سے زیادہ تھا یعنی عمرو کی نسبت علی کے زیادہ تابعدار تھے وجہ یہ تھی کہ عمرو غصے سے سیستان چلا گیا تھا اور ابھی چند دن پہلے پہنچا تھا یعقوب کے پاس۔ اب یہ بات چل رہی تھی دو بھائیوں اور سپاہیوں کے بیچ اور اس میں دو سے تین روز گزر گئے۔ شہین

بن روشن نے (خلافت کی) انگوٹھی علی کی طرف بڑھائی اور اس نے عمرو کو دے دی۔عمرو نے قبول کر لی اور سپاہی بھی راضی ہو گئے اور پھر علی پشیمان ہوا کہ اس نے یہ کیا کیا۔

پس سارے سپاہیوں نے عمرو کی بیعت کی اور عمرو نے "معتمد " کو خط لکھا اپنی اطاعت و فرمانبرداری ظاہر کی اور "معتمد" کا قاصد عمرو کے پاس نیا عہد نامہ لیکر آیا حرمین و بغداد و پارس و کرمان و اصفہان و گرگان وطرستان و سیتان و ہند و سند و ماوراء النہراور کہا:

"اسلام و کفر سب تجھے دے دیا بس فقط اتنا کہ ہر سال ہمیں بیس ہزار درھم بھجواؤ گے"

اس قاصد کا نام احمد بن ابی اصبع تھا۔

عمرو نے اس کی شرط قبول کر لی اور عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو اپنا نائب مقرر کر کے بغداد بھجوایا اسکے ساتھ تحفے تحائف ولباس وغیرہ بھجوائے۔حرمین کی حکومت نُج بن جاخ کو دی اور خود لوٹ کر پارس آ گیا اور پھر عمرو نے سونے کے ستون اور بہت سی دولت معتمد کیطرف بھجوائی۔

معتمد کو اس کے بھائی نے جنون میں آ کر سیاہ کار کر دیا اور قید کر دیا اور خود خلافت پر قابض ہو گیا اور معتمد اسی قید کی حالت میں فوت ہو گیا۔

ابو احمد موفق نے یہ عمل عمرو سے سیکھا اور اسکی پیروی کی اور علوی نا جم بصرہ سے باہر نکلا اور موفق کے سپاہیوں نے علوی کو "اھواز" آنے سے روک دیا اور اسکے راستے بند کر دیئے اور عمرو نے موفق کو بہت سی دولت بھجوائی اس کے اور لوگوں کے دل میں اپنے لئے جگہ بنائی اور پارس کے سپاہیوں میں انعام وکرام تقسیم کیے۔

اور علی بن لیث اپنے کئے پر پشیمان تھا اور عمرو کے پیٹھ پیچھے اسکے خلاف باتیں کرنے لگا۔جب عمرو نے سنا تو علی کو قید میں ڈالدیا اور پارس کی حکومت محمد بن لیث بن روح کے حوالے کر دی،خود سیستان آ گیا احمد بن عبدالعزیز کی طرف کہ "موفق" کی

جانب مال و دولت بھیجیں اور صاعد بن مخلد کو اس کام پر مامور کر دیا۔

پس بوساج نے اجازت چاہی کہ بغداد جائے اور اسے اجازت مل گئی اور جندی شاپور تک پہنچا تھا کہ فوت ہو گیا۔ عمرو نے جب یہ سنا تو اس کے بیٹے محمد بن ابی ساج کو مکہ کی ولایت عطا کی اور عمرو سیستان آگیا بروز اتوار ماہ رجب میں تین دن باقی تھے پھر لوگ اس کے پاس تعزیت کیلئے آے اور علی بن لیث کو آزاد کر دیا، بہت مال و دولت عطا کی اور اس کا دل راضی کر لیا (اسے منا لیا)

اس درمیان ہر جگہ کی جہان کے معتبروں کو یعقوب نے حکومت (اس علاقے کی) سونپی تھی جب یعقوب فوت ہو گیا تو انہوں نے نافرمانی شروع کر دی عمرو کی اور یہی چاہتے تھے کہ اپنے اپنے علاقوں کے حاکم بن جائیں، پھر عمرو نے محمد بن حسن درھمی کو جو علی بن حسن درھمی کا بھائی تھا سیستان کا حاکم بنایا اور محمد بن حسن درھمی عمرو کا داماد تھا اس کی بیٹی فاطمہ بنت عمرو کا شوہر، عمرو نے امیر المومنین موفق کو خط لکھا اور سیستان سے خراج لینے کی خواہش ظہار کی۔ ہزار ہزار درھم اور موفق نے اجازت دے دی ہزار ہزار درھم۔ پھر عمرو خراسان کی طرف گیا بروز ہفتہ ماہ رمضان میں ابھی سات دن باقی تھے اور خراسان اپنے جاہ و جلال کے ساتھ، لشکر کے ہمراہ، لباس و اسلحہ و گھوڑے و مال و دولت کے ساتھ گیا اور محمد بن عمرو (عمرو کا بیٹا) نے اسے اسکی مال و دولت اور اسکے بھائی کی قسم دی اور عمرو نے اس دن بہت سی دولت محمد بن حسن درھمی کو دی۔

جب وہ نیشا پور پہنچا تو احمد بن عبداللہ جستانی نے اس کی بھرپور مخالفت کی اور خود محاصرہ میں چلا گیا اور عمرو شہر کے دروازے سے اندر داخل ہوا اور علی بن لیث (عمرو کا بھائی) نے پس پردہ جستانی کی طرف اپنا ایک شخص بھجوایا اور یہ پیغام دیا کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور بھائی کی مخالفت کر دی اور جب لڑائی ہوئی تو نوبت یہ آئی کہ عمرو کو پتہ نہ چلا اور وہ اس سازش سے بے خبر تھا) وہ پسپا ہو گیا بروز جمعرات ماہ زی الحجہ کی چھ تاریخ

اور نجستانی نے تمام لشکر گاہ، مال و دولت جو بھی عمرو ساتھ لایا تھا تہس نہس کر دی اور لوٹ لی اور اس طرح اس کے ہاتھ بڑی دولت آ گئی۔

عمرو "ہری" میں آ گیا اور اپنے بھائی علی بن لیث کو دوبارہ قید کر دیا اور نجستانی اسکے پیچھے ھری آ گیا اور عمرو نے ھری میں خود کو حصار میں لے لیا۔

نجستانی کو یہ علم تھا کہ 'ھری" عمرو سے حاصل نہیں کیا جا سکتا تو اس نے سیستان کی راہ لی اور گراہ کے راستے آگے بڑھا، بہت سے عام راہ چلتوں تک کو قتل کیا اور علاقوں کو تہس نہس کیا۔ ربیع الآخر کی اٹھائیس تاریخ تھی اور سیستان کے دروازے تک پہنچ گیا۔ محمد بن حسن درھمی (جو اس وقت معتبر شہر تھا) اس نے شہر کو حصار میں لے لیا۔ سیستان میں وکیل عمرو جس کا نام عبداللہ بن محمد بن میکال تھا اسکے ساتھ حسادان بن مسرور تھا انہوں نے بیت المال کے دروازے کھول دیئے اور سپاہیوں میں مال و دولت تقسیم کی اور شہر کے لوگوں کی حفاظت اور لڑنے پر مامور کر دیا اور عمرو نے "ھری" سے خفیہ طور پر مال و دولت اور لوگ بھجوائے اور نجستانی کو کچھ خبر نہ تھی اور جب اسے یہ علم ہو گیا "شہر کو فتح نہیں کر سکتا "تو اس نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ آس پاس کی آبادیوں کو نیست و نابود کر دو، جہاں تک ان سے ہوسکا علاقوں کو آبادی کو نقصان پہنچایا عام لوگ بے چارے ہو گئے اور ہر جگہ جو بھی نظر آتا اسے مار دیا جاتا۔

پس نجستانی کو خبر ملی کہ فضل بن یوسف نے نیشا پور کا قصد کیا ہے کہ اس کی ماں وہاں ہے وہ اس سے خزانہ وغیرہ چھین لے گا وہ قُھستان کے راستے چل پڑا بروز ہفتہ ربیع الآخر کی بیس تاریخ۔

اس بیچ بوطلحہ منصور بن مسلم اور محمد بن زیدی یہ دونوں "ھری" عمرو کے پاس آئے عمرو نے دونوں کو انعام و کرام سے نوازا اور جب حرم بن سیف نے یہ خبر سنی تو وہ بھی عمرو کے پاس آیا، مال و دولت پائی۔ پس عمرو نے منصور بن مسلم کو سپاہ سالار خراسان بنایا اور خود

"ھری" سے سیستان لوٹ گیا بروز ہفتہ ماہ ذیالقعدہ کی پندرہ تاریخ کو وہ شہر میں داخل ہوا۔

پس، اس نے خبر سنی کہ اس کے نائب نے جو پارس میں تھا اس نے وہ سامان جو سلطان کو عمرو کی طرف سے بھجوانا تھا نہیں بھجوائے اور حکم عدولی کی ،اس کا نام احمد بن عبدالعزیز اور وزیر صاعد بن مخلد کا اس حوالے سے خط بھی پہنچا۔

پس عمرو نے صاعد کو خط لکھا نجستانی کی باتیں اور خراسان کی تکالیف بیان کیں اور کہا:

"میں سمجھتا ہوں کہ احمد بن عبدالعزیز اور محمد بن لیثچو کہ میرے نائب ہیں وہاں نجستانی میں باہم ایک جگہ سر جوڑے بیٹھے ہیں۔

اس سال، سپاہ سالار محمد بن طولون جو مصر کا حاکم تھا مکہ آیا اور رسم یہ کہ تھی کہ عمرو کا پرچم ایام مکہ میں (حج کے دوران) منبر کی طرف رکھ دیا جاتا۔ جب اس نے محمد بن لیث کی نافرمانی کا سنا اور یہ بھی کہ اس نے مال و دولت آگے نہیں بھیجا۔ عمرو نے کہا کہ میرے جاہ جلال کی وجہ سے کہیں مکہ کے امن میں خلل نہ پڑ جائے۔ عمرو نے پارس کا ارادہ کیا۔ پس خبر آئی کہ اس کے دل میں یہ اندیشہ آ گیا تھا کہ 'پرچم مصری منگوایا گیا جو منبر کی طرف رکھا جائیگا اور اس موسم میں یعنی اب مکہ کی حاکمیت اس کی نہیں رہی، آخر بات بڑھ گئی اور جنگ چھڑ گئی، مکہ کہ لوگوں نے عمرو کی حمایت کی اور عمرو کا پرچم منبر کے پاس بلند ہوا جس طرح کہ رسم تھی ،اسی طرح ہوا۔

پس عمرو نے اپنے بیٹے محمد بن عمرو کو سیستان میں اپنا نائب بنایا اور پارس کی طرف چلا گیا محرم کی چھٹی تاریخ کو۔

بوطلحہ جو خراسان میں عمرو کا نائب تھا وہ سرخس گیا اور نجستانی سے اس نے ایک سخت جنگ لڑی اور پھر بوطلحہ پسپا ہو گیا اور سیستان لوٹ آیا پھر محمد بن حسن درھمی نے اس کے ساتھ یاری کی، اسے مال و دولت اور لوگ فراہم کئے اور عمرو کو آگاہ کیا۔ عمرو نے جواب دیا:

"دوبارہ خراسان چلے جاؤ"

نیا عہد بھجوایا۔ بوطلحہ خراسان لوٹ گیا پھر وہ مایوس ہوکر راہ تبدیل کرتے ہوئے گرگان چلا گیا۔

جب نجستانی کے قتل کے خبر سیستان پہنچی تو محمد بن عمرو بن لیث نے فضل بن یوسف کو اپنا نائب بنا کر "ھری" بجھوایا اور جب عمرو نے یہ خبر سنی تو اھل ھری کو خط بھجوایا کہ اس کی سنیں، اسکی اطاعت کریں اور فضل کو خط لکھا کہ جدو جہد اور کرم کرے۔

عمرو کی بات رافع اور بوطلحہ کے ساتھ

جب رافع سمجھ گیا کہ فضل کے ہاتھوں "ھری" میں سکون آ گیا ہے محمد بن مھتدی کو اس سے جنگ کیلئے بھجوایا، جب محمد بن مھتدی 'ھری" آیا تو اہل ھری نے فضل کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا اور دوبارہ فضل سیستان لوٹ آیا، رافع خود "مرو" گیا بوطلحہ سے لڑنے کیلئے اور کچھ دن وہاں جنگ ہوئی اور آخر میں بوطلحہ پسپا ہوگیا اور ترکستان چلا گیا اور رافع وہاں سے "ھری" آ گیا۔

چندروز "ھری" میں رہنے کے بعد اس نے کہا کہ:

"عمرو سیستان سے دور ہے تو مجھے لازماً سیستان جانا چاہیے۔ دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے" فراہ تک آ گیا اور لشکر نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا کہ یہ نہیں ہوسکتا، وہاں سے لوٹ گئے اور ایک مٹھی گھاس اکھاڑی اور "ھری" کی جانب لوٹ گیا۔

اس درمیان محمد بن عمرو کو بیٹا بنام طاہر پیدا ہوا بروز ہفتہ ماہ شعبان سے تیرہ روز پہلے۔ جب طاہر پیدا ہوا تو محمد بن عمرو نے چاہا کہ اپنے والد سے ملنے جائے پارس کی طرف اور خود اس سے ملاقات کرے، محمد بن حسن کو بلایا اور اپنا نائب بنایا اور خود پارس کی طرف چلا گیا بروز ہفتہ محرم کی تین تاریخ۔

عمرو بن لیث نے نصر بن احمد کو سپاہیوں کے سام رُم بھجوایا تا کہ وہ احمد بن لیث سے جنگ لڑے وہ گیا اس نے جنگ لڑی اور اسے گرفتار کر کے اس کی مال و دولت بھی قبضہ کر لی اور عمرو کے آگے لے آیا اور عتیق بن محمد کو ہرمز بھجوایا کہ محمد بن عبداللہ سے جنگ لڑے، وہ بھی فتح یاب ہوا اور محمد بن عبداللہ کو گرفتار کر لیا اسکی مال و دولت، سواریاں (گھوڑے) اور زیبائش و آرائش کا سامان سب کچھ عمرو کے سامنے لے آیا یہ دو سالار تھے جنہیں گرفتار کر کے لایا گیا۔ ہر ایک بیس ہزار سوار کے ساتھ بغاوت پر اتر آیا تھا دونوں یعقوب کے پہلوان تھے۔ جب یہ دونوں سالار قتل کر دیئے گئے تو پارس کا کام صحیح ہو گیا اور ان علاقوں میں سکون ہو گیا۔

پھر موفق نے نیا عہد و منشور اور پرچم عمرو کی طرف بھجوایا اور تمام اسلام و کفر کو اس کے حوالے کر دیا کہ "تمام اسکے حکم کے طابع ہے اور سب کچھ جو ھند و ترک و روم کو فتح کر سکتا ہے تو اسی کے ہیں اور خط احمد بن ابی اصبغ کو ملا کہ "ابھی تک پارس و عراقین و عرب و شام و یمن میں امن و سکون ہے اور ہمارا فرمان چل رہا ہے۔ تم خراسان لوٹ آؤ غازیوں کو کفار کی سرزمین کی طرف بھجواؤ تا کہ مزید فتوحات ہو سکیں۔

پس عمرو نے نصر بن احمد کو اپنا نائب بنایا پارس و کرمان پر اور سیستان چلا آیا اسے رافع کی خبر "ھری" ہی میں مل چکی تھی اور نصر بن احمد کو حکم دیا کہ چار ہزار درھم موفق کو بھجوائے احمد بن لیث کو اپنے ساتھ لے آیا اور بروز جمعرات جمادی الآخر کی دس تاریخ کو سیستان میں داخل ہوا۔

اور چند روز بعد بروز پیر شعبان کی دو تاریخ کو خراسان کی طرف چلا گیا خرسان کے سارے جنگجو اس کی امان میں آگئے اور اس نے اپنے بیٹے محمد عمرو کو سیستان میں اپنا نائب بنایا اور خود "ھری" کی طرف جا نکلا اور رافع نے "ھری" کو حصار میں لے لیا اور جنگ لڑی اور بلآخر رافع پسپا ہو کر چلا گیا ماہ شوال میں۔

پھر عمرو نے بلال بن ازر کو نیشا پور بھجوایا اور اپنا قاصد بنا کر اور نیشا پور کے امراء بلال کے پاس آئے اور عمرو کی اطاعت کا قول اٹھایا۔ جب محمد بن یاسین اور محمد بن اسحاق بن خزیمہ اور عقیل بن عمرو نے نیشا پور میں جہاں رافع مھدی کی خلافت تھی (حکومت تھی) جب انہون نے رافع کے پسپا ہونے کی خبر سنی تو عمرو کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔

رافع "ھری" سے "مرو" گیا اور عمرو کی جانب خط لکھا اپنے قصد کی معافی مانگی اور ندامت کا اظہار کر کے اس کی اطاعت قبول کی اور بوطلحہ تخارستان سے عمرو کی طرف جا رہا تھا راہ میں رافع سے بھی ملاقات کی دونوں ایک ہو گئے عمرو کی طرف جانے کا رادہ کیا اور دونوں 'مرو" میں رک گئے۔ بوطلحہ شہر کے اندر تھا اور رافع نے شہر کے دروازے پر جا کر ڈیرے ڈال دیئے چند روز گزر گئے بوطلحہ نے رافع پر شب خون مارا اور بہت سے رافع کے سپاہی مارے گئے رافع تنہا بچ گیا اور چاہا کہ نیشا پور چلا جائے۔

بوطلحہ "مرو" میں ہی رک گیا عمرو نے بوطلحہ کو خط لکھے اس میں نیکی اور بھلائی اور کوئی حکم نہ دیا۔ عمرو نے جمازہ کو حکم دیا کہ "میرے پیچھے آنا مرو شہر" خود حملہ کرنے مرو جا پہنچا بوطلحہ کی واقعہ کی وجہ سے۔ بوطلحہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ باہر نکلا سخت جنگ لڑی اور بوطلحہ پسپا ہوا اسکے سات ہزار سپاہ مارے گئے بوطلحہ اپنے باقی سپاہیوں کے ساتھ بیابان کی طرف چلا گیا عمرو نے اس کا پیچھا کیا اور بہت سے سپاہی گرفتار کیئے اور رات گئے تک لوٹ آیا۔

فضل بن یوسف اور بلال بن ازد عمرو کے حکم کے مطابق نیشا پور سے نکل گئے۔ رافع کو موقع مل گیا وہ نیشا پور میں داخل ہوگیا جب یہ خبر عمرو نے سنی تو مرو سے نیشاپور کی طرف نکال بوطلحہ جنگ کیلئے دوبارہ نکلا اور عمرو کے پہلے ہی حملہ میں پسپا ہو گیا یہ ماہ شوال کا پہلا دن تھا۔

عمرو چند روز نیشا پور میں رہنے کے بعد سیستان لوٹ آیا بروز جمعرات ذی الحجہ

کی 22 تاریخ کو وہ سیستان میں داخل ہوا، علوی ناجم بصرہ میں مارا گیا ماہ صفر میں اس نے چودہ سال اور چودہ دن (اسلام کے خلاف) اپنا دین بنایا، اور اس دعوت میں پانچ ہزار لوگ اور لاتعداد سپاہی اس کے ساتھ جمع ہو گئے تھے۔

ساعد بن مخلد نے دربار خلیفت میں عمرو بن لیث کے خلاف بولنا شروع کر دیا تھا اور احمد بن عبدالعزیز کو جو سپاہ سالارِ یعقوب تھا اسے پارس و کرمان دیا اسے عہد و منشور عطا کیا۔

نصر بن احمد نے جب یہ خبر سنی تو کرمان آ گیا اور عمرو کو اس بات سے آگاہ کیا۔ عمرو نے علی بن حسن درھمی کو سپاہیوں کے ساتھ نصر بن احمد کی مدد کو بھجوایا تاکہ وہ احمد بن عبدالعزیز سے جنگ لڑ سکیں۔ جب علی بن حسن درھمی وہاں پہنچا اور جنگ ہوئی۔ نصر بن احمد پسپا ہو گیا احمد بن عبدالعزیز نے اپنا کام سیدھا کر لیا خود کو محکم و مستحکم کر لیا اور اسکے بھائی بکر بن عبدالعزیز کے پیچھے پارس آیا اور شیراز میں رک گیا اور احمد بن عبدالعزیز سپاہیوں کے ساتھ ہو لیا۔

بوطلحہ عمرو کی امان میں آ گیا۔ اس وقت عمرو سیستان میں تھا جن عمرو نے یہ صورت حال دیکھی تو بوطلحہ کو خراسان کی حکومت دے دی اپنے بیٹے کی جگہ اور خراسان سارا اس کے حوالے کر دیا مگر "ھری" اور پوشنگ نہ دیا کہ جسے اس نے محدی کے حوالے کیا تھا اس طرح خود گیا اور اپنے بیٹے محمد بن عمرو کو پہلے وہاں بھجوایا۔ محرم کے پہلے دن۔

جب صاعد بن مخلد نے عمرو کے آنے کی خبر سنی، ترک بن عباس کو اسی 80 ہزار سواروں کے ساتھ عمرو سے جنگ کیلئے بھیجا اور خلق بن لیث کو عمرو سے تکلیف پہنچی تھی وہ دربار خلیفت پہنچا اور خلیفہ نے اسے عطا کیا اور لشکر کا سالار بنایا جب لشکر گئے محمد عمرو اس کے پیچھے تھا۔ خلف بن لیث کو احساس ہوا اور اسے نے سوچا کہ عمرو کے سپاہی اور اسکے بیٹے سیستان کے لوگوں کو شکست نہیں ہونی چاہیے اپنے لشکر کے سپاہ سالاروں کو بھلائی کا کہا اور عمرو کی مخالفت نہ کرنے

اوراس سے بھلائی سے پیش آنے کی تلقین کی ۔تا کہ انکے ساتھ باہم ایک ہو جائیں۔ پس انہوں نے ترک بن عباس اور امیر المومنین کی فوج جو اس کے ساتھ تھی پر شب خون مارا اور اسکے تمام سپاہی قتل کر دیئے اور مال وخزانے اور گھوڑے سب کچھ ان سے لے لیا،اورترک بن عباس پسپا ہو کر صاعد بن مخلد کی طرف چلا گیا۔ جب خلف نے یہ کام کرلیا پھر محمد بن عمر کے پاس آیا دو ہزار سوار اور ہزار پیادہ سیستانی لوگوں کے ساتھ اور عمرو کی غیبت شروع کر دی۔

اور پھر پسپا ہوا اور اسکی جان پر بن آئی اور پارس سے مدد کا طلب گار ہوا،اور اس درمیان رافع خراسان میں تھا اور بوطلحہ جو محمد بن عمرو بن لیث کا نائب تھا رافع کی طرف کا جانے کا ارادہ کیا اور جب رافع نے یہ مصیبت دیکھی تو ماروا،النہر کی سمت چلا گیا اورنصر بن احمد سے مدد طلب کی اورنصر بن احمد نے اپنے بھائی اسماعیل بن احمد کو چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ اس کی مدد کیلئے بھجوایا اور جب دولشکر ایک ہو گئے تو بوطلحہ نے سیستان کی راہ لی اور "هری" جا پہنچا اور مہدی بن حسن اس سے لڑنے کیلئے باہر نکلا۔ بوطلحہ نے اس کے ساتھ جنگ لڑی اور اسے گرفتار کر لیا پھر اسکے ساتھ صلہ رحمی کی اور اسے آزاد کر دیا (مھدی) کو اور خود سیستان آ گیا۔ عبداللہ بن محمد بن میکال اور ادان بن مسرور اس کے استقبال کیلئے شہر سے باہر آئے اور اسے شہر میں لے گئے اور اسے مال و دولت دی اور اچھے طریقے سے پیش آئے،اور عمرو کو خط بھجوایااور عمرو نے جواب لکھا اور بوطلحہ کو طلب کیا اور بوطلحہ وہاں گیا اور عمرو کے پاس جا پہنچا۔

بات عمرو کی موفق سے

اور معتغد اور صاعد کے بیچ اختلافات شروع ہو گئے اور موفق نے معتغد کو واپس بلاا اور عمرو نے دوبارہ شیراز جانے کا ارادہ کیا اور صاعد وہاں سے بھاگکر عراق چلا گیا اور عمرن ے پارسپر قبضہ کرلیا۔موفق نے عمرو کو خط لکھا کہ

"حاصل کیا ہوا مال و دولت بھجواؤ اور اپنے بیٹے کو بھی میرے پاس بھجواؤ۔ عمرو

نے سپاہی "ارجان" کی سمت بھجوادیئے اور محمد بن عمرو کو پہلے اور بوطلحہ کو اس کے پیچھے بھجوایا اور بہت سے سپاہیوں کے ساتھ ایک بہت ہی بڑے لشکر کے ساتھ، جب یہ خبر موفق تک پہنچی تو خود ڈیڑھ لاکھ کے لشکر کے ساتھ میدان میں آیا۔

جب محمد بن عمرو نے یہ خبر سنی تو واپس لوٹ آیا اور بوطلحہ اپنے بڑے لشکر کے ساتھ موفق کے ساتھ مل گیا ۔ جب عمرو نے یہ خبر سنی تو کرمان چلا گیا اور جب "راشدی" پہنچے تو وہاں سے عمرو کرمان کے بیابان چلا گیا اور جب راشدی پہنچے تو محمد بن عمرو بیمار ہوا اور وہیں وفات پائی (جمعہ کے دن جمادی الاول میں گیارہ دن باقی تھے) اور اسی ماہ یعقوب بن محمد بن عمرو کی ولادت ہو ئی۔ بدھ کی رات جمادی الاول کی بارہ تاریخ، اور عمرو سیستان لوٹ آیا بروز منگل جمادی الآخر کی دو تاریخ۔

اور موفق نے عمرو سے بھلائی اور دوستی کے خطوط لکھنے شروع کر دیئے اور صلح کی باتیں دھرائیں، اور موفق کے دل میں شام و مصر نے جگہ بنالی تھی اور جانتا تھا کہ اگر عمرو نے مخالفت کی تو وہ لوگ بھی خلاف ہو جائینگے ،اور اس نے احمد بن ابی اصبع کو اپنا قاصد بنا کر کرمان سے سیستان بھجوایا تا کہ ساری مسلمانی اس پر ختم کر دے۔ (یعنی بات یہیں ختم کر دے)

احمد بن اصبع سیستان میں داخل ہوا، بروز جمعہ صفر، اور عمرو نے اس پر شفقت کی اور اسے نوازا اور مرمان و پارس خراسان سے دس دس ہزار درھم اسے دیئے اور سیستان تو تھا اسی کا قاصد اپنے ساتھ تحفے تحائف ،عہد و پرچم لایا تھا وہ عمرو کو دیئے اور لوگوں سے حلف لیا۔

اور عمرو نے احمد بن ابی اصبع کو پانچ ہزار درھم دیئے اور اس سے بھلائی سے پیش آیا اور پھر دو ہزار درھم مزید عطاء کئے اور اس وجہ سے کہ وہ موفق کے سپاہیوں میں سے تھا اور "سکری" کو عمرو نے بغداد بھجوایا موفق کی طرف بہت سے تحفے تحائف کے ساتھ۔ ماہ ذی القدہ میں اور بغداد میں موفق نے حکم دیا کہ "ہر جگہ، ہر سواری پر، اسلحہ پر، گھروں

کے دروازوں پر، دکانوں پر عمرو کا نام لکھا جائے۔

اور عمرو نے بلال ازھر کو پارس بھجوایا اپنا نائب بنا کر اور عبدالغفار بن خلیس کو خراج لینے وہاں بھجوایا اور خود چند روز سیستان میں رہا اور بلال نے اس کی خوب خاطر مدارت کی اور یہاں تک کہ عمرو نے پارس جانے کا ارادہ کیا اور احمد بن شہفوار بن موسا کو اپنا نائب بنایا سیستان میں (جنگ ونماز وخراج و وکالت پر) اور شہفوار آزاد مرد کو اسکا شریک و مدد گار (وکالت اور مال و دولت میں) اور محمد بن عبداللہ بن میکال اور شادان بن مسرور کو وکالت سے معزول کر دیا اور یہ سب کچھ اور عمرو کی روانگی ماہ ربیع الآخر میں ہوئی۔

جب عمرو پارس پہنچا علی بن لیث جو قید میں تھا قید میں اس نے کوئی طریقہ کیا اور خود کو آزاد کیا ماہ رمضان میں اور وہاں ایک لشکر اکٹھا کیا اور سیستان پر حملے کیلئے آیا۔ احمد بن شہفور اور ازھر بن یحیا دونوں سپاہیوں کے ساتھ اس سے لڑنے باہر نکلے جب اس نے صورتحال دیکھی تو جنگ نے لڑی اور خراسان کی راہ لی اور رافع چلا گیا۔ عمرو کی مخالفت میں۔

اور جب یہ خبر موفق تک پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ بغداد میں ہر جگہ سے عمرو کے نام مٹا دیئے جائیں اندر ماہ شوال

عمرو کو پتہ نہ تھا ان سب باتوں کا، اس نے تحفے تحائف موفق کی جانب بھجوائے اور موفق سپاہیوں سمیت احمد بن عبدالعزیز کو ڈھانڈنے نکلا تھا اور موسای مفلحی کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ پارس بھجوایا۔

جب عمرو کو اس بات کا علم ہوا وہ کرمان آ گیا اور منصور بن نصر طبری بہت بڑے لشکر کے ساتھ سیستان کے پاس عمرو کی طرف آیا، پھر وہاں سے عمر کے ساتھ پارس چلا گیا اور جب استخر کے پاس پہنچے تو موسا یہ مفلحی کے سپاہیوں نے حملہ کر دیا، جنگ چھڑ گئی عمرو نے انکے لشکر سے کافی لوگ مار ڈالے اور گرفتار کر لئے، موسای مفلحی پسپا ہو کر وہاں سے

چلا گیا بروز اتوار(۳) ذی الحجہ سے چودہ روز باقی تھے عمرو اسکا پیچھا کر تے ہوئے بیضا تک جا پہنچا، چار ہزار لوگ " گروہ مفلحیان" سے گرفتار کر لئے اور ان سب کو سیستان بھجوا دیا اور جب انہیں سیستان لایا گیا تو سب کو قید خانوں میں بھجوایا دیا گیا اور انہیں "مفلحیان" کا نا دیا گیا اور عمرو شیراز میں کامیاب و کامران لوٹا محرم کے وسط میں۔

ولی عہد موفق جس کا نام ابوالعباس تھا اور لقب "معتضد باللہ"اس کی بیعت کر لی گئی اور نیا خلیفہ بنایا گیا، عمرو کو جب یہ پتہ چلا کہ اس کا نام مٹا دیا گیا ہے پرچم سے تو اس نے بھی موفق کا نام خطبے سے نکال دیا۔

احمد بن عبدالعزیز نے موفق سے اجازت چاہی کہ عمرو سے جنگ کیلئے جائے تو اسے اجازت مل گئی وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ آراستہ یہاں آ گیا۔ جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو ایک دوسرے کو دیکھ کر پریشان ہو گئے اور جنگ نہ لڑی اور بغیر جنگ کے احمد بن عبدالعزیز پسپا ہو گیا اور لوٹ گیا۔

اور عمرو نے اس کا پیچھا کیا اور بیضا میں انہیں جا لیا اور اس کے بہت سے سپاہی گرفتار کر لئے اور ان کے لباس و اسلحہ وغیرہ بلال بن ازھر کو پارس میں بھجوا دیئے اور خود اھواز چلا گیا اور منصور بن نصر بری کو شتر بھجوایا۔ وصیف خادم موفق عمرو کی امان میں آ گیا اپنے لشکر سمیت اور عمرو نے اھواز می سپاہی ادھر ادھر پھیلا دیئے۔

ان دنوں وزیر بغداد اسماعیل بن بلبل تھا اور موفق وہاں موجود نہ تھا جزیرہ گیا ہوا تھا اسماعیل نے عمرو کو خط لکھا اور بڑی نرمی سے اور بہت سے وعدے کئے کہ "یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہے اور اسلام اور تجھ میں کوئی مخالفت نہیں مگر حق حکم ماننا اور خاندان مصطفےٰ ﷺ کا خیال رکھنا ہے اور اسی میں دین کی بھلائی ہے اسی لئے تمہیں یہ خط لکھا خواہشات نفس سے لوٹ آؤ اور "اھواز" سے واپس چلے جاؤ۔

عمرو واپس آ گیا

جب موفق بغداد آیا اور اسے یہ خبر ملی کہ عمرو نے احمد بن عبدالعزیز کے ساتھ کیا کیا ہے اھواز میں اور اس کا مال و دولت کو قبضہ کر لیا۔ پس واپس حملے کیلئے پلٹا اور ارادہ کیا کہ خود شیراز بھی آئے ابھی اسی سوچ میں تھا کہ سخت بیمار ہوا اور فوت ہو گیا بروز جمعرات صفر کی آٹھ تاریخ اور بو العباس معتضد باللہ بن ابی احمد موفق باللہ کو حکومت دے دی گئی۔

عمرو کی رافع سے جنگ دوسری بار

جس دن اس کا والد مرا معتضد زندان میں قید تھا جب وہ خلافت پر بیٹھا تو سب سے پہلا حکم یہ دیا کہ اسماعیل بن بلبل (جو کہ وزیر تھا) کو قتل کر دو اور اسے قتل کر دیا گیا کہ اسی کی تدبیر کی وجہ سے معتضد کو قیدی بنا دیا گیا تھا اور اسماعیل بن اسحاق قاضی کو اپنا قاصد بنا کر عمرو کی طرف بھجوایا اور صلح کر لی اسکے ساتھ اور عمرو کی تمام مرادیں بر آئیں اور فرمان دیا کہ اس کا نام ہر جگہ لکھا ہوا تھا دوبارہ لکھا جائے اور حرمین میں اسکا خطبہ پڑھا جانے لگا اور ایک بار پھر سے انعام و کرام سے نوازا اور بہت سے چیزیں تحفے تحائف بھجوائے اور پرچم بھجوایا اور پارس و کرامان و خراسان و زابلستان و سیستان و کابل کی حکومت عطا کی اور بغداد کا سپاہ سالار بھی بنایا اور حکم دیا کہ "رافع سے جنگ کیلئے جاؤ"

عمرو نے قبول کر لیا اور پارس لوٹ آیا اور محمد بن شہفور بن موسا کو پارس میں اپنا نائب بنایا اور خلف بن لیث بن فرقد بن سلیمان بن ماھان فوت ہوا بروز منگل ذی الحجہ کے ماہ سے سات دن باقی تھے اس روز عمرو کا پرچم ان خطوں میں عیسای نوشری لایا اور عمرو نے اسے انعام و کرام سے نوازا اور ایک لاکھ درھم دیئے۔

اور عمرو سیستان میں داخل ہوا بروز نوروز جمعرات کے دن اور محرم میں آٹھ روز

باقی تھے اس روز احمد بن ابی ربیعہ کو وزیر بنایا اور انعام و کرام دیا اور چند دن سیستان میں گزارنے کے بعد بروز پیر ربیع الاول کے وسط میں خراسان کی جانب چلا گیا اور سیستان میں احمد بن محمد بن لیث کو اپنا نائب مقرر کیا۔

جب وہ "ھری" پہنچا تو "ھری" کا حاکم وہاں سے بھاگ گیا کہ وہ رافع کی طرف سے تھا اور رافع 'ری" میں تھا اس نے عمرو کے آنے کی خبر سنی تو گرگان چلا گیا تا کہ جنگ کی تیاری کر سکے۔

عمرو نے بلال بن ازھر کو قھستان بھجوایا کہ وہ محمد بن رویدی سے جنگ لڑ سکے، محمد بن رویدی پہاڑوں کی سمت چلا گیا اور بلال نے قسھستان کو تہس نہس کر دیا، عمرو خود چل کر وہاں آیا پھر محمد روید اسکی پناہ میں آ گیا، عمرو نے اسے معاف کر دیا اور انعام و کرام سے نوازا۔

وہاں سے نیشا پور چلا گیا اور منصور بن محمد بن نصر طبری کو "مرو" بھجوایا اور یہ حکم دیا کہ "علی بن حسین مرورودی کو ڈھونڈو، جہاں کہیں بھی ہو"

پھر منصور بن محمد بن نصر نے اس کی حکم عدولی کی ۔عمرو کو اس پر غصہ آیا، اس وجہ سے اس نے وہاں خط بھیجا کہ اسے لے آئیں وہ فرار ہو گیا اور رافع کی طرف چلا گیا رافع اسکے مل جانے سے مزید طاقتور ہو گیا اور گرگان سے نیشا پور کا ارادہ کیا۔

رافع کے اگلے دستے میں محمد بن ھرثمہ (رافع کا بھائی) اور منصور بن نصر، لیث بن علی اور معدل بن علی (علی بن لیث کے بیٹے) پھر دو لشکروں جتنا بڑا لشکر بن گیا اور سخت جنگ ہوئی یہاں تک کہ رافع پسپا ہو کر گرگان چلا گیا عمرو نے "اسفراین" تک انکا پیچھا کیا اور لیچ بن معدل اور علی بن لیث کے دونوں بیٹوں کو گرفتار کر لیا اور نیشا پور لے آیا دونوں کو انعام و کرام سے نوازا، ان سے بھلائی سے پیش آیا، پھر عمرو نے کہا "اپنے باپ کی طرف جاؤ۔

انہوں نے کہانہیں ہم تیرے بندے ہیں ہم یہیں رہیں گے والدخود آئیگا۔

بلال بن ازھر کو امیر نیشا پور بنایا اور محمد بن شہفور کو "مرو" بھجوایا تا کہ وہ علی بن حسین کو ڈھونڈ لائے، علی وہاں سے فرار ہو کر بلخ پہنچا اور فریضو کا بیٹا اس سے باہم مل گیا اور وہاں جمع ہوئے بوداؤد (جو بلخ کا حاکم تھا) سے ملے وہ مرو کی طرف آیا اور امان مانگی ان کیلئے عمرو نے انہیں معاف کر دیا۔

جب عمرو نے "مرو" کا ارادہ کیا، رافع نیسا آگیا۔ عمرو نے خراسان کے سالاروں کو خط لکھ کہ "اسکی تلاش میں جاؤ"۔

جب رافع کو پتہ چلا تو اس نے سرخس کے بیابان کا رخ کیا اور عمرو اس سے جنگ لڑنے اس طرف گیا۔ رافع طوس سے باہر نکلا اور وہاں سے نیشا پور چلا گیا، خود کو حصار میں لے لیا اور عمرو بھی نیشا پور پہنچ گیا، یہ سب ماہ ربیع الآخر میں ہوا، پھر رافع نے سفید علامت اٹھائی اور سیاہ علامتیں پھینک دی اور محمد بن زید کا خطبہ شروع کر دیا (خوارجیوں سے الگ ہو گیا) اور وہ طبرستان میں تھا اور معتغد کا خطبہ شروع ہوا، عمرو کیلئے ہر طرف سے مال و زر لانے لگے اور رافع نے حملے کیلئے لشکر بھجوایا کہ مال و زر پر قبض ہو سکے (جو مختل جگہوں سے آرہا تھا) عمرو نے احمد بن سمی اور علی بن شروین کو سپاہیوں کے ساتھ بھجوایا۔ دونوں لشکر جب آمنے سامنے پہنچے اور جنگ شروع کر دی۔ رافع اپنے گروہ سے جا ملا، جب عمرو نے یہ سنا تو وہ بھی اپنے گروہ سے جا ملا اور محمد بن بشر کو باب الزاد کی طرف بھجوایا یہ بروز ہفتہ رمضان میں پانچ روز باقی تھے، عمرو نے حکم دیا اور نیشا پور کو گھیر لیا پھر وہاں سے گیا اور رافع سبزوار گیا، وہاں جنگ لڑی، بہت سے لوگ مارے گئے اور رافع بری طرح پسپا ہو گیا اور بومنصور بن مخلیس عمرو کی پناہ (امان) میں آگیا۔

عمرو رافع کے پیچھے ہولیا "راد" جا پہنچا اور وہاں سے واپس لوٹ آیا۔ اس نے

پانچ ہزار لوگ گرفتار کئے اور دوسرے پانچ ہزار اس کی امان میں آ گئے (عمرو کے پاس) سب کو نوازا، ان سے بھلائی کی اور علی بن شرو اور احمد بن سمی کو رافع کے پیچھے بھجوایا۔

رافع خورازم کے بیابانوں میں داخل ہو گیا بہت کم لوگوں کے ساتھ جب وہاں سے باہر نکلا تو اسکے غلاموں نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور ان سے جنگ ہوئی، آخر میں اس کا لباس، کپڑے وغیرہ پھاڑ ڈالے اور ترکستان چلے گئے، رافع تنہا خوارزم چلا آیا۔ بہت بے بسی کی حالت میں وہ وہاں سے اصطبل میں جا بیٹھا اور پشیمان تھا، اور جب وہاں کے لوگوں کو اس کے آنے کی خبر ہوئی تو اسے اصطبل میں ہی قتل کر دیا ماہ شوال میں اور قتل کرنے والا محمد بن عمرو خوارزمی تھا جو خروازم میں عمرو کا نائب تھا۔

عمرو اس وقت نیشاپور میں تھا اور رافع کے قتل کے بعد خراسان میں امن ہو گیا پھر عمرو نے علی بن حسن کو گرگان بھجوا دیا اور محمد بن شفہور کو "مرو" بھجوایا اور محمد بن عمرو خورازمی نیشاپور میں عمرو کے پاس آیا کیونکہ اس نے رافع کو قتل کر دیا تھا عمرو نے اسے انعام و کرام سے نوازا اور خوارزم بھجوا دیا۔

عمرو کی اسماعیل سے بات اور فرت کے حالات

عراق بن منصور بذات خود اسماعیل بن احمد کی تلاش میں خوارزم آیا ہوا تھا۔ عمرو نے علی بن شرین کے نام خط لکھا تب محمد بن عمرو خوارزم میں داخل ہو چکا تھا اور سپاہیوں سمیت وہاں سے شرق کی جانب چل پڑے اور بخارا میں داخل ہوئے سخت گرمیوں کا موسم تھا بیابان میں سفر ناممکن تھا وہ وہیں رک گئے تاکہ موسم خوشگوار ہو تو وہ جیحون جا سکیں اور پھر وہ چلے بروز جمعہ ربیع الاول کے ماہ میں۔

اسماعیل بن احمد بخارا سے نکلا اور بولا "لوٹ جاؤ اور جنگ نہ لڑیں گے"

جب یہ بات عمرو تک پہنچی تو محمد بن بشر کو سپاہیوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ

انکی مدد کیلئے بھیجا کہ اسماعیل بن احمد سے لازماً جنگ لڑنی ہے۔

وہ واپس اکٹھے ہوئے اور اسماعیل کی طرف بڑھے اور اسماعیل مرد غازی تھا اسکے تمام سپاہی بھی بہادر تھے اسی طرح ایسے لوگ تھے کہ یہ دن رات عبادت کرنے ،نماز پڑھتے اور قرآن پڑھتے اور اس نے ان سے جنگ کا ارادہ کیا اور انہوں نے سخت جنگ لڑی اور محمد بن بشر مارا گیا اور علی بن شروین ایک بڑے لشکر کے ساتھ قید ہو گیا یہ سب ماہ شوال کے آخر میں ہوا۔

جب یہ خبر عمرو تک پہنچی تو اسکو بہت دکھ ہوا کہ اس کے ہاتھوں سے اس کی اس خطے پر حاکمیت چلی ہے اور اسے شرمندگی محسوس ہونے لگی اور غیرت آنے لگی کہ اس عزت جاگ اٹھی اور معتغد کو خط لکھا کہ اور ماروا ءالنہر کو اپنے لئے مانگ اور کہا" اگر یہ مہر بانی کر دی جائے اور یہ خطہ مجھے دی دیا جائے تو میں علوی کو طبرستان سے نکال باہر کرونگا وگرنہ اس طرح نہ ہوا تو مجبوراً مجھے اسماعیل کو نکالنا پڑے گا اور یہ خط اس نے عبید اللہ بن سلیمان کے پاس بیٹھ کر لکھا۔

جب عبید اللہ نے یہ خط پڑھا اور وہ عمرو کا دوست تھا اس نے کہا' کیا ضرورت ہے اس معتبر کو اس چیز کی؟

اور مجھے پتہ ہے کہ امیر المومنین کو یہ بات اچھی نہیں لگے گی اور پھر یہ خط معتغد کو پڑھ کر سنایا گیا۔

امیر المومنین نے کافی دیر تک سر جھکانے کے بعد سر اٹھایا اور کہا' عمرو کو خط کے جواب میں لکھو وہی کچھ جو کچھ وہ چاہتا ہے اور مجھے لگتا ہے کی اس کی ہلاکت اسی میں ہے اور اسماعیل بن احمد کو لکھو کہ ہم نے تم سے ہاتھ نہیں کھینچ لئے جیسا کے پہلے کیا تھا۔ والسلام"

عبید اللہ بن سلیمان نے خط پڑھا اور عمرو سے کہا" امیر المومنین نے جیسا تم نے

چاہا ویسا ہی کیا مگر اس بات پر خوش نہ ہونا" کہ عہد نامہ اور پرچم بھجوایا ہے۔

عمرو کو جب یہ خط ملا اسی وقت اس نے سپاہی جمع کئے کہ اسماعیل سے جنگ لڑنے جائیگا اور علی بن حسن درھمی کو پہلے بھجوادیا اور خود گرجان چلا گیا اور محمد بن حمدان بن عبداللہ کو بھجوایا جو والی زابلستان تھا۔

ابھی یہیں تھا کہ خبر ملی کہ "ناسد ہندی" اور "المان ہندی" دونوں بادشاہ اکٹھے ہوئے ہیں اور غزنین آگئے ہیں اور 'بردعالی" جو عمرو کا معمور کردہ حاکم تھا اسے غزنین سے پسپا کر دیا اور اس بات سے مایوس ہوا اور بلخ جا پہنچا۔

اسماعیل بن احمد نے ماوراء النہر میں یہ اعلان کروادیا کہ "عمرو آیا کہ مرواراء النہر کو قبضہ کرے اور لوگوں کا قتل عام کرے اور مال و دولت پر قابض ہو جائے اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنالے"۔

جب یہ باتیں ہوئیں تو ماوراء النہر کے اندر جتنے بھی لوگ تھے وہ سب عمرو کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا" ماریں جائیں بہتر ہے اس سے کہ گرفتار کئے جائیں"

عمرو بلخ شہر میں تھا اور اسماعیل بلخ کے دروازے پر اور پھر دونوں کے بیچ سخت جنگ ہوئی اور کافی جنگیں ہوئیں اور پھر اسماعیل نے عمرو کے گروہ کے کافی سالاروں کو یہ کہا کہ اور خدا سے ڈرایا کہ "ہم لوگ نمازی ہے اور ہمیں مال و دولت سے کوئی مطلب نہیں اور یہ شخص طالب دنیا بھی ہے اور طالب آخرت بھی۔ اب یہ مجھ سے کیا چاہتا ہے؟

آخری دن سخت لڑائی ہوئی صبح جب شام میں ڈھلی، آگ روشن کی گی تو عمرو کا لشکر پسپا ہوگیا اور عمرو بھی اس جنگ میں شامل تھا اسے گرفتار کرلیا گیا۔ بروز منگل ماہ ربیع الاول کا آخری دن۔

اسی سال نصر بن احمد بن اسد بن سامان جو سید آل سامان میں سے تھا اور سمرقند کا تھا فوت ہوا بروز جمعہ شوال کی بارہ تاریخ۔

پھر جب عمرو گرفتار ہو گیا تو طاہر و یعقوب دونوں محمد بن عمرو بن لیث کے بیٹے سپاہ سالاروں اور لشکر سمیت پسپا ہو کر خراسان آ گئے اور خراسان کے معتبرین جمع ہوئے اورھری آ گئے وہاں سے سیستان آ گئے اور احمد بن شفھور کرمان کے راستے بُست آیا وہیں کافی عرصے تک رہا اور بلال بن ازھر پارس سے کرمان آ گیا۔ پس عمرو کے سپاہی سب جمع ہوئے اور طاہر نے احمد بن شفھور کو وزارت دی اور حکم بادشاہی بھی اس کے حوالے کی، اس دن جب طاہر کی بیعت کی گئی تو قلعہ میں الگ سے چھتیس ہزار درھم موجود تھے اور دینار و جواہر سے خزانہ بھر پڑا تھا، قلعہ اسپھبد اور دوسرے قلعوں میں ہر جگہ خزانہ اور مال و دولت تھی اور لباس و اسلحہ و گھوڑے تو شمار سے باہر نکلے، محل دس ہزار غلاموں سے آرائش کے سامان، ظروف و قالین وغیرہ سے سجا ہوا تھا اور بروز منگل جمادی الاول میں تیرہ روز باقی تھے کہ سیستان میں داخل ہوا۔

احمد بن شہفور نے معتضد اور عبیداللہ بن سلیمان کو اس بات سے آگاہ کیا کہ عمرو قید ہو گیا اور سپاہیوں نے طاہر کی بیعت کر لی ہے۔

سبکری طاہر تمام سپاہیوں پر مسلط ہو چکا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ احمد بن شفھور وزیر ہو، اور اس نے جو خط لکھا تھا، اسے چھپا دیا اور لیث بن علی بن لیچ سیستان میں چھپا بیٹھا تھا اور سبکری نے اس سے گھٹ جوڑ کر لی تھی اور سپاہ سالاروں کو لیث بن علی سے ملوایا اور سپاہیوں کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا۔ ایک گروہ نے کہا "طاہر ہی ہونا چاہیے 'دوسرے گروہ نے کہا" نہیں لیث ہونا چاہیے کہ وہ وہی دراصل وارث یعقوب ہے (اس نے اسکی وصیت کی تھی)۔

پھر عمرو کا خط بدست یوسف بن یعقوب نقیب سمرقند سے ملا کہ میرے رہائی کی قیمت بیس ہزار درھم رکھی گئی ہے، اور پھر مجھے آزاد کر دیں گے اور یہ مال امیر المومنین کے پاس بھجواؤ۔

اسماعیل نے عمرو کو نصر بن احمد کے محل میں سمرقند میں رکھا ہوا تھا۔ جب خط

یہاں پہنچا تو انہیں خوشی نہ ہوئی کہ عمرو کو آزاد کر دیا جائے، اسی طرح کئی دن گزر گئے، پھر عمرو کا ایک دوسر خط انہیں ملا کہ "وہ جو کہا تھا کہ بیس ہزار دینار اب سودا دس ہزار دینار میں طے ہو گیا اور وہ مجھے آزاد کر دیں گے اور اسے بھجواؤ کہ اس طرح کوئی خطرہ نہیں"۔

جب یہ خط پہنچا تو محمد بن عمرو کے بیٹوں طاہر اور یعقوب کو فوج کے سالاروں نے کہا کہ "تم لوگ جانتے ہو اس بیچ کیا گزری؟ اس دن جنگ صحیح طور پر نہ لڑی جس دن عمرو گرفتار ہوا، وہ اکیلا لڑا ہم نہ لڑے اور اسے غارت کر کے ہم وہاں سے آ گئے ہم میں سے ہر ایک خراسان اور دوسری جگہوں پر گیا اور تیری بیعت کر وائی۔ طاہر کی بیعت ہو گئی تو نے ہمیں بہت مال و دولت عطا کی ہے، بہت سے جگہ تو نے جواں مردی دکھائی ہے اب ہم کسی بھی صورت تمہیں یہ مشورہ نہیں دینگے کہ اسے آزاد کرواؤ، جب وہ باہر آ گیا تو نہ تم رہو گے اور نہ ہم...... اگر آپ خود اس بات پر راضی ہیں (عمرو کی آزادی پر) تو ہم جو چاہتے ہیں وہ کبھی نہ کر سکیں گے۔

جو یہ باتیں ہوئیں تو طاہر نے سبکری کو سیستان میں اپنا نائب بنایا اور خود شب و روز عیاشیوں میں مشغول رہا، حکومت کے کام سُبکری نے سنبھال لئے اور عہد و پیا بھی اس کے ہاتھ میں آ گئے پھر سبکری نے شہفو کہ بیٹوں کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا احمد و محمد دونوں کو اور عبداللہ بن محمد بن میکال کی سب سے پہلی خواہش اور آرزو وزارت حاصل کرنا تھا۔

ایک سبب یہ تھا کہ احمد بن شہفو رُبُست میں بیٹھا ہوا تھا اور احمد نے اسکی طرف پیغام بھجوایا کہ "یہاں آ جاؤ کہ پھر میں وزارت کروں اور تم سپاہ سالار بن جاؤ"۔

محمد نے جواب بھیجا کہ عقل اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم اس طرح ایک وقت میں باہم اکٹھے نہیں ہو سکتے اب بہتری اسی میں ہے کہ میں یہاں بُست میں رہوں اور تم سیستان میں رہو تا کہ جو کچھ خود ہی مل جائے کہ یہ دولت غیر پائیدار ہے"

آخر احمد سے رہا نہ گیا اور طاہر سے گزارش کی اور اس نے محمد بن شہفو رکو خط لکھا

کہ سیستان آئے اور وہ سیستان آگیا طاہر نے اسے انعام و کرام سے نوازا،اسے سپاہ سالار بننے کی پیش کش کی جواس نے قبول نہ کی۔

پھر انہوں نے ایک تدبیر کی کہ سبکری کو رُخد بھجوائیں اور اسے دربار سے دور کریں اور اسے عہدواپس لے لیں،اسے رُخد و کابل وزمین ہندوستان دی اور انعامات دیئے مگر وہ نہیں گیا اور ہر روز کوئی نہ کوئی بہانہ بنالیا۔

احمد بن شہفور نے سپاہیوں پر سختی شروع کر دی اور بخشش بھی کم کر دی اور اسکی ہلاکت کا سبب یہی باتیں بنیں، سپاہیوں نے آخر میں یہ ترکیب بنائی اور پھر کہا کہ:

"جب تک محمد بن حمدان بن عبداللہ یہاں موجود ہے انہیں قتل نہیں کیا جاسکتا۔

پھر زمین اور بُست محمد بن حمدان کو دے دیئے گئے اور اسے عہد نامہ عطا کیا گیا۔ پھر محمد بن حمدان بن عبداللہ نے اپنے سپاہی جمع کئے اور درگاہ آگیا۔ (طاہر کے دربار میں) اور انہیں طاہر نے انعام وکرام سے نوازا اور قسم دی کہ کوئی بہانہ نہ بنانا۔

دوسرے دن، طاہر شہر سے باہر ایک عمارت کی چھت پر کھڑا تھا اور سپاہی وہاں سامنے میدان میں جمع تھے۔ دروازہ یعقوبی کے پاس پھر درہم لائے گئے چھت سے لشکر پر پھینکے گئے اور انہوں نے چننا شروع کر دیئے اور اس معنی سے کہ وہ چاہتا تھا کہ

"اگر چہ تمہارے (سپاہیوں کے) نام احمد بن شہفور کی کتاب سے نکال بھی دیئے جائیں تو غم نہ کرنا کہ تمہیں درہم مجھ سے ملتے رہیں گے"۔

انہوں نے درہم اٹھائے اور لوٹ آئے۔

دوسرے دن محمد بن حمدان سلام کیلئے حاضر ہوا اور لوٹنے لگا کہ واپس جائے۔ دربان کے ساتھ ایک خادم نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اپنے کمرے میں لے گیا کہ

"امیر کا پیغام سنو، جانے سے پہلے یہ کام تو کرتے جاؤ"

جب وہ حجرہ کے اندر داخل ہوا تو دوسرے بھی اس کے پیچھے گیا اور اسے قتل کر دیا۔

محمد و محمود دونوں شہفور کے بیٹے طاہر کے پاس تھے۔ انہیں اس بات کی خبر نہ ہوئی، جب سپاہیوں کو پتہ چلا کہ محمد بن حمدان قتل ہوگیا ہے تو وہ ان دونوں کا انتظار کرنے لگے۔ جب دونوں باہر نکلے تو سپاہی اٹھ کھڑے ہوئے اور تلواریں نکال لیں،ان کے ہاتھ سے انگھوٹھی نکال لی،ان دونوں کو گرفتار کرلیا اور انکے گھروں کو لوٹ لیا اور انہیں قید کر کے قلعہ بھجوادیا۔

یہ تدبیر سبکری کی تھی اور سیما الحیانی کو ان پر معمور کر دیا، سیما نے محمد بن شہفور کو اپنے مطلب کیلئے قتل کر دیا اور اسکا تمام مال وملکیت قبضہ کرلیا۔

عبداللہ بن محمد بن میکال کی وزارت مستحکم ہوگئی، اس کا کام چلنے لگا یہ سب کچھ سبکری نے کیا اور سپاہیوں کو انعام و کروام سے نوازا۔

پھر طاہر یعقوب نے حفص بن عمر الغرا کو عمرو کی طرف بھجوایا کہ تم یہ عذر پیش کرو کہ کیوں مال نہ بھجوا سکے وجہ یہ تھی کہ احمد اور محمد شہفور کے بیٹے اور محمد بن احمدان خزانے پر قابض تھے، ان کی وجہ سے حکومت میں فساد ہوا،خزانے کے بارے میں کچھ نہ کہتے یہ تو ہم نے کوشش کی اوران سے دولت چھین لی اب اس بات کی کوشش کی کہ جتنا مانگا ہے اتنا بھجوادیا جائے (صرف کوشش کر رہے ہیں) پھر محمد بن وصیف سکزی (سیستانی) اشعار بھجوائے یہ اشعار جو درج ذیل ہیں، جب عمرو نے یہ اشعار پڑھے تو ناامید ہوگیا اور اسکا دل اس دنیا سے اٹھ گیا وہ اشعار یہ تھے۔

میری تمام کوشش رب کی بخشش سے ہے
تقدیر کا مسئلہ ہے تیرا قصور نہیں
نادار بندے (ناتواں) کی کیا حیثیت ہے
شروع کی مخلوق کیا ہے؟ زوال
یہ دنیا کہ شروع و آخر ایک ہے

حفص نے اسے تمام حالات بتائے جو ماضی قریب میں گزرے تھے۔
اسی طرح کچھ وقت گزرا تو معتغد کا خط اسماعیل بن احمد کو ملا کہ
"عمرو کو بھجواؤ"
اسکے پاس اور کائی چارا نہ تھا سوائے اسکے کہ عمرو کو بھجوائے اور عمرو سے کہا کہ
"میں نہیں چاہتا کہ تمہاری حکومت کا زوال میرے ہاتھوں ہو۔اب مجھے(معتغد) کا حکم ماننا پڑیگا اور تجھے سیستان کے راستے بھجواہا ہوں تیں سواروں کے ساتھ کوشش کرو تا کہ کوئی آئے اور تمہیں آزاد کروا کر لے جائے تا کہ میرے پاس کوئی بہانہ بھی رہ جائے اور کوئی نقصان بھی نہ ہو۔
پھر اسے شناسہ خادموں کے ساتھ بجھوایا وہ آیا اور تیں دن شہر میں رہا اور خراسان وسیستان میں سے کسی نے بھی یہ نہ کہا کہ یہ عمرو ہے۔آخر شناسہ خادموں نے کہا
"اے امیر! اس سارے عالم میں تیرا کوئی طلبگار نہیں؟
"بولا اے استاد! میں بادشاہوں کے اوپر استاد کی طرح تھا جس طرح بچوں کے سر پر استاد ہوتا ہے اور جب استاد کے ہاتھوں سے بچوں کو رہائی مل جائے تو وہ کب چاہیں گے پرانی جگہ پر لوٹنا"
پس اسے بغداد لے گئے اور عمرو مُعتَغد کیلئے تحفے میں دو کوہان والا اونٹ بھجوا چکا تھا چند بڑے مادہ ہاتھی۔عمرو کو اس دن اونٹ پر شہر میں لایا گیا بغداد میں۔
پھر مُعتَغد نے اسے اپنے پاس بلایا اراس سے بھلائی کی امید کی اور اسے انعام و کرام سے نوازا اور یہ ارادہ کیا کہ اسے معاف کر دے اور کہا کہ یہ مرد اسلام میں ایک بڑا مقام رکھتا ہے کسی نے کفار یہ سرزمین پر اتنی فتوحات نہیں کیں جتینی اس نے اور خراسان و سیستان دونوں سرحدیں ہیں اور اسی نے انھیں سنبھالا ہوا ہے "
پھر کہا "اسے لاؤ تا کہ اسے دیکھ سکوں"

اور عمرو کو دیکھ کر ناخوش ہوا

اور "بدر کبیر" کو عمرو سے عداوت تھی اس نے مُعتَضد سے کہا"اسے لازماً قتل کر دو کہ اسے سارے جہان کی حکومت کا تمنا ہے اور یہ مناسب نہیں کہ جہان میں تیری برابری کوئی کرے"

بدر کی تدبیر پر حکم دیا اور عمرو کو قتل کر دیا گیا، اسی وقت پھر جب عمرو مارا گیا تو مُعتَضد پشیمان ہوا اور حکم دیا کہ بدر کو بھی قتل کر دیا جائے اور خود بھی فوت ہوا اس کا نام ابا العباس مُعتَضد باللہ تھا اور روز وفات بدھ جمادی الآخر کی پانچ تاریخ۔

سیرت یعقوب وعمرو

اول: اس کی توکل یعنی یعقوب کی توکل پر بات کرتے ہیں:

کہ کبھی اس نے کسی کے مشورے سے کوئی بڑا کام نہیں کیا' صرف یہ کہا کہ "توکل باری تعالیٰ پر ہے جہاں چاہے لے جائے"

عبادت کے حوالے سے شب و روز ایک سو ستر رکعت نماز ادا کرتا فرض وسنت دونوں۔

اور صدقہ کے حوالے سے ہر روز ہزار دینار دیتا۔

جوانمردی کے حوالے سے: ہر گز خیرات وصدقہ ہزار دینار یا سو دینار سے کم نہیں دیا اور دس، بیس، پچاس وسوھزار دینار و درھم بہت سے خیرات کئے اور پانچ لاکھ دینار عبداللہ بن زیاد کو دیئے تا کہ وہ اسکے قریب آجائے۔

باب حیاء و اخلاق میں: حیا اس کا زیور تھا کہ بے حیائی سے بچنے کیلئے کسی کہ طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا نہ کسی عورت اور نہ کسی غلام کے چہرے ولباس وغیرہ کو۔

ایک رات چاندنی رات میں یعقوب کی نگاہ غلام پر پڑی شہوت اس پر غالب

آ گئی پھر کہا:

"یہ کیا؟ توبہ کرتا ہوں اور غلاموں کو آزاد کرتا ہوں" پھر سوچا کہ یہ تو رب کی نعمت ہیں، آزاد نہیں کرنا چاہیے، بلند آواز میں پڑھا "لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" اور سارے غلام جاگ گئے اور وہ لوٹ گیا۔

صبح سویرے سب محل میں غمگین بیٹھے تھے کسی کو پتہ نہیں تھا کہ کیا ہوا ہے۔ حکم دیا کہ "سبکری کو انسانوں کی منڈی لے جاؤ" (بیچ آؤ)

خادم نے سبکری سے کہا "تجھے انسانوں کی منڈی میں لے جائیں گے بادشاہ کا حکم ہے"

اس نے کہا "بادشاہ کا حکم سر آنکھوں پر مگر مجھے میرا جرم بتاؤ کہ کیا جرم ہے"

خادم بادشاہ کے پاس گیا اور یہ بتایا

اس نے کہا "نہیں بس جرم اس کا جو کچھ بھی ہے بس"

سبکری نے کہا' یہ نہ تو عقل مندی ہے اور نہ ہی انصاف کہ جو سلوک مجھ سے مالک کر رہا ہے۔ اس طرح اگر میں کسی ایسے شخص کے ہاتھ لگ جاؤں اور مجھ سے برا فعل کرے تو؟"

یعقوب سے کہا گیا تو اس نے کہا، چھوڑ دو اسے لیکن اس کی پگڑی زلفیں اس سے دور کر دو، محل کو معتبر بنا دو! میں نہیں چاہتا کہ دوبارہ میرے سامنے آئے۔

سبکری کے ساتھ اسی طرح کیا گیا اور وہ کبھی اسکے سامنے نہیں آیا اس دن تک جب امیر پارس فوت ہو گیا تو اس نے کہا "شاید یہ شغل مل جائے؟ (حکومت پارس مل جائے)۔

انہوں نے کہا "سبکری واقعی ایک عقل مند انسان ہے"

عہد رکھا گیا اور انعام و کرام و لباس اسے عطا کیا گیا۔ سبکری نے کہا کہ "غلام

جا رہا ہے۔نہیں جانتا کہ آ گیا ہو گا، اسکی داڑھی کے بالوں میں سفید یہ آ گئی تھی اس نے اجازت چاہی کہ یعقوب کا دیدار کر سکے اور پھر یعقوب اس سے ملا اور اسے نوازا گیا اور وہ لوٹ گیا۔

عدل کے حوالے سے اس طرح تھا کہ شہر سے باہر اپنے سبز محل یعقوبی کی چھت پر تنہا بیٹھتا تا کہ جسے بھی کوئی کام و مسئلہ ہو اس محل کے پاس آ جائے اور راس سے بلا جھجک اپنی بات کر ڈالے اور وہی فیصلہ کرتا جو شریعت میں جائز ہوتا۔

لیکن کبھی کبھی خود بھی مہربانی اور کرم کرنے کی جستجو میں لگ جاتا اور اسی طرح ایک اس سبز محل کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا۔ایک شخص کو دیکھا جو کسی محل میں ایک جگہ زمین پر بیٹھا تھا اور اپنا سر زانو پر رکھا ہوا تھا اس نے سوچا کہا اس مرد کو کوئی غم و پریشانی ہے،اسی وقت دربان کو بھجوایا کہ "اس مرد کو میرے پاس لے آ ؤ"

اسے لے آئے۔

بولا "اپنا حال احوال مجھے بتاؤ"

وہ بولا " آپ حکم دیں کہ یہ آپ کو اکیلا چھوڑ دیں"

اس نے حکم دیا اور لوگ چلے گئے۔

بولا "اے بادشاہ! میرا حال اس سے بھی بد تر ہے جو میں آپ کو بتانے جا رہا ہوں۔آپ کا فوج کا ایک سپہ سالار ہر رات یا ہر دوسری رات چھت پر سے میرے گھر میں میری بیٹی کیلئے داخل ہوتا ہے میری اور میری بیٹی کی مرضی کے بغیر اور میری بیٹی سے برا فعل کرتا ہے،میں اسے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

بولا "لا حول ولا قوۃ الا باللہ! کیوں مجھے نہیں کہا؟ جاؤ اپنے گھر! جب وہ آئے تو یہاں محل آ جانا۔ایک شخص تلوار اور ڈھال کے ساتھ تمہارے ساتھ بھجواؤنگا وہ تیرا بدلہ لیکر تجھے انصاف پہنچائے گا۔جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ بدکاروں سے سلوک کرو"

وہ شخص گیا اور اس رات نہیں آیا، دوسری رات آیا۔ ایک سپاہی شمشیر اور ڈھال کے ساتھ وہاں موجود تھا وہ اسکے ساتھ چل پڑا اور اسکے گھر میں داخل ہوا در پارس کے پاس کوچہ عبداللہ حفض اور اس مرد کے گھر میں وہ سالار جب داخل ہوا تو اسے کھینچ کر تلوار ماری اور اسے دو ٹکڑے کر دیا۔

کہا "چراغ جلاؤ!" چراغ جلایا گیا اور پھر کہا "پانی پلاؤ" پانی پیا پھر کہا "روٹی لاؤ" روٹی لائی گئی اور اس نے کھائی۔

باپ نے چہرہ دیکھا یعقوب تھا وہ خود آیا تھا۔

پھر اس نے اس شخص سے کہا' باللہ العظیم کہ جب تم مجھ سے یہ الفاظ کہے تو اس وقت سے میں نے نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا اور اللہ سے یہ مانگا تھا کہ اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤنگا و پیوں گا جب تک اس کام اس کے انجام تک نہ پہنچادوں "

اس شخص نے کہا "اب کیا کروں؟

وہ بولا "اٹھاؤ اسے "

اس شخص نے اسے اٹھایا اور باہر لے آیا

وہ بولا " اٹھاؤ اسے اور گندے نالے کے پاس جا کر پھینک دو"

وہ بولا " اب واپس لوٹ جاؤ" صبح سویرے حکم دیا کہ اعلان کرا دو کہ ہر کوئی جو بدکردار کی سزا دیکھنا چاہتا ہے گندے نالے پاس جا کر اس مردہ شخص کو دیکھ لے"

اسی طرح دسیوں بار اپنے دبیر کو نیشا پور سے بجھوایا کہ جاؤ اور سیستان کے حالات معلوم کرو اور آ کر مجھے بتاؤ"

جب وہ اس کے پاس جاتا تو کہتا" لوگوں سے ان کے دکھ درد کا حال احوال لیا"

وہ بولا " جی ہاں"

اس نے کہا" کسی نے بھی امیر آب سے دل تنگی یا گلہ کیا"

وہ بولا" جی نہیں"

اس نے کہا" الحمدللہ" پھر کہا" یتیم خانے گئے"؟

وہ بولا "جی ہاں گیا"

اس نے کہا" بچے تھے وہاں؟

وہ بولا'' جی نہیں''

اس نے کہا"الحمدللہ"

اس نے کہا"پرانے مینارے کی طرف گئے؟"

وہ بولا" جی ہاں"

اس نے کہا" گاؤں والے تھے وہاں؟"(دادخواہی کیلئے)

وہ بولا" نہیں"

اس نے کہا" الحمدللہ"

پھر اس شخص نے بات کا آغاز کرنا چاہا اور اجازت طلب کی اور یعقوب نے کہا" میں سمجھ گیا مزید بات کی ضرورت نہیں"

وہ شخص اٹھا اور شاہین کی طرف چل پڑا اور اسے سارا ماجرا سنایا۔

شاہین بولا" چلو چلتے ہیں"

امیر کے سامنے پیش ہوئے اور کہا" یہ مرد بہت سی خبریں لایا ہے۔ باید کہ اس سے سن لیں"

وہ بولا" اس نے سب کچھ کہا اور میں نے سن لیا کہ سیستان تین چیزوں پر مکمل ہے: عمارت والفت ومعاملت۔ تینوں سے آگاہی حاصل کر لی ہے،عمارت کی بات امیر آب ہے، میں نے پوچھا کے مظالم کے حوالے سے کسی نے گلہ کیا حاکم سے؟ جواب ملا " نہیں" میں سمجھ گیا کہ حکومت میں کوئی خلل نہیں اور الفت کہ حوالے سے وہاں یتیم خانے کا

پوچھا کہ وہ آباد تو نہیں کیونکہ بچے اسے آباد کرتے ہیں' یہ الفت کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے اور میں سمجھ گیا کہ الفت اپنی جگہ پر ہے اور تعصب نہیں (لوگ ایک دوسرے سے متنفر نہیں باہم ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے درد کو محسوس کرتے ہیں) تیسری بات حاکم و رعایا کے مابین تعلقات ہیں۔ جب رعایا پر زیادتی اور نا انصافی ہو گی تو وہ مینارہ کے پاس جمع ہو جائیں گے اور وہاں آہ و بکاہ کریں گے، جب اس طرح نہیں ہے تو میں سمجھ گیا کہ رعایا پر ظلم و نا انصافی نہیں ہو رہی، اور اس کے علاوہ کسی چیز کی کیا ضرورت ہے؟"

اور اسی طرح خادم کو دو تیر سے بھرے تھیلے دیتا اور کہتا کہ ایک صبح و ایک شام میرے پاس لے آؤ اور اس تھیلے میں تیس تیر ہوتے اور ہر صبح خادم ایک تیر لاتا تو اسے دیکھ کر کہتا کہ "تیر تو بالکل سیدھا ہے تو بھی (یعقوب) سیدھا ہو جا" اور سارا دن گزرنے کے بعد جب شام کو وہ خادم تیر لاتا تو یعقوب دیکھ کر سارے دن کے کاموں پر نظر ڈالتا اور کسی بھی ٹیڑھے (غلط ہو جانے والے) کام کو سیدھا کر دیتا، اور اس دن کے کام کو اسی دن ختم کرنے کی کوشش کرتا اور راسی طرح دن ماہ اور سال گنتا جاتا۔

اور بہت کہتا" کہ حکومت عباسیان مکروہ فریب کی بنیاد پر کھڑی ہے۔ تم نہیں دیکھتے کہ بوسلمہ اور بومسلم اور آل برامکہ اور فضل سہل ان کے ساتھ اس حکومت میں کتنی بھلائی ہوئی کیا کیا گیا" کسوٹی ہے جو ان پر اعتماد کرے؟"

اس کے علاوہ بیشتر جاسوسی کیلئے خود اپنے نگہبانوں کے ساتھ جاتا' اور کبھی بھی کسی بھی مسلمان پر تلوار نہیں نکالی اور اسے قتل نہ کیا (کسی خاص وجہ کے بغیر) اور جب جنگ کا آغاز کرتا تو کوشش کرتا کہ کسی بہانے سے جنگ ٹل جائے اور مجبوراً خدا کو گواہ بناتا اور کفار کی زمین پر کبھی جنگ نہ لڑی کہ پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی اور اگر کوئی اسلام لے آتا تو اسے اس کے مال و اولاد کو کوئی نقصان نہ پہنچاتا اور اپنی مملکت میں کہ جس کسی

کے پاس پانچ سو درھم سے کم دولت ہوتی اس سے ٹیکس نہ لیتا بلکہ اسے صدقہ دیتا۔

اور پھر عمرو نے یعقوب کے جانے کے بعد (وفات) بہت کوشش کی کہ اس کے نقش قدم پر چلے اس نے ہزار کی تعداد میں مہمان سرا بنوائے اور پانچ سو مساجد بنائیں وہ بھی بیابانوں اور میدانوں میں بھی مساجد بنائیں خیر کے کام بہت سے کیئے، بہت محنت و جدو جہد کی مگر یعقوب تک نہ پہنچ پایا۔

با ہمت تھا، اس کے پاس ایک شخص آیا، ابریشم سونے کے تار سے بنا ہوا لایا بیس من پتھر میں لپٹا ہوا۔ جب اسے ملا تو پوچھا کہ اس پر کتنا خرچہ آیا ہے۔اس نے کہا"دو ہزار دینار"

اسے بیس ہزار دینار دیئے اور کہا کہ وہ ابریشم لے آؤ جب لائے گئی تو کہا کہ اگر ایک غلام کو دونگا تو دوسروں کی دل آزاری ہوگی اور یہ ایک سے زیادہ کیلئے نہیں ہے" پھر حکم دیا، غلاموں کی تعداد جتنے اسکے ٹکڑے کئے گئے اور ہر ایک کو ایک ٹکڑا دیا گیا۔

عمرو نے کبھی کسی بے چارے ضعیف کی دل آزاری نہیں کی اور کہتا

"پیٹ کی پرورش بہت زیادہ نہ کرو کہ پیٹ کے اندر گائے سما جائے"

کہتا"پرندے سے پرندہ پکڑا جا سکتا ہے اور درھم سے درھم بنایا جا سکتا ہے اور مردوں کی مردوں سے دل جوئی ہو سکتی ہے"

اور کہتا" اگر بوڑھا گدھا وزن نہیں اٹھائے گا تو راستے میں سردی میں پڑا رہے گا۔

حدیث ازھر (ازھر کی بات)

ازھر کی بات سے پہلے اسکی نسبت (شجرہ نسب) بیان کرتے ہیں۔

ازھر بن یحییٰ بن زھیر بن فرقد بن سلیمان بن ماھان اور سلیمان حاتم آپس میں بھائی تھے اور حاتم کا تعلق یعقوب و عمرو و علی کے آباؤ اجداد (دادا) سے تھا اور سلیمان کا

تعلق خلف بن لیث کے آباؤ اجداد (دادا) سے تھا اور ازھر ایک شجاع اور دلیر پہلوان شخص تھا اور باکمال و باعقل اور دبیر (حساب دان) اور ادیب تھا اور اس مملکت کا بہت سا حصہ اس کے ہاتھ سے فتح ہوا تھا اور خود کو مزاحیہ طور پر بنایا (طنز و مزاح کرتا) اور اس طرح کی حرکتیں کرتا کہ لوگ اس سے لطف اندوز ہوتے اور ہنستے اور دوسری کی بہت زیادہ خاطر تواضع کرتا۔

اسکی ایک بات (قصہ) کہ لوگ ایک دن یعقوب کے محل میں جمع تھے اور ازھر نے انگوٹھی پہنی ہوئی تھی وہ اسکی انگلی میں سخت پھنس گئی اور اسکی انگلی میں ورم پڑ گیا تھا اسے تکلیف ہو رہی تھی جب سب اٹھے تو وہ نہ اٹھا' جب دیکھا تو اسکی مشکل کا پتہ چلا تو لوھار کو بلایا اس نے اسکی انگوٹھی انگلی سے نکالی اور چلا گیا۔ دوسرے دن اسی جگہ بیٹھا ہوا تھا اور اسی انگلی میں دوبارہ انگوٹھی پھنسا رکھی تھی۔

دوسروں نے کہا "اس طرح کیوں کیا؟"

وہ بولا" میں دیکھنا چاہتا تھا کہ کہیں یہ بڑا تو نہیں ہو گیا" (انگوٹھی کھلی ہو گئی)

دقیقی نے اسے اپنے اشعار میں بھی بیان کیا ہے۔

دوسرے دن یعقوب نماز جمعہ کیلئے مسجد آیا، ازھر پہلے سے وہاں موجود تھا اسکی خدمت کیلئے اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک دیہاتی نے ازھر کو سلام کیا۔ ایک شلوار پہن رکھی تھی اور کھال سے بنی چادر اپنے کندھے پر رکھی تھی وہ دیہاتی ازھر کے رشتہ داروں میں سے تھا اور اس سے باتیں کرنے لگا پھر اس نے دیہاتی سے کہا:

"تیرے لئے دوڑنا مشکل ہو گا تو میرے پیچھے بیٹھ جاتا کہ تیرے لئے آسانی ہو"

دیہاتی اس کے پیچھے بیٹھ گیا

یعقوب نے دیکھا اور وہاں سے راستہ بدل لیا کیونکہ ازھر کے سامنے سے گزرنا پڑتا اور ازھر اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔

جب وہ لوٹنے لگے تو بولا:

"اے امیر بہت ہنر مند ہو، مگر تجھ میں پہلے تو اس طرح حسد نہ تھا کہ میں تجھے ایک لاکھ سوار اور پیادہ کے بیچ میں پہچان لیتا ہوں، (میرے پیچھے ایک غریب دیہاتی ہے) تجھے میرے پیچھے ایک شخص کھڑا برداشت نہ ہوا اور تو نے راستہ بدل لیا کیوں؟"

یعقوب خوب ہنسا۔ اگر چہ اس طرح ہنسنے کی اس کی عادت نہ تھی

دوسرا: ایک روز ازھر شکار سے لوٹ رہا تھا کہ ایک بوڑھی عورت کو دیکھا، وہ کچھ چیز بغل میں اٹھائے جا رہی تھی۔ اس نے کہا "اے بوڑھی عورت، یہ کیا لے جا رہی ہو؟"

وہ بولی "نکانک و پڑند" (ایک قسم کی گھاس و اناج جو کھاتے ہیں)

اس نے کہا "لاؤ دو"

بڑھیا نے اس کے سامنے رکھ دیا۔

وہ گھوڑے سے اترا اور یہ کھانے لگا پھر بڑھیا کو گھوڑے پر بٹھایا اور اسکے گھر تک پہنچایا اور کہا "اپنی بات بتاؤ کوئی پریشانی تو نہیں"

وہ بولی "میرا ایک بیٹا جیل میں ہے اور اس نے قتل کیا ہے اور کل اس سے قصاص لیا جائے گا"۔

ازھر کے پاس جو کچھ تھا اٹھایا اور عورت سے بھلائی کا سوچا اور بوڑھی عورت کو جیل بھجوایا اور کہا "میں تمہارے بیٹے کو کل رہا کراؤنگا انشاء اللہ"۔

دوسرے دن وہ جیل کی طرف گیا اور وہاں سے عمرو کی طرف اور کہا "اس شخص کو مجھ پر کم قیمت پر بیچ دو" (یعنی اس کے ورثاء کو کم قصاص دو)"

عمرو نے کہا "یہ رقم تو مقتول کے ورثا طے کرینگے"

ورثاء کو بلایا گیا اور انہوں نے بارہ ہزار درھم میں قصاس طے کیا اور ازھر نے خرید لیا (اس کی قیمت طے کر لی) پھر کہا "میں نے نکانک اور پڑند کھائیں ہیں اس بوڑھی عورت سے"

عمرو نے خزانے سے وہ رقم ادا کی اور اس شخص کو چھڑوالیا اور اسے انعام وکرام دیا۔ اسے مولائے ازھر کہنے لگا، اس کے بعد وہ اسی نام سے مشہور ہو گیا۔ ایک دفعہ عمرو اور اسکے لشکر کی پڑند سے (ساگ کے قسم کی چیز) دعوت کی اور پھر اسے دروازہ طعام کا امیر مقرر کر دیا اور کافی عرصے تک وہیں رہا۔

ازھر نے زنبیل سے جنگ کے دوران ہاتھی کہ سونڈ جڑ سے کاٹ ڈالی جب وہ ہاتھی سپاہ یعقوبی پر حملہ آور ہوا تھا پھر وہ اپنے سپاہیوں کی طرف پلٹا یہ مخالف سپاہیوں کے پسپا ہونے کی بڑی وجہ بھی یہ تھی۔

اور ایک وفعہ امیر المومنین کا بھیجا ہوا قاصد سیستان آیا اور یعقوب نے اسے ازھر کے محل میں ٹھہرایا اور قاصد نے ازھر سے پوچھا" تم یعقوب کے کیا لگتے ہو؟"

اس نے کہا" میں اس کا گھوڑے سنبھالنے والا ہوں"

قاصد کو اس پر سخت غصہ آیا

پھر جب قاصد کیلئے کھانا لایا گیا تو قاصد نے دستر خوان پر یعقوب کے ساتھ ازھر کو بھی پایا۔ قاصد کافی دیر بعد بولا" میں پہلے غصے میں تھا اور اب تعجب میں ہوں"

یعقوب نے کہا" کیوں؟"

اس نے کہا" مجھے پہلے اپنے گھوڑے سنبھالنے والے کے محل میں رکھا اب آپ بھی اس کے ساتھ بیٹھے ہیں اور اسے اپنے دستر خوان پر کھانا کھلا رہے ہیں۔

یعقوب سمجھ گیا کہ ازھر نے ہی یہ باتیں کہیں ہیں۔

اس نے کچھ نہ کہا جب دستر خوان اٹھا لیا گیا تو حکم دیا کہ "دو لڑنے والے بیل لے آؤ، اور پھر بیل لائے گئے محل کے اندر اور جب ان کو کھولا گیا تو وہ لڑنے لگے اور پھر جب انہوں نے ایک دوسرے کے سینگ میں سینگ میں ڈالے اور لڑنے لگے تو یعقوب نے ازھر کو حکم دیا کہ جاؤ اور ان بیلوں کو چھڑاؤ"۔

ازھر اٹھا، ایک ہاتھ سے ایک بیل کے سر کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے دوسرے بیل کو اور دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا۔

پھر یعقوب بولا "ایک کو مار ڈالا" تو اس نے ایک بیل کو دور پھینکا دوسرے کو تلوار نکالی اور دو ٹکڑے کر دیا۔

قاصد حیرت میں ڈوب گیا۔

پھر یعقوب نے کہا "اگر یہ گھوڑے سنبھالنے والا ہے تو پھر بھی تم اس کی طاقت تو دیکھو کہ ایک بڑی قوت کا مالک ہے اور یہ عزت اس کیلئے کم ہے میں ناچار اسے اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھاؤں کہ اس طرح کا مرد ہی کام آتا ہے اور میں نے تمہیں جس کے محل میں ٹھہرایا وہ "تبجیل" کا ہے (ازھر کا نام) وہ میرا چچا زاد بھائی ہے میرا گھوڑا بان نہیں۔ لیکن اسے عادت ہے اس طرح کی چیزوں کی جو بے جا خلاف توقع ہیں اور بے تکلف ہو کر کہتا ہے، میں جانتا ہوں کہ وہ عقل مند ہے اس طرح کی باتیں ویسے ہی کرتا ہے۔ پھر قاصد ان باتوں سے خوش ہوا اور امیر یعقوب کا شکریہ ادا کیا۔

اسی طرح اس کی بہت سے داستانیں ہیں جن میں سے اکثر اسی کے حوالے سے ہیں۔ لیکن کتاب میں پہلی شرط یہ تھی کہ مختصر لکھی جائے تا کہ قاری با آسانی پڑھ لے۔

طاہر اور یعقوب محمد کی باتیں، حالات، مخالفین

پس جمعہ کے دن محرم کے مہینے کے اختتام کے دس دن بعد عمرو کے نام کو تمام جگہوں میں خطبوں سے باہر نکال دیا گیا اور یعقوب کو خلیفہ کے نام کے بعد اسی روز سے پڑھا جانے لگا اور اسی دن ابو محمد مکتفی باللہ کی بیعت کر لی گی جس دن معتضد فوت ہو گیا۔

پھر طاہر نے پارس جانے کا ارادہ کیا اور اپنے سے پہلے احمد بن محمد بن لیث کو دس ہزار سوار کے ساتھ بھجوایا۔ پھر محمد بن عمرو خوازمی کو تیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ بھجوایا اور

لیث بن علی کو بھجوایا اور پھر خود ان کے پیچھے گیا ماہ محرم میں عبداللہ بن محمد بن میکال اسکے ساتھ ہو لیا وزارت پانے کی خواہش میں اور یعقوب بن محمد (جو طاہر کا بھائی تھا) کو سیستان کی حکومت دی۔

جب کرمان پہنچے تو بلال بن ازھر اور لیث بن علی کی باہم ٹھن گئی جنگ کا خطرہ تھا ہ فوج کے سالاروں نے ان کے درمیان صلح کروائی اور بلال کو سُبکری کی بڑائی پسند نہیں تھی اور اس کی سالاری تمام سپاہیوں پر لیکن اس نے یہ بات پوشیدہ رکھی اور عیسا بن موثری جو شیراز کا حاکم تھا اور امیر المومنین کی وجہ سے اسے حاکمیت ملی تھی۔ اس نے جب طاہر کے آنے کی خبر سنی تو وہاں سے نکل گیا، طاہر سپاہیوں سمیت شیراز میں داخل ہوا اور وہیں بیٹھ گیا، مال و دولت اپنی مٹھی میں کر لی، پارس کا آدھے حصے مال و دولت سبکری اور اسکے سپاہیوں سے لے لیا اور دوسرا آدھا بلال اور اسکے سپاہیوں سے۔

لیث بن علی کو پہلے "برجان" بھجوایا اور پھر اسکے پیچھے چلا گیا، سپاہیوں کو حاصل شدہ دولت و مال سے نوازا، تمام سپاہی اسکی نوازش سے خوشحال و شاد مان ہوئے۔ مگر عبداللہ بن محمد بن میکال اور فروجہ بن حسن خوش نہ تھے کہ وہ حکومت اور سارے ٹیکس کے طلب گار تھے۔

عبداللہ بن محمد بن سلیمان کو طاہر کی طرف سے خط ملا جو اسکے قاصد بونجم بدر سغیر نے پہنچایا کہ "امیر المومنین چاہتا ہے کہ پارس سارا اس کیلئے مخصص ہو۔ اس کا شکار اسکا کھانا سب کچھ اور یہ ساری حکومت تیرے ہاتھ میں ہے اور تجھ پر فرض ہے کہ تو اس دولت کو اس سے نہ روکو"۔

جب یہ خط پہنچا تو بدر دروازہ شیراز سے اندر داخل ہوا، دوسرے بھی اسکے ساتھ تھے اور آخر میں بدر نے بھلائی سے اس جملہ پر اختتام کیا کہ " میں واپس جا رہا ہوں تمہیں اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ پارس تجھے اب بھی نہایت سستا ملا ہے لیکن تجھے اس حکم کا

خیال رکھنا ہوگا۔

بالآخر طاہر خوش ہوا۔ پارس کو پانے کی خوشی میں بدر پر کرم نوازی کی، صلح کی ماہ شوال میں واپس لوٹ گیا۔

جب طاہر سیرجان پہنچا تو بلال کو وہاں چھوڑا اور خود جیرت چلا گیا اور منصور بن خردین جو عمرو کا نائب تھا کرمان میں اسے قید کرلیا، اس سے کافی مال و دولت چھین لی اور بدر کا خط ملا پارس کے حوالے سے کہ "یہ سب کچھ صحیح کر رہا ہوں"۔

طاہر نے فورجبہ کو سیستان بھجوایا اور بہت سا مال و دولت حوالے کیا اور اسکا علی بن معغد (جو ابو محمد مُلتفی تھا) اور بدر کے بیچ کچھ عداوت تھی، جب بدر پارس سے چلا گیا تو طاہر دوسرے راستے سے پھر پارس میں داخل ہوا اور قاصد بھجوایا۔ ملتفی کی طرف اور اس سے پارس مانگا۔ ملتفی نے اسے اسی وقت پارس دے دیا اور عہد نامہ بھجوایا۔

طاہر نے لیث بن علی کو دوبارہ بُرجان بھجوایا اور پارس کے گردونواح کے تمام حاکموں (معتبروں) کے پاس بھجوایا اور خود عیاشی و شکار میں مصروف ہو گیا، تمام کام سبکری کے ہاتھ میں آ گیا، اور عبداللہ بن محمد بن میکال بھی اور عبداللہ بھی وہی کرتے جو سبکری کا حکم ہوتا۔

بلال بن ازھر نے سبکری کے خلاف اپنے نفرت کو ظاہر کر دیا۔ طاہر نے بلال کو حکم دیا کہ "سیستان چلے جاؤ"۔

بلال نے اپنی مال و دولت، اھل و عیال، غلام و سپاہی سب اٹھائے اپنے خواص (خاص لوگ) بھی اور سیستان کی راہ لی۔

جب وہ استخر پارس کے پاس پہنچا تو طاہر نے یوسف بن یعقوب نقیب کو اسکے پیچھے بھجوایا، اس نے اسے وہاں قید کر لیا اور اسکی ساری دولت چھین لی اور اسے قلعہ محمد بن واسل میں قید کر دیا، عبدالغفار بن حلیس کو وہاں کوتوال بنا دیا اور بلال وہاں قتل ہو گیا۔

طاہر نے فتح بن مقبل کو مال و دولت اور تحفے تحائف دیکر ملتفی کی طرف بھجوایا اور طاہر لوٹ کر سیستان آ گیا بروز اتوار رجب کی پہلی تاریخ اور کسی کو اجرت نہیں دی ، دن رات شراب نوشی اور عیاشی میں مصروف رہا نہ مشائخ کو کچھ مال دولت دی اور نہ لشکر کو، وہ خچروں اور کبوتروں کا شوقین تھا۔ سارا دن انہیں جمع کرتا اور ان کی پرورش کرتا اور کسی کو بھجوا کر محمد بن خلف بن لیث کو بلوایا اور اسے تمام فوج کے سالاروں کا بڑا بنا دیا اور اسکے ساتھ بھلائی کی اور یعقوب ایک گھڑی بھی محمد بن خلف کے بغیر نہ رہ سکتا اور اپنی بہن بانوی محمد بن عمرو کو محمد بن خلف سے شادی کروادی اور حق تو یہ ہے کہ یہ شخص اس قابل تھا کیونکہ وہ عاقل اور باکمال شخص تھا اور رسکری کو یہ بات اچھی نہ لگی۔

اور سیستان میں تعصب کی آگ بھڑکا دی، انہی ایام میں اور دو فریق بن گئے اور بہت سے لوگ مارے گئے ان دونوں فریقین میں سے ایک کا نام " صدقی تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یعقوب اصحاب رای" (رائے و تدبر) کا طرف دار تھا اور طاہر "اصحاب حدیث" اور یہ نام ان پر اس طرح پڑا کہ ایک دیوانے کو بیٹا پیدا ہوا دیوانگی کی حالت میں تو اصحاب رائے نے (تدبیر کی) کہا کہ "یہ فرزند زنا ہے" زنا کی پیداوار ہے اور یعقوب نے کہا کہ " نہیں کیونکہ نکاح پاگل پنے سے پہلے کا ہوا ہے"

پس جب مسئلہ حل ہو گیا تو طاہر نے کہا" سچ ابو یعقوب کا اور جھوٹ دوسروں کا" اور پھر یہ کہا کہ کسی کو پتہ بھی نہ چلا اور اس بات کے حوالے سے کہا جو اس موضوع پر بات کریگا وہ الجھانے والا شخص ہے (لڑنے والا)۔

واصل یہ تعصب سیستان میں عرب سے لایا تھا جیسے تمیمی اور بکری۔ کچھ لوگ تمیمی کے طرفدار تھے اور کچھ بکری کے طرفدار تھے اور آخر میں تمیمی کو "صدق" کا نام دیا اور بکری کا نام "سمکی" رکھا گیا اور آ کر میں فورجہ بن حسن نے ان کو بزور شمشیر روکا۔

اور طاہر بُست کی طرف گیا بروز اتوار ذی الحجہ سے دس روز پہلے اور یعقوب کو

سیستان کی خلافت دی اور دونوں بھائیوں میں سے کسی نے بھی اس اختلاف کو بادشاہی و شہر و رعایا کے بیچ ہونے کی پرواہ نہ کی اور پھر یہ مملکت میں پھیل گیا اور برے واقعے رونما ہونے لگے اور یہ چیزیں طاقتور ہونے لگیں اور عمارتیں، فضولیات، عیاشی اور اپنے مقاصد کے حصول کی کوشش کرنے لگے اور اس طرح بھی کہ ایک شاعر یعقوب کے پاس آیا اور چار بیت پڑھے اور اسے چار ہزار درھم دیئے یعنی ہر بیت پر ہزار درھم۔

پھر مال و دولت کم ہونے لگی اور کام سست پڑنے لگے اور خرچ بڑھنے لگا اور دولت اختتام کو پہنچ گئی اور طاہر نے اس دوران کسی سے کچھ نہ چھینا اور رعایا سے ٹیکس و مال وغیرہ مانگا اور کہا" ظلم و جبر کس لئے کروں؟ جو ہے اسی کو کام میں لاؤ کہ میرے لئے کافی ہے اور دنیا تو ختم ہو جانے والی چیز ہے" اور زیادہ اخراجات ہونے لگے اور عطیات میں غلط طریقے سے خرچ ہونے لگا، بہت سا مرغی اور بھیڑ و بکری کا گوشت دسترخوان کی زینت بنتا، حلوہ اور کھانے پینے کی چیزوں کی زیادتی ہونے لگی، اتنی کے نوکر چاکر وعزیز و اقارب کے کھانے کے بعد بھی بچ جاتا، پھر باورچی خانے میں کام کرنے والے نوکر چاکر اس بچے کچھے کو بازار میں ارزاں قیمت پر بیچ دیتے اس طرح کہ جو بھی چیز دینار میں خریدی جاتی اسے درھم میں بیچ آتے، بہت سے غبن ہوتے اور اسی طرح مال و زر ضائع ہونے لگا، بہت سے خچر تھے اس کے پاس، سب کو ٹھنڈا پانی میسر ہوتا اور پھر جو لوگ خریدتے تھے ان کی خرید سے باہر ہونے لگا۔

طاہر چند دن بُست میں گزارتا اور پھر سیستان آجاتا، پھر چند دن کے بعد بُست چلا جاتا اور وہ پھر جب بُست گیا بروز منگل ماہ ربیع الاول میں دس دن باقی پھر اس کا بھائی یعقوب بھی اوائل ربیع الآخر میں اس کے پیچھے بُست چلا گیا اور سیستان خالی کر دیا اور ٹیکس سبکری کے ہاتھوں منقطع ہو گیا کہ پارس و کرمان سے کچھ نہیں بھیجتا۔

پھر طاہر و یعقوب دونوں سیستان آ گئے اور طاہر نے پارس جانے کا ارادہ کیا

بروز ہفتہ ماہ ربیع الأخر کے وسط میں اور یعقوب کو سیستان میں نائب بنایا اور یعقوب چند دن گزرنے کے بعد رُخد کے ارادے سے سیستان نکلا بروز ہفتہ اور محمد بن خلف بن لیث کو اپنا نائب بنایا۔

محمد بن خلف بن لیث ایک کام والا شخص تھا اور نہایت عقلمند، وہ جب یہ صورتحال دیکھتا تو اس کا دل جلتا اور جب حکومت اسکے ہاتھ میں آئی تو دونوں فریقین (مخالف دھڑوں کو اصحاب ری و اصحاب حدیث) کو بلایا انعام و کرام دیا اور کہا" تعصب صحیح چیز نہیں ہے اور ہمیں اس نے بلاوجہ آزار میں ڈال دیا ہے یہ یعقوب وعمرو کے کھو جانے کی وجہ سے ہے، یہ جو حالات اور اختلافات دیکھ رہے ہو یہ نہیں ہونے چاہئیں آپ لوگوں میں باہم پیوستگی ہونی چاہئے کہ اگر دنیا میں ایک ہی حکومت ہو تو وہ آپ کی ہو اور غرباء اور بےقصوروں کے ہاتھوں سے بھلائی نہ چلی جائے۔

لوگوں نے اس کی باتیں مان لیں اور تعصب سے باز آگئے،الفت و بھلائی دوبارہ لوگوں کے بیچ آ گئی۔

یعقوب رُخد سے واپس شہر لوٹ آیا بروز جمعرات 9 جمادی الآخر اور امیر بوجعفر احمد بن محمد بن خلف کی پیدائش ہوئی بروز پیر شعبان میں ابھی چار دن باقی تھے اور اس وقت جب اس کی ولادت ہوئی تو اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے تھے،خواتین اہل خانہ نے کہا" اگر یہ باقی بچ گیا (زندہ رہا) تو بڑی قسمت والا ہوگا کھائے گا بھی اور کھلائے گا بھی"۔

جب طاہر سپاہیوں کے ساتھ پہنچا تو سکری کو یہ بات اچھی نہ لگی کہ وہ پارس کیوں آیا؟" وہ ڈر گیا کہ کہیں اسے معزول نہ کر دیا جائے۔ سکری نے احمد بن محمد بن لیث کو اسکے استقبال کیلئے بھیجا اور کہا" تم بھی آئے ہو اور معتبرین و سالار سپاہ تجھ سے مال و دولت کے طالب ہیں اسی طرح امیر المومنین بغداد میں اور یہاں اتنی دولت نہیں ہے کہ

ان سب کاموں کی تکمیل ہو سکے" اس سے کہا تھا کہ کوشش کرنا وہ لوٹ جائے جب تک کہ ہم مال و حمل بھجوائیں، پھر احمد طاہر کے پاس آیا اور یہ باتیں دھرائیں۔

طاہر سمجھ گیا کہ یہ شفقت و نصیحت کے طور پر سمجھا رہا ہے اس پر احسان کیا اسکی باتیں قبول کیں، اور سیستان لوٹ گیا، سیستان آیا بروز جمعرات ماہ رمضان کی بارہ تاریخ اور پھر اسی مشغولیات میں پڑ گیا۔ مال و دولت بے کار کاموں میں خرچ کرنا عیش و نشاط میں مشغولیت، حکومت میں عدم دلچسپی اور سپاہ میں جو بڑے معتبرین تھے سر جوڑ کے بیٹھ گئے کہ اس کام کا مستقبل خطرناک ہے، وہ مستقبل کے حالات سے ڈرنے لگے، سمجھ گئے کہ کبوتر بازی کی بادشاہی زیادہ دیر نہ چل سکے گی اور روز و شب شراب نوشی خزانے سے نکالنا اور اس میں کچھ نہ ڈالنا، سب نے اپنے سر تھام لئے ایک دوسرے سے مشورے کرنے گے۔ جیسا کہ ایاس بن عبداللہ جو عرب کے معتبرین میں سے تھا ایک عقل مند، باکمال اور کام والا آدمی تھا اور یعقوب و عمرو کا خدمت گار بھی رہ چکا تھا ان سے ملنے کی اجازت چاہی انکے پاس گیا اور بولا" یہ بادشاہی ہم نے تلوار سے لی ہے تم لوگ عیش و عشرت میں واپس کرنا چاہتے ہو، بادشاہی بے ہودگی سے نہیں کی جاتی بادشاہت میں دین وانصاف سیاست و تلوار سخن و کوڑا ضروری ہے۔

یہ بات پسند نہ آئی اور اسے حکم دیا اور وہ کرمان چلا گیا۔

احمد بن محمد بن سلیمان اور احمد بن اسماعیل قریشی کو خزانے پر مقرر کیا تھا، خزانے میں کچھ نہ بچا نہ مال و زر اور پھر سونے چاندی کی اشیاء بیچی جانے لگیں اور باورچی خانہ اور عمارتیں بنانا اور خچر خریدنا اور گھوڑے خریدنا، یہ سب بے کار چیزیں تھیں پھر طاہر نے حکم دیا اور بُست سے نو گنبد لائے گئے عمارتیں بنیں، ان کہ باگ و باغیچے اور سارا پیسہ یہاں استعمال ہو گیا تھا اور بُست میں دیوان کے دروازے پر خرچ ہوا اس میں بھی کافی رقم ضائع ہو گئی تھی اور ایک محل بُست کے شہر سے باہر لب ھیرمند کے نزدیک بنایا اور (دریا

ھیر بند کے کنارے) سیستان میں قصر بوالحسنی اور یہ تمام محل درھموں میں بنائے کسی سے مدد نہ لی اور اسی طرح اہل و عیال کا خرچہ وہ بھی بے فضول اور بے معنی بخششیں کہ جو ضرورت مند تھے اور جو ضرورت مند نہ تھے سب کو دیا۔

اور اپنے خادم کو بُست بجھوایا اور اپنا مشغلہ جاری رکھا۔

طاہر محمد کی لیث بن علی سے بات

سبکری نے لیث بن علی کو مکران بجھوایا اور اسے وہاں سے ٹیکس کیلئے بھیجا اور اسلحہ اور سپاہ اسکے ہمراہ بھیجے جب وہ وہاں پہنچا تو عیسا بن مصان نے اسے تین سال کا ٹیکس دیا اور اسے تحفے تحائف اور مال و دولت دی اور کہا" یہاں جگہ تنگ ہے اور لشکر یہاں رہا تو قحط سے مر جائیگا۔ میں خود مال و دولت دیتا رہوں گا جتنی بھی ہو۔

لیث واپس لوٹ آیا اور جُیرفت آ کر رک گیا وہیں اپنی کرسی سنبھال لی۔

پھر سبکری جیرفت آیا اور بولا" کچھ نہیں ہوا؟ مکران سے تمہیں کچھ حاصل نہ ہوا، وہاں سے مال و دولت ہاتھ نہ لگی" جیرفت احمد بن محمد بن لیث کو دے دیا اور لیث بن علی سے کہا" دوسری دفعہ پھر سے مکران جاؤ۔

پھر لیث سکبری کے پاس پارس گیا، اپنے بیٹے کو وہیں چھوڑا اور پھر جیرفت آ گیا ذی الحجہ تک وہیں رہا وہاں سے بم گیا اور فورجہ و منصور بن خردین کو گررفتار کیا ان کا مال و ملکیت پر قبضہ کر لیا اور منصور کو قتل کر دیا، وہاں سے سیر جان گیا اور عبداللہ بن بحر کو قتل کر کے اس کے مال و دولت پر قابض ہو گیا۔

جب یہ خبر سبکری تک پہنچی تو اس نے لیث بن علی سے جنگ کیلئے سپاہی بجھوائے مگر سپاہیوں نے اس کے ساتھ تعاون نہ کیا اس نے تنہا جنگ لڑی۔ فورجہ اس دن پسپا ہو کر سبکری کے پاس چلا گیا اور لیث "خوج" چلا آیا۔ طاہر کے پاس سبکری کی کافی شکایتیں

گیں اور کسی کو بھی خبر نہ ہوئی کہ لیث بن علی چھپ کر طاہر سے ملنے آیا ہے سوائے چند لوگوں کے اور اپنے ساتھ کافی دولت لے گیا۔

ابو محمد مُکتفی باللہ "مدینہ السلام" میں فوت ہوا اور اس کا بھائی مقتدر خلافت کی کرسی پر بیٹھا، مقتدر نے تمام ذمہ داریاں طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کو سونپ دیں، طاہر نے اسکے قاصد کو انعام و کرام سے نوازا اور مقتدر کو بہت سے مال و دولت بھجوائی اور وہ خود بُست میں تھا۔

طاہر کو یہ خبر ملی کہ لیث بن علی چھپ کر آیا ہے وہ سیستان کیطرف آیا اور علی بن حسن درھمی اور احمد بن سمی اور دیگر سالار اسکے ساتھ تھے اور اسی طرح ان کے ساتھ و قوقہ میں داخل ہوا اور لیث بن علی کے ساتھ ڈیڑھ سو سوار تھے اور وہ ایسے نمودار ہوا جیسے لگ رہا ہو کہ اس کے ساتھ بہت سے سپاہی ہوں اور ان کے بیچ سے ایسے ظاہر کر رہا تھا کہ وہ طاہر کے پاس حاضر ہونے کیلئے آ رہا ہے" اندرون خانہ وہ سالاروں کو رقم بھجواتا رہا ،طاہر کو اس بارے کچھ علم نہ تھا یہاں تک کہ وہ چھپتا چھپاتا سیستان میں جا گھسا بروز منگل صفر سے آٹھ دن پہلے اور ایک دم میدان کو شک یعقوبی (شہر سے بارہ محل یعقوبی) کی طرف آ گیا۔

یعقوب محل میں تھا اس کے لوگوں نے لیث کو محل میں داخل نہ ہونے دیا اور محل کی چھت سے لیث کے سر پر (غلیل) سے پتھر دے مارا، اسکا سر پھٹ گیا اور وہ وہاں سے لوٹ گیا اور دروازہ شارستان " کہ ابھی بنایا گیا ہے سے اندر چلا گیا وہاں سے (مسجد مرکزی) میں داخل ہوا اور حکم دیا کہ دروازے بند کر دو اس کے ساتھی سخت تکلیف و رنج اٹھائے بے یارو مددگار ہو گئے تھے رات کو چھپ کر آیا تھا اور دوپہر کی نماز تک وہاں موجود رہا۔

شارستان کے لوگوں نے اس کی مدد کی اور اس نے ملنساری کی۔ طاہر کو اسکے

آنے کی خبر ہوئی تو اسکے پیچھے وہاں پہنچ گیا،شارستان کو ارد گرد سے گھر لیا اپنے بھائی یعقوب کو دروازہ طعام کی سمت بھجوایا اور احمد بن سمی کو در پارس کی جانب اور ماز بن محمد کو" دروازہ کرکوی" کی جانب اور "دروازہ نیشک" کی طرف علی بن حسن درھمی کو اور ہر دروازے کے پاس خندقیں کھدوایں اور خندقوں کے پاس دیواریں تعمیر کیں اور علی بن لیث نے قلعے کی دیواروں پر منجنیق لگا دیں اور مکمل تیاری کر لی۔

اور طاہر نے سکری کے نام خط لکھا کہ "مجھے امداد بھجواؤ" سکری نے عبداللہ بن محمد قتال کو بھجوایا اور فورجہ بن حسن کو۔ وہ سپاہیوں کے ساتھ پہنچے اور سیستان پہنچ کر جنگ میں حصہ لیا۔

طاہر کو جنگ کی مد میں صرف خاص لوگوں پر خرچہ پانچ ہزار درھم تھا اور لشکر کا خرچ اس کے علاوہ تھا اور شارستان کے دروازے پر تعینات سپاہیوں کے درمیان تفرقہ پڑ گیا جسے ختم کرنے کیلئے درھم و دینار کی ضرورت تھی کیونکہ شارستان میں خزانہ تھا اور سکری نے بہت کم مال و دولت بھجوائی اور طاہر کے پاس اسکے علاوہ کوئی اور ذریعہ بھی نہ تھا اور پھر لوگوں نے لیث سے دل ملالیا کہ اسکے پاس درھم و دینار و ہیرے جواہرات تھے اور وہ لوگوں میں بانٹتا پھر رہا تھا اور "ربض" کے باشندے "شارستان کے لوگوں سے مل گئے اور سچے دل کے ساتھ اور کیا لشکر کیا رعایا سب لیث بن علی کے ساتھ ایک ہو گئے ماسوائے محمد بن خلف بن لیث اور احمد بن سمی کے۔

جب طاہر کو ساری صورتحال پتہ چلی تو علی بن حسن درھمی سے مشورہ کیا کہ " ھمیں لیث علی سے صلح کر لینی چاہیے۔

اور "قتال" و "علی بن حسن درھمی نے لیث بن علی کو اس بارے میں آگاہ کیا اور لیث کا جواب طاہر کے پاس لے آئے تو وہ بہت خوش ہوا

جب "قتال" سمجھ گیا تو رات کو خود اور سالار اس کی طرف چلا گیا اور طاہر کو اس

بات کی خبر نہ ہوئی دوسرے دن طاہر چند سپاہیوں کے ساتھ اکیلا رہ گیا۔ علی بن حسن درھمی کو بلوایا اور لیث بن علی کی طرف بھجوایا اسی بات پر جو انہوں نے آپس میں طے کی تھی اور لیث نے انکی بات قبول کر لی۔

دوسرے دن خندقیں بند کر دیں اور شارستان کا دروازہ کھول دیا گیا بروز جمعہ جمادی الآخر کی چھ تاریخ، پھر طاہر نے حکم دیا کہ تمام سالار لیث بن علی کے سلام کیلئے جائیں۔

مگر لیث نے اجازت نہ دی کہ کوئی بھی شارستان سے اس کے سپاہیوں میں سے طاہر کی طرف جائے۔

معدل بن علی سیستان سے چھپ کر سپاہی اور لوگ اکٹھے کرنے لگا اور طاہر نے فضل بن عنبر کو اسکو ڈھونڈنے بھجوایا اور اسے گرفتار کر کے واپس لے آئے۔ اسی دن انہوں نے صلح کر لی اور شارستان کے دروازے کھول دیئے گئے اور طاہر اسے باہر لایا اور انعام و کرام دیا اور اپنے بھائی کی طرف بھجوایا تا کہ سب ایک جگہ جمع ہو جائیں۔

طاہر نے دربانوں کو کہا "بُست کی طرف جاؤ" چونکہ علی بن حسن اس کی طرف (لیث کی طرف) جا چھپا تھا۔ لیث نے یہ مجبوری پیش کی کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے اور جب تک میں محفوظ نہ سمجھوں خود کو میں باہر نہیں آؤنگا۔

پھر طاہر سمجھ گیا کہ لوگ اس سے مل گئے ہیں سپاہیوں کہ اکثریت بھی تو اس نے ارادہ کیا کہ سیستان سے اپنے مال و اھل وعیال کو لے جائے۔ اسکے بھائی یعقوب نے اسے روک دیا کہ "نہیں"۔

بدھ کا دن تھا اور جمادی الآخر میں گیارہ دن باقی تھے۔ یعقوب نے علی بن حسن درھمی کو اپنے پاس بلایا اور اسے سے بہت تلخ لہجے میں بات کی اور پھر لیث بن علی سے جنگ کا ارادہ کیا بالآخر طاہر و یعقوب کو اپنے قول سے پھرتے دیکھا اور وہ دونوں (طاہر و یعقوب) دروازہ طعام سے باہر نکل آئے اور "کورہ" اور بازار طعام کو آگ لگا دی اور

کرکوی چلے گئے اور وہاں جا کر چھپے کہ سبکری کی طرف چلے جائیں گے۔

جب یہ شہر سے چلے گئے تو لیث شارستان سے باہر نکلا اور ان کے محل وغیرہ غارت کر دیئے اور اس کے ساتھ عام لوگ بھی تھے، اس دن کو "شیر لبادہ" (شیر کا لباس) کا نام دیا گیا کہ اس نے سرخ رنگ کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا اور طاہر کے سپاہی اور سالار سب کے سب لیث کی طرف آ گئے اور انکا پیشرو علی بن حسن درھمی تھا۔

سیستان کی حکومت لیث کہ ہاتھ آ گئی اس کے حرم میں داخل ہوا اور اسے اصطبل بنا دیا اور کسی کو حرم میں جانے کی اجازت نہ دی اور خود قصر یعقوبی (محل) میں داخل ہوا اور وہیں سکونت اختیار کر لی بروز جمعرات 20 جمادی الآخر۔

اور جمعہ کے دن سیستان و فراہ اور کش میں اس کا خطبہ پڑھا گیا اور بُست میں محمد بن زہیر نے اس کا خطبہ پڑھا جو طاہر کا نائب تھا۔

لیث علی اور سبکری کی بات

فورجہ بن حسن سے بہت سے مال و دولت اور بہت سے جواہر لیکر طاہر سے واپس لوٹا اور خط لکھا اور جمازہ کو طاہر کی طرف بھجوایا اور اس خط میں اسے اللہ کی قسم دیکر کہا کہ "سبکری کے پاس مت جاؤ اور اس پر اعتماد مت کرو۔ کی وہ تجھ سے وفا نہیں کرتا اور اس نے اپنا کام امیر المومنین سے بنا لیا ہے اور ضمانت دی ہے کہ تجھے گرفتار کریگا اور اسکی طرف بھجوائے گا۔

پھر طاہر یعقوب کی باتیں سچ لگیں اور وہ طریقہ سوچنے لگے کہ سبکری سے جنگ لڑیں اور اپنے ساتھ لشکر و سالار اٹھائے سبکری سے جنگ لڑنے چلے گئے لیث بن علی نے سیستان سے مال جمع کرنا (ٹیکس لینا) شروع کر دیئے اور (مختلف علاقوں میں حاکم بھیجنے شروع کر دیئے)

سبکری کو جب پتہ چلا تو اس نے سپاہ بھجوائے بروز ہفتہ گیارہ رمضان۔ لشکر آمنے سامنے ہوئے سبکری نے بہت مال و دولت بھجوائی خفیہ طور پر سالاروں کو خط بھجوایا تھا کہ "یہ طاہر و یعقوب میرے آقا ہیں اور کوئی بھی اس طرح نہیں کہ جس طرح مجھ پر انکی خدمت فرض ہے۔ مگر یہ بادشاہی نہیں کرنا چاہتے، ان میں اتنی طاقت نہیں کہ مال و دولت جمع کرلیں کہ جس طرح یعقوب و عمرو نے جمع کی، انہوں نے سب اڑا دیا اور اسے جان دینی ہے اور نہ میں رہونگا، نہ تم، اور تم لوگ دیکھو کہ کس طرح سیستان میں اپنے اہل وعیال و نوکروں کے حوالے کیا ہوا ہے اور خود چلے گئے ہیں۔ تم لوگ اب بھی ان سے عظمت مانگتے ہو؟ میں اسی میں بہتری سمجھتا ہوں کہ انہیں یہ حکومت چھوڑ دینی چاہیے، ان کی گردن پر تلوار لٹکتی ہو اور اپنی روٹی اور ان کی شان اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتا ہوں یہاں تک کے انکی بے عقلی اور بادشاہت پر ڈھیلی گرفت ختم ہو جائے، ہمارے آگے اور زیادہ نہ چلے، اگر کوئی ان کو پکڑے اور ذلیل و خوار کرے تو یہ ہماری سستی ہو گی"۔

سپاہ نے انکی سست روی دیکھی اور بہت دینار انہیں ملے، وہ خاموش ہو گئے، یعقوب و طاہر کو گرفتار کرلیا گیا اور سبکری نے دونوں کو بغداد بھجوا دیا۔

پھر یہ خبر سیستان پہنچی تو تمام عام و خاص لوگ غمگین ہو گئے اور افسوس کرنے لگے، لیث بن علی بھی اس خبر کو سننے کے بعد بہت رویا اور کہا "قضا کوئی نہیں روک سکتا۔ خدا چاہتا ہے کہ میں اس قصے میں بے قصور رہوں۔ انہوں نے مجھ پر اعتماد نہ کیا، میں نے خود انہیں اس حوالے سے آگاہ کیا مگر انہوں نے میری بات پر اعتبار نہ کیا۔

جب یہ خبر زابلستان پہنچی تو وہاں کے لوگوں میں اضطراب پھیل گیا اور انہوں نے کہا کہ "ہم نے طاہر کی بیعت کی ہے اور اسکے مخالف کی بیعت نہ کریں گے۔

پھر لیث بن علی نے اپنے بھائی معدل کو وہاں بھجوایا تا کہ وہ غالب کو ڈھونڈ لائے جو سبکری کا بھائی تھا پھر ان حیلہ و بہانہ بنایا اور غالب کو پکڑ لیا اور قید کرلیا اسے لیث کی

طرف سیستان بھجوایا اور وہاں سے غزین آیا اور سنجک کو قتل کر کے اس کا مال قبضہ کر لیا، اسے سنجک کے سپاہیوں نے غزین میں داخل نہ ہونے دیا اور سپاہی باہم جمع ہو گئے، یہ خبر لیث بن علی تک پہنچی تو اس نے علی بن حسن اور فورجہ بن حسن اور احمد سمی کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ وہاں بھجوایا یہ وہاں گئے اور صلاح صفائی سے معاملہ طے کیا اور معدل علی بن حسن درھمی واپس سیستان آ گئے ماہ ربیع الاول میں۔

مال و دولت بُست و رُخد و کابل سے لیث بن علی کیلئے لایا، لیث نے بیس فیصد انہیں اور فوج کو ادا کیا، سپاہیوں کو سبکری کے خلاف اکسایا اور حکم دیا کہ ان باتوں کو خطبہ میں یاد کیا جائے کہ سبکری نے اپنے مالک کے ساتھ بیوفائی اور برا کام کیا اور اس سے لڑنے کیلئے لوگوں کو وجوہات پیش کیں۔

لیث کا بیٹا سبکری کے قبضے میں تھا وہ کوشش کر رہا تھا کہ اسے رہا کروائے۔ اس نے سپاہی جمع کئے اور پارس جانے کا ارادہ کیا۔

بروز بدھ پندرہ جمادی الآخر کو سات ہزار سوار کے ساتھ روانہ ہوا، اور اپنے بھائی محمد بن علی کو سیستان کا نائب بنایا، جب وہ بم پہنچا تو عبداللہ بن محمد قتال کی فوج اس کے پاس آئی اور عبداللہ بن محمد خود اس کے پاس آیا کہ وہ بھی سبکری کی طرف جا رہا تھا وہ سبکری نے اسے والی حاکم "بم" بنایا تھا۔

لیث بن علی نے گیارہ روز "بم" میں گزارے، پھر وہاں سے خناب گیا اور سبکری اپنی لشکر گاہ کو رندہ لے آیا اور لیث خناب سے رندہ آیا دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا بروز ہفتہ سات شعبان اور بروز پیر جنگ شروع ہوئی اور ایک سخت جنگ کے بعد سبکری پسپا ہو گیا۔

لیث بن علی استخر گیا بروز اتوار 13 رمضان اور لیث کا بیٹا وہاں قلعہ محمد بن واصل میں قید تھا کوتوال نے اس کے بیٹے کو لیث کی طرف بھجوایا۔

لیث وہاں سے شیراز گیا اور وہاں سے مال وخراج حاصل کیا اور اپنے بھائی معدل کو"نو بند جان" بھجوایا۔

اس وقت مقتدر کا وزیر علی بن محمد فرات تھا۔ لیث نے وزیر کو خط بھیجا کہ " میں حکومت حاصل کرنے کی لالچ میں یہاں نہیں آیا بلکہ یہاں سبکری کے پیچھے آیا ہوں"

وزیر نے جواب دیا کہ "سبکری آپ لوگوں کا آدمی ہے لیکن اس طرح سلطان کی حکومت کو خراب نہیں کرنا چاہیے کہ تم اپنے بندے کی تلاش میں آئے ہو"۔

لیث شیراز سے چلا گیا بروز ہفتہ چھ شوال اور محمد بن زہیر کو وہاں اپنا نائب بنایا وہاں سے "برجان" گیا بروز جمعرات 25 شوال وہاں مونس خادم موجود تھا اور مقتدر کے فوجی اور سبکری دونوں ایک ہو گئے (مونس خادم انکا شخص تھا)

بدر صغیر اپنے سپاہیوں کے ساتھ موجود تھا کہ اسے مقتدر کا خط ملا کہ "شیراز آجاؤ"

یہ خبر لیث بن علی تک پہنچی اور احمد بن سمی کو محمد بن زہیر کی مدد کیلئے بھیجا لیث و مونس میں معاہدہ طے پا گیا"استخر آیا اور محمد بن زہیر اس سے جنگ کیلئے باہر نکلا اور جنگ ہوئی، پھر محمد بن زہیر پسپا ہو گیا ماہ زی القعدہ سے ایک روز باقی۔

پھر لیث بن علی اور مونس کے بیچ عبداللہ بن ابراہیم مسمی نے صلح کروادی، اس شرط پر کہ لیث بن علی پارس کی طرف لوٹ جائے گا۔سبکری کو یہ بات پسند نہ آئی اور اس نے کہا" میں یہ جنگ خود لڑونگا اور مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں"۔

جب لیث نے محمد بن زبیر کی خبر سنی تو تنگ اور سخت راہوں سے پہاڑوں سے مشکل راستوں سے واپس پلٹا،ایسے راستے سے گزرتے ہوئے اسکی سپاہ کو کافی تکلیفیں اٹھانی پڑیں اور عبداللہ بن محمد قتال تھوڑے سے سپاہیوں کے ساتھ طبل جنگ اور بوق (وسل / سیٹی) بجائی تو سپاہی ڈر گئے اور کہنے لگے کہ کیا اتنے زیادہ سپاہی ہیں (لیث اور مونس کا صلح بھی ختم ہوگئی)۔

مونس سیدھے راستے سے آیا اور سبکری اس سے پہلے بروز اتوار محرم کے اوائل میں آیا تھا سبکری اور لیث کے سپاہ آمنا سامنا ہوا اور سخت جنگ لڑی اور دونوں گروہ کے لوگ مارے گئے اور لیث کے رفقاء پسپا ہو گئے مگر لیث نے ہار نہ مانی اور جنگ لڑتا رہا۔

بہت سے جنگجو قتل کر دیئے یہاں تک کہ اسکے پاس کوئی اسلحہ نہ بچا اور وہ گرفتار کر لیا گیا۔علی بن حمویہ نے اسے گرفتار کیا،اسکے ساتھ اس کے سالاروں کو بھی اور اسکی جائیدا، مال و دولت و اسباب سب غارت کر دیئے گئے لوٹ لئے گئے اور اس کا بھائی معدل اپنے سپاہ کے ساتھ نیشا پور چلے گئے، احمد بن سمی سبکری کے پاس چلا گیا۔

لیث بن علی کو بغداد لے گئے، وہاں قید کر لیا گیا اور سبکری واپس شیراز لوٹ آیا اور لیث بن علی کے ساتھ کافی سپاہی بھی تھے اور معدل دوبارہ نیشا پور سے کرمان چلا گیا اور وہاں سے مال و دولت حاصل کی۔

بات محمد علی احمد اسماعیل سے

پھر جب یہ خبر کہ لیث بن علی گرفتار ہو گیا سیستان پہنچی و محمد بن علی بن لیث نے سیستان کے لوگوں کو بلوایا اور ان سے بھلائی کی اور کہا" قضا کا کام ہے اب جو آپ لوگ بہتر سمجھو؟"

بو علی محمد بن علی بن لیث سخی و بے نیاز و فادار شخص تھا اور اس طرح کہتے تھے کہ "جوانمردی تمام و فاء سموئیل اور شجاعت عمرو بن معدی میں یہ سب چیزیں موجود تھیں اس میں ہر ادب و فضل موجود تھا۔

پھر لوگوں نے اس کے نام پر اتفاق کیا اور اسکی بیعت کر لی، اس نے اپنے بھائی کے خزانے اٹھائے اور سپاہیوں میں تنخواہ تقسیم کی، انہیں بخشش بھی دی، اصطبل اور دوسری چیزیں اپنی ہاتھ میں لیں لی، اس نے حکومت کا کام صحیح کر دیا۔

پھر معدل نے سارا کرمان غارت کر دیا اور وہاں سے مال و دولت لوٹ لی اور

سیستان کی طرف پلٹا اور بے اندازہ و بہت زیادہ مال اپنے بھائی کے پاس لے آیا اور بھائی نے اسے نوازا پھر اس نے سوچا کہ ایسا نہ ہو معدل کو حکومت کی لالچ ہو تو اس نے معدل کو قید کر یا اور قلعہ ارگ بھجوادیا، اس پر ایک شخص تعینات کر دیا، ہر روز اسکے دوستوں میں سے کئی دوست ملاقات کیلئے بھجواتا اور گانے والے کنیز و غلام الغرض اسے ہر سہولت میسر کر رہا تھا اور کہا" تم یہاں خوش رہو، میں نے اس لئے کیا کہ فتنہ نہ سر اٹھائے، اب میں ہی رہ گیا ہوں اور ایسا نہ ہو کہ تم میری مخالفت پر اتر آؤ۔

سیستان بُست و کابل وغزنین میں محمد بن علی بن لیث کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔
پھر جب لیث بن علی کو بغداد لے گئے اور سبکری خود کو مقتدر کے خاص لوگوں میں گننے لگا مقتدر نے احمد بن اسماعیل بن احمد جو کہ ماوراء النہر اور خراسان کا حاکم تھا کو خط بھیجا، اسے سیستان کی حاکمیت دی اور حکم دیا کہ "سیستان کی طرف سپاہی بھجواؤ"۔

احمد بن اسماعیل نے حسین بن علی بن حسن مروردی کو وہاں بھجوایا سپاہ سالار بنا کر اور اپنے بھانجے کو اسکے ساتھ سپاہی کے طور پر بھیجا، محمد بن علی بن لیث حکومت کے حوالے سے نا تجربہ کار تھا، حسین بن علی اپنے سپاہیوں کے ساتھ جنگ کی مکمل تیاری کے ساتھ آیا تھا۔ محمد بن علی بن لیث نے بہت سے سپاہی جمع کئے سوار، پیادہ اور گاؤں سے مزدور سپاہی بھی لئے اور وہ قصبہ میں نہ تھا یہ حسین علی کا لشکر شہر کے دروازے پر آ پہنچا، پھر راہ بتو میں انکا آمنا سامنا ہوا اور جنگ کا آغاز ہوا اور احمد بن محمد بن عمرو کے جسے "نیا" کہتے تھے کو شہر میں اپنا نائب بنایا وہ دن ہفتہ اور 25 جمادی الآخر۔

بہت سے جنگیں لڑی، ہر روز یہاں تک کہ جمعرات تک ماہ رجب کی تین تاریخ تک اور ہر دن دونوں گروہوں سے بہت سے لوگ مارے جا رہے تھے، جب جمعرات کا دن آیا تو حسین بن علی کے رفقاء نے تیر برسانا شروع کر دیئے اور دیگر کوئی اسلحہ استعمال نہ کیا، شدید تیروں کی بارش کی، اور جنگ کا بازار گرم کر دیا اور وہ کرائے کے سپاہی پسپا

ہوگئے جب لشکر نے پسپا ہوتے دیکھا تو وہ بھی انکے پیچھے پسپا ہو گئے، اس طرح کرائے کے سپاہیوں کی پسپائی کی وجہ سے تقریباً تین ہزار لوگ قتل ہو گئے، محمد بن علی شہر میں واپس لوٹ آیا بروز جمعہ اور لوگوں سے مشورہ کیا کہ کیا کریں؟"

آخر یہ بات طے ہوئی کہ " اپنے بھائی کو قید سے نکالو تا کہ تمہارے بازو مضبوط ہوں"

اس نے اپنے بھائی کو نکالا اور بہت مہربانی سے پیش آیا۔

بھائی نے اسے کہا کہ " تم قصبے کو سنبھالو اور میں شارستان کو سنبھالتا ہوں"

اسی گھڑی اس کے بھائی معدل بن علی نے طبل جنگ بجایا اور شارستان کے دروازے سنبھال لئے اور اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کر دی اور جب محمد کو پتہ چلا کہ دو طرف دو جانب سے لڑنا ہے تو ساتویں روز شہر چھوڑ دیا اور زکش کے راستے بُست چلا گیا۔

جب وہ بُست میں داخل ہوا تو ظلم جبر شروع کر دیئے قتل و غارت اور لوگوں کی زندگی عذاب میں ڈال دی اور ان سے مال و دولت چھین لی مختلف قسم کی اذیتیں دینے لگا

محمد بن علی کے بُست جانے سے پہلے ایک شخص بُست سے اٹھ کھڑا ہوا تھا جسے ابراہیم بن یوسف حریف کے نام سے جانتے تھے بروز جمعہ وہ میدان میں آیا اس نے اپنی آنکھوں میں سرمہ کیا ہوا تھا، نہایت برا لباس پہنا ہوا تھا، پھر اسکے آس پاس بچے، چھچھورے نوجوان وغیرہ جمع ہو گئے، دیوان وخزانوں اور اناج وغیرہ کو لوٹ لیا اور منبر پر بیٹھ کر احمد بن اسماعیل کا خطبہ پڑھا، کافی لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے، اس نے وہ کام کئے جو کسی نے بھی اس طرح نہ کئے ہونگے، اس طرح وہ مضبوط تر ہوتا گیا، بہت سے گھوڑے اس کے ہاتھ لگے اور ہر روز ان گھوڑوں پر سواری کرتا، اسکے ساتھ کئی غلام آ گئے جنہیں آج تک جنگ کا کوئی تجربہ نہ تھا۔ پھر جب فتح بن مقبل نے اسکی خبر سنی تو زمینداور سے اس پر حملہ کرنے آ پہنچا اور ابراہیم اس سے جنگ لڑنے باہر نکلا، پھر سخت لڑائی ہوئی،

بہت سے لوگ مارے گئے اور براہیم کے رفقاء پسپا ہوگئے، وہ میدانی علاقے کی طرف بھاگ گئے اور لاکھ ڈھونڈنے کے باوجود اسے نہ پا سکے، اس دن کے بعد کبھی کسی نے ابراہیم کونہیں دیکھا پتہ نہ کہاں گیا۔

فتح بُست میں داخل ہوا اور جب محمد بن علی بھی بُست میں داخل ہوا تو دونوں ایک ہوئے، ملکر قتل وغارت کرنے لگے اور مال وملکیت پر قابض ہونے لگے۔

لوگ خانقاہوں اور مقدس جگہوں میں جا کر دعائیں مانگنے لگے کہ اس ظلم کے خلاف کوئی راستہ مل جائے ۔یہاں تک کہ ایک روز صبح سویرے کسی کو خبر نہ تھی تو "خاستان" سے (خراسان) طبل کی آواز آنے لگی اور پتہ چلا کہ احمد بن اسماعیل ہے جو"ہری " سے سیستان کی جانب جا رہا تھا تو فراہ میں اسے بُست کی خبر ملی،اس نے کہا" محمد بن علی یہاں کیا کر رہا ہے؟" اس نے راہ بدلی اور اس طرف چلا آیا،لوگوں نے دیکھا" سیاہ لباس پہنے ہوئے ہے لوگ خوش ہوئے کیونکہ خراسان کا لشکر عادل تھا۔

جب یہ خبر محمد بن علی تک پہنچی اور اس نے حکم دیا اور مال و دولت اور پانی (راستہ دشوار گزار تھا) اٹھایا اور گریز کی راہ لی اپنے سپاہیوں کیساتھ۔

وہاں کے لوگوں نے احمد بن اسماعیل اور اسکی سپاہ کواجازت دی اور وہ شہر میں داخل ہوئے۔

پھر احمد بن اسماعیل نے حسین بن مت کوفوجی سواروں کے ساتھ محمد بن علی کے پیچھے بھجوایا اور رخد میں انہوں نے اسے جالیا اور گرفتار کر کے بُست لے آئے۔

احمد بن اسماعیل دریائے ہیر مند کے کنارے تک جا پہنچا اور مسلمانوں کے ساتھ عدل و انصاف و بھلائی کرنے لگا، سب کی امانت انہیں واپس کر دیں، بُست کی حکومت حاتم بن عبداللہ شاشی کو دے دی اور یہ حاتم ایک مسلمان عادل شخص تھا، لوگوں کے بیچ محمد مصطفیٰ ﷺ کے سنت کو تازہ کر دیا، احمد بن اسماعیل نے وہاں سپاہیوں کو اسی

فیصد 80% انعام دیا، اس کی خواہش تھی کہ بُست میں سیم (چاندی) کی کثرت ہو کہ وہاں ہر چیز سیم سے خریدی جاتی تھی یہاں تک کہ گھاس اور جلانے کی لکڑی (ایندھن) بھی پھر حکم دیا کہ یہ جو بھی لباس و اسباب خانہ کہ جو محمد بن علی نے لوگوں سے چھینے ہیں انہیں ان کے مالکوں کو واپس لوٹا دو۔ جتنے بھی لوگ آئے اور اپنے اپنے سامان پہچان کر لے گئے اور بقایا رکھ دیئے گئے وہ پچاسی دن بُست میں رہا اس دوران اس کے سپاہیوں نے اسے کچھ کرتے نہ دیکھا ماسوائے راتوں کو نماز ادا کرنا، دن کو روزہ رکھنا، جماعت دینا اور اذان وقرآن پڑھنا۔

یہاں سیستان میں معدل بن علی نے خود کو حصار میں لے رکھا تھا اور حسین بن علی اپنی سپاہ کے ساتھ "حبساباد" میں داخل ہوا دروازہ کوی سے۔ بروز ہفتہ 12 رجب معدل نے منجنیق لائیں اور جنگ کا آغاز کر دیا اور شارستان کے لوگوں سے جنگ چھیڑ دی عیاروں کو رعایا پر (لوٹ مار کیلئے) کھلا چھوڑ دیا۔

پھر حسین بن علی ربض میں داخل ہوا "دروازہ آکار" سے اور "سیجور" جو اسماعیل بن احمد کا آقا تھا نے بروز جمعرات 10 شعبان کو " کوشک یعقوبی" محل یعقوبی کی طرف کا دروازہ کھول دیا شارستان کے لوگ رفت و آمد کرنے لگے اور جو ہاتھ لگتا حصار میں لے جاتے یہاں تک کہ منگل کے دن 27 شعبان کو حسین بن علی نے اس دروازے کی جانب سے بھی محاصرہ کر لیا۔

خبر ملی کہ احمد بن اسماعیل بُست پہنچ چکا ہے اور محمد بن علی کو گرفتار کر لیا جب معدل نے یہ سنا تو حوصلہ ہار گیا اور صلح کی پیش کش کی اور کثیر بن احمد بن شہفور اور مشائخ شہر کو بیچ میں لے آیا، پھر انہوں نے صلح کروادی اور ان کے بیچ غلط فہمیاں دور کر دیں اور شارستان سے نکل کر حسین بن علی کی جانب آیا بروز جمعرات یکم ذی الحجہ سیجور شارستان میں داخل ہوا اور دروازے اکھاڑ دیئے، منجنیقوں کو آگ لگا دی اور اس دو ماہ پہلے احمد بن

اسماعیل نے سیستان سیمجور کو دیا تھا اور سیستان کا کام مکمل ہوا بروز جمعہ 2 زی الحجہ۔

پھر سیمجور نے حکومت سنبھال لی اور احمد بن اسماعیل بُست چلا گیا اور واپس نہ لوٹا اور حسین بن علی مروری کو خط لکھا کہ "لوٹ آؤ اور اپنے ساتھ معدل بن علی کو بھی ہری لے آؤ!"

احمد بن اسماعیل نے محمد بن علی کو اپنے ساتھ بُست سے اٹھایا اور ہری لے گیا۔ پھر احمد اسماعیل نے معدل بن علی کو "ھری" سے بخارا بھجوایا، اسکے ساتھ لوگوں کی تعداد کو 20 گنا کر دیا، اس کیلیئے ہر ماہ تین ہزار درھم بھجواتا رہتا تھا۔

پھر یہ ہوا کہ امیر المومنین مقتدر کا خط پہنچا احمد بن اسماعیل کو کہ "محمد بن علی کو بھجوادو"

پھر محمد بن علی کو بغداد بھجوادیا گیا۔

احمد بن اسماعیل نے سیستان کی حکومت بوصالح منصور بن اسحاق کو سونپ دی جو اسکا چچازاد بھائی تھا اور بوصالح سیستان میں داخل ہوا بروز جمعرات بارہ ربیع الاول۔

سبکری کی بات (قصہ سبکری کا)

اب بات کرتے ہیں سبکری کی

علی بن محمد بن فرات کا خط سبکری کو ملا کہ:

"مدینۃ السلام کی طرف بلایا گیا ہے اور اسکے اہل وعیال، مال و دولت شہر محمد بن جعفر عبرتابی گروگان کی طرف تھے اور بدر کو بن فرات کی طرف سے خط ملا کہ "سپاہ کے ساتھ شیراز میں رہو"

سبکری کو یہ بات اچھی نہ لگی کہ مقتدر کی طرف جائے۔ اس نے خط لکھا کہ محمد بن عبرتائی کو اور عمل پارس کو کرمان وسیستان میں خطبہ جاری کروایا اور بڑا مال و دولت بھجوایا اس کی طرف اور دو لاکھ ہزار دینار اسے بھجوائے، اس عنایت کے تحت جو سبکری نے

کئے تھے اور اسے خط لکھا اور ضمانت دی کہ ہر سال مقتدر کو تیرہ ہزار درہم ادا کریں گے (ٹیکس)۔

پھر عہد و منشور لایا گیا اور ان باتوں کے بعد اس کے اہل وعیال پر ہاتھ رکھا گیا (اہل وعیال محفوظ رہیں گے) اور یہ سب تدابیر عبداللہ بن محمد بن میکال کی تھیں۔

پھر عبداللہ بن میکانی نے "برجان" میں وفات پائی اور اسماعیل بن ابراہیم بمی کو سبکری نے وزیر بنایا، اس کی مدد کیلئے عبداللہ بن محمد بن قتال کو اس کے ساتھ رکھا گیا۔

پھر چند دن بعد سبکری سے مال و دولت طلب کی گئی اور سبکری سمجھ گیا کہ اتنا مال و دولت نہیں بھجواسکتا اور نہ وہ کہیں جمع کرسکتا ہے اور بہت ظلم وستم کے بعد دس ہزار درہم جمع کر سکا اور پھر یہ ہوا کہ سپاہ مقتدر شیراز کے دروازے پر پہنچ گئے اور سبکری سے جنگ لڑی،

سبکری ان سے پسپا ہوکر چلا گیا بروز بدھ ذی القعدہ کی چھبیس تاریخ۔ وہاں سے "سیرجان وہاں سے " بم" آیا اور سپاہی اس کی پیچھے وہاں پہنچ گئے اور سبکری نے "بم" کو اردگرد سے کھود دیا (خندق بنائی) اور صلح کی پیش کش کی۔

انہوں نے جواب دیا" کوئی چارہ نہیں۔ دربار تو چلنا پڑیگا"

پھر جمعہ کے دن 4 ذی الحجہ کو جنگ چھڑ گئی، سبکری پسپا ہوکر چلا گیا اور محمد بن خلف بن لیث اسکے معتبرین اور سالاروں کو گرفتار کرلیا گیا۔

بکری کے راستے سے ہوتے ہوئے سپہ پہنچا اور وہاں سے نہ آیا اور پھر طبس آیا اور اسے کوئی یاری نہ ملی کہ سیستان آئے اور وجہ یہ تھی کہ جو سلوک اس نے طاہر و یعقوب کے ساتھ کیا تھا محمد بن عمرو بن لیث کے دونوں بیٹوں کے ساتھ۔ وہ سمجھ گیا کہ سیستان کے لوگ اس پر غصے میں ہیں وہ وہاں سے "ھری" گیا احمد بن اسماعیل کی جانب خط لکھا کہ اس کی بات سنی جائے اور اسے خراسان میں رہنے کی اجازت دی جائے، اور اسے حکم دیا گیا کہ "مرو جاؤ اور وہیں جا کر بیٹھو" وہ وہاں چلا گیا۔

پھر احمد بن اسماعیل کو مقتدر کی جانب سے خط موصول ہوا کہ "سبکری" کو بھجواؤ" سبکری کو قید کر کر لیا گیا اور بغداد بھجوا دیا گیا ماہ جمادی الآخر میں۔

منصور اسحاق کی لوگوں کی مخالفت اور اسے پکڑنا۔

ابوصالح منصور بن اسحاق کے بارے میں بات

بوصالح منصور بن اسحاق جب سیستان آیا تو لوگوں سے بھلائی کی اور بڑے بڑے وعدے کئے مگر نبھایا ایک بھی نہیں اور لشکر کو لشکر گاہ میں پڑاؤ نہ ڈالا بلکہ حلفا باد لے آیا۔ وہ شہر میں داخل ہوا اور گھروں میں قیام کیا اور عہد قدیم سے سیستان کا ٹیکس ہزار درہم سے زیادہ نہ تھا وہ زیادہ مانگنے لگا۔

اور پھر سیستان کے لوگوں نے کہا" کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کی تابعداری کریں اور اولاد یعقوب وعمرو میں سے کوئی نہ بچا تھا ما سوائے بوحفص عمرو بن یعقوب بن محمد بن عمرو بن لیث کے وہ ابھی بچہ تھا فقط دس سال کا، انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ "اسے حکومت کی کرسی پر بٹھائیں گے اور خود اس کے آگے کام وحکومت کے فیصلے کریں گے اور ان سپاہ خراسان کو نکال دیں گے۔

محمد بن ھرمز مولہ کہ جسے "مولای سندلی" کہا جاتا تھا اور وہ محمد بن عمرو کا سرپرست تھا ایک بہادر شخص تھا وہ دربار گیا اور کہا" سیستان میں یہ رسم نہیں ہے کہ ٹیکس زیادہ مانگا جائے اور لشکر کو لشکر گاہ میں ہونا چاہیے اور یہ کہ لوگوں کی (مائیں بہنیں) بیوی ،بیٹیاں ہیں، بیگانہ لوگ گھروں اور محلوں میں آزادی سے نہ گھومیں۔

منصور بن اسحاق کا ایک بھانجا تھا جوان تیز تراروہ بولا:

"ہم محل و گھر و جماع (بیویاں / کنیزیں) خراسان سے نہیں لائے ہیں اور اس سے کم مال نہیں لیں گے جو ہمارے بیس گنا ہو"۔

مولای سندلی نے کہا" تمہیں بتاؤنگا! اٹھا اور چلا گیا۔

منصور بن اسحاق نے اس جوان سے کہا:

"یہ نہیں کہنا چاہیے تھا۔ لیکن یہ مرد ہمیں دھمکی دیکر گیا ہے۔

اسے ڈھونڈنے نکل پڑے مگر وہ انکے ہاتھ نہ آیا وہ جا چکا تھا۔

پھر سندلی بہادروں، دلیروں کے پاس گیا اور تدبیر سوچی، یہ لوگ جنگی لباس پہن کر آگئے وہ خود کمر بُستہ تھا ہر جگہ گیا اور دس بیس لوگ جمع کیئے اور پانچ سو مرد جنگی لباس سے لیس تھے اس وقت ہفتہ کی رات جمادی الاول سے تیرہ روز باقی تھے درفوازہ کرکوی سے داخل ہوا، وہاں منصور بن اسحاق کے رفقاء کا ایک گروہ موجود تھا اور اس گروہ سے جنگ لڑی کافی کو قتل کر دیا اور دوسرے پسپا ہو کر شہر میں داخل ہوگئے، شہر میں شور پھیل گیا، سب خاص و عام جمع ہو گئے اور لشکر سے سے کسی بھی سپاہی کو گھر، گلی، کوچے و بازار میں پایا اسے قتل کر دیا گیا اور سب مارے گئے۔

پھر قید خانے کی طرف بڑھے اور قید خانے کا دروازہ توڑ کر قیدیوں کو آزاد کر دیا وہ بھی ان کے ساتھ مل گئے۔

محمد بن عباس گورکن مردوں میں مرد تھا اور ر دونوں فریق سپاہیوں کے نہ ہونے کے باعث یکجا ہو گئے اور قصر یعقوبی کے محل اور اصطبل وغیرہ میں اور چھت پر جا پہنچے اور بہت سے سپاہیوں کو مار ڈلا اور گرفتار کرلیا۔

منصور بن اسحاق پسپا ہو کر شہر سے باہر نکل گیا، اس نوجوان کو گرفتار کر لیا گیا جو اس کا بھانجا تھا کوچہ زنان سے، کہ وہاں اندر چھپا ہوا تھا۔ سندلی نے اسے مہندی لگائی اور دوسرے دن گھوڑا بانوں کے ہاتھ دے دیا تا کہ اس کی صحیح رسوائی ہو، اس کی وجہ وہ جملہ تھا جو اس نے کہا تھا۔

منصور بن اسحاق محمد بن لیث کے گھر میں داخل ہو گیا تھا اور دوسرے دن چاہا

کہ لڑے مگر اسے کیا پتہ تھا کہ سپاہی کوچے سے آئے ، اسے گرفتار کرلیا اور اسکی مال و دولت وملکیت و جائیداد و گھوڑے وغیرہ سب لوٹ لئے گئے۔

محمد مولای سندلی نے لوگوں کا مال قبضہ کرلیا اور ظلم کرنا شروع کر دیا، بونصر حمدان جوینی کو ایک بڑے لشکر اور آراستہ ترک (کہ جو منصور بن اسحاق کے ساتھ تھے) کو فراہ بھجوادیا محمد بن عباس سے جنگ کیلئے۔

اس نے جنگ نہ لڑی اور کہا" میں فرمانبردار ہوں" اٹھا اور ان کے ساتھ مل گیا جب وہ شہر کے پاس پہنچا تو ناامید لوگوں نے بونصر حمدان جوینی کو قتل کر دیا، بونصر کے رفقاء پسپا ہو گئے، وہ شہر کے پاس آیا اور دوسر لوگ بھی جمع ہو گئے اور مولا اس کے ساتھ جنگ کیلئے باہر نکلا اور سخت لڑائی ہوئی اور بہت سے لوگ مارے گئے اور آخر میں مولا بھی پسپا ہو گیا اور ھیرمند کے کنارے کی طرف چلا گیا۔

گورکن کو شک یعقوبی (محل) میں داخل ہو گیا اور معتبرین بھی اسکے ساتھ مل گئے اور بوحفص کو باہر لے آئے اسے حکومت سونپ دی اور اس کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ بروز جمعہ 12 رمضان المبارک۔

بوحفص نے منصور بن اسحاق کو طلب کیا جو اس سستی سے بھاگ گیا تھا، گبری کے محل کے نزدیک مصلح جا چھپا تھا اسے ڈھونڈ لیا، اسے لے آئے، اس سے بھلائی کی اور انعام وکرام سے نوازا اور اسے اپنے پاس رکھا۔

بوحفص عورتوں کے محل میں سوتا اور گورکن محل یعقوب میں ہوتا، مولا نے پھر سے لوگ جمع کئے، جنگجو وغیرہ شہر و گاؤں سے جمع کئے اسی رات اور طبل جنگ بجایا۔

گورکن مستی میں تھا، اسے کچھ ہوش نہ تھا۔ آخر اسے بیدار کیا گیا اور وہ بیٹھ گیا جمعہ کی رات تھی شوال میں چودہ دن باقی تھے اور جنگ لڑی گئی، آخر میں مولا پسپا ہوا اور گورکن اس کے پیچھے روانہ ہو گیا اور مولا کوچہ زنان میں پہنچا اور کوچے میں داخل ہوا اور

ایک عورت نے چھت سے اس کے سر پر "ھاون" (برتن کافی وزنی) اس کے سر پر دے مارا اور وہ گھوڑے سے گر گیا اور اسکا سر پھٹ گیا اور گورکن وہاں پہنچ گیا اسکو سر سے پکڑا اور اسے پھانسی دی۔

گورکن کا کام صحیح ہو گیا اور وہ خود پسند ہو گیا اور اس نے کہا کہ "یہ کام میں نے بزور شمشیر کیا ہے"

بروز ہفتہ 20 شوال گورکن بوحفص کے پاس آیا اور معافیاں مانگیں، اپنی مجبوریاں بتائیں، اسے اور معتبرین کو کوشک یعقوبی (محل) لے آیا، پھر گروکن معتبرین کے خلاف کام کرنے لگا اور معتبرین جمع ہوئے کہ اس کو قتل کر دیں، جب گورکن نے یہ صورتحال دیکھی تو بوحفص کو "خضرا" لے گیا اور اسے سامنے عاجزی سے پیش آنے لگا (حکومت اسے سونپ دی) اور معتبرین و عام لوگوں نے اسے دیکھا اور اس کے قتل کے ارادے سے رک گئے۔

گورکن نے منصور بن اسحاق کو ارگ بھجوایا، اور خود لوٹ آیا، پھر معتبرین نے گورکن پر حملہ کر دیا کہ جس طرح وہ سوچ رہے تھے، گورکن بھاگ گیا اور چھپ گیا اور کسی کو بوحفص کی طرف بھیجا، اس نے اسے امان دی اور وہ باہر آ گیا۔

آمدن سیجور اور پھر فرار ہو جانا

جب منصور بن اسحاق کی خبر احمد بن اسماعیل تک پہنچی کہ اس کے ساتھ کیا گزری وہ اب تک قید میں ہے تو حسین بن علی مروردی کو ایک بڑے لشکر اور سالاروں کے ساتھ سیستان بھجوایا، احمد دراز بھی اس کے ساتھ سیستان آیا۔20 ذی القعدہ اور اسی سال وحلفا باد کے دروازے سے شہر میں داخل ہوا، اور بہت سی جنگیں لڑیں اور اسے شہر میں نہ چھوڑا گیا۔

پھر وہاں سے نیشک گیا اور شہر میں داخل ہوا، شہر سے کسی کو معتبرین اور رئیسوں کی طرف بھجوایا اور ان سے بھلائی سے پیش آیا۔

پھر چند دن قیام کیا اور سپاہیوں کو دولت دی اور "ربض" کے لوگوں نے اس سے امیدیں باندھ لیں اور اس دن سخت لڑائی ہوئی، گورکن و بوحفص شارستان چلے گئے اور حسین "ربض" میں داخل ہوا، اور لوگوں کو انعام و کرام دیا اور بھلائی کی۔

ابوبکر بن مظفر اور سیجور سپاہیوں سمیت حسین بن علی کی مدد کو پہنچ گئے، ان کے درمیان بہت سے جنگیں ہوئیں۔

بالآخر صلح کرلی گئی، حسین بن علی نے سب کو امان دے دی۔ پیر کی رات 14 شوال صلح ہوگئی اور منصور بن اسحاق کو "ارگ" سے نکال لایا گیا، گورکن زنگالور اور دوسرے جنگجو سب حسین بن علی کے پاس آگئے، اس نے سب سے بھلائی کی، انعام و کرام دیا اور منصور بن اسحاق کو دوبارہ حصار بھجوادیا۔

بروز پیر شوال کو منصور بن اسحاق خراسان کی جانب چلا گیا اور بولا "میں آج دوزخ رستم سے جنت پہنچ گیا ہوں، دوبارہ کبھی سیستان نہیں جاؤنگا۔

بوحفص اپنے رفقاء کے ساتھ حسین بن علی طرف گیا، حسین بن علی سے بھلائی کی اچھے وعدے کئے اور احمد بن اسماعیل کو اس بارے میں خط لکھا۔

خط کا جواب ملا کہ ان سب کو اپنے ساتھ لے آؤ، یہ شہر اور حکومت سیجور کے حوالے کردو"۔

حسین کو یہ بات اچھی نہ لگی وہ اپنا حکم چلانا چاہتا تھا، اس کے جنگجو سارے پریشان ہوگئے اور سیجور نے بھلائی شروع کردی اور لوگوں کے دل جیت لئے۔

آخر، حسین بن علی نے گورکن کو قید کردیا، بوحفص اور دیگر جنگجوؤں کو بھی قید کئے بغیر اپنے ساتھ لیا گیا، بروز جمعرات 14 ذی الحجہ۔ جب وہ "ھری" پہنچا تو بوحفص اور

جنگجوؤں کو اپنے پاس ہی رکھا اور پھر اسے قتل کر دیا اور احمد بن اسمٰعیل کی طرف بھجوایا مگر زنگالور کو اپنے پاس ہی رکھا، پھر اسے قتل کر دیا اور احمد بن اسماعیل نے بوحفص کو سمرقند بھجوایا اور جنگجوؤں کے بارے میں حکم دیا کہ انہیں قتل کر دو، اور بومنصور جیہانی بُست سے سیستان آیا ماہ ربیع الاول کے شروع میں سیستان کے لوگوں نے احمد بن اسماعیل کی طرف قاصد بھجوایا، جب قاصد بخارا کی حدود میں پہنچا تو احمد بن اسماعیل کو اس کے دو غلاموں کو جیحون کے کنارے قتل کر دیا اور بوبکر کی تعلیمات تھیں جو دبیر تھا 22 جمادی الآخر اور تمام سپاہیوں اور لوگوں نے نصر بن احمد (احمد بن اسماعیل کے بیٹے) کی بیعت کی، سلطنت کے کام کو عبداللہ جیہانی نے چلانا شروع کیا اور قاصد واپس بلوالئے۔

جب احمد بن اسماعیل کے قتل کے خبر سیجور تک پہنچی تو اس نے شہر کو سنبھالنے میں مردانگی اور بہادری دکھائی اور سپاہیوں کے بیچ اختلاف شروع ہو گئے، بوبکر بن مظفر وہاں سے حسین بن علی کے پاس "ھری" چلا گیا اور بہت سے سالار بھی اس کے ساتھ چلے گئے اسی طرح ایک ایک کر کے سب جانے لگے اور یہاں تک کہ سیجور اپنے خاص لوگوں کے ساتھ تنہا رہ گیا اور اسے خبر بھی نہ ہوئی جنگجوؤں نے اس پر شب خون مارا، وہ اس قابل نہ رہا کہ جنگ کر سکے یا جواب دے سکے اور وہ شہر سے پسپا ہو کر بھاگ نکلا اور قھستان کی راہ لی ماہ 8 رمضان المبارک کو۔

فضل حمید کی آمد

لوگ احمد بن محمد بن عمرو کیطرف گئے جو "لیا" کے نام سے مشہور تھا، اس سے کہا کہ شہر کو سنبھالو، ابو یزید خالد بن محمد بن یحییٰ کرمان کا سرمایہ دار شخص تھا اور اس نے سیستان کے حوالے سے مقتدر کو خط لکھا اور محمد بن حمدان کی اس بات کو تحریک دینے کی بات کی۔

پس مقتدر کا جواب آیا اور سیستان کی حکومت فضل بن حمید کو دی گی اور محمد بن حمدان کو اپنی خلافت سیستان بھجوایا اور سمرہ بن ربیع کو اسکے ساتھ بھجوایا۔

اس درمیان ایک جولا ھا اٹھا "اوق" کے نواح سے اور اس کا نام "ملیح" تھا اور اس کے ساتھ ایک گروہ اور ادھر اُدھر کے لوگ جمع ہو گئے اور شہر میں شور شروع کر دیا کہ یہ شہر ہمارا ہے اور بدھ کے دن اپنے نام کا خطبہ شہر میں پڑھایا۔

ایک نے اس سے کہا:

"اے امیر! خطہ کی رسم وعادت جمعہ کے دن ہے"

اس نے کہا!

"ٹھیک ہے مگر میرے پاس جمعہ تک کا وقت نہیں ہے"

اسی طرح ہوا کہ احمد "نیا" اپنے جنگجوؤں کے ساتھ باہر نکلا، جس دن اس نے خطبہ دیا تھا اسی دن اسے قتل کر دیا گیا۔

دوسرے دن وہ محمد بن حمدان اور سمرہ بن ربیع کو خوش آمدید کہنے کیلئے شہر سے باہر آئے اور انہیں تعظیم و جاہ وجلال سے شہر کے اندر لے آئے۔ ماہ ذی القعدہ کی ابتداء میں۔

فضل بن حمید شہر میں آیا اور لوگ پرانی روش پر چلے (اسکے حکم پر کاربند ہوئے) خالد بن محمد بھی اس کے ساتھ تھا اور خالد کو سرای بوالحسینی (محل) کے اندر لایا گیا، فضل حمد کو سرای یوسفی (محل) میں ٹھہرا گیا۔

چند روز گزر گئے تو محمد حمدان کو " کمر زھیر بھجوایا اور جنگجوؤں نے اسے وہاں قتل کر دیا، پورا شہر فکر مند ہو گیا، پھر فضل اور خالد دونوں نے وہاں سے جانے کا ارادہ کیا اور جب رات ہوئی تو فریقین میں جنگ چھڑ گئی۔

محمد بن حمدان اپنے آقاؤں کا نافرمان ہو چکا تھا غلے اور مال سلطانی پر اپنا ہاتھ

کھلا چھوڑ دیا (مال، سلطانی کا خود استعمال کرنے لگا) فضل بن حمید نے اس پر حملہ کیا اور اسے وہاں سے قتل کر دیا، اسکے رفقاء کو ادھر ادھر بکھیر دیا بہت سو کو گرفتار کر لیا اور شہر لے آئے تب جا کر شہر میں سکون ہوا۔

پھر ان جنگجوؤں کی پکڑ دھکڑ شروع ہوئی، انھیں قید کر کے کرمان بھجوایا گیا اور فضل نے خراج اکٹھا کرنا شروع کر دیا اور "بدر" نے اسے مدد پہنچائی فارس سے اور حکم دیا کہ بُست جاؤ۔

بومنصور جیہانی بُست میں تھا۔ بومنصور نے بُست کی حکومت احمد بن اسماعیل کو دی تھی اور وہ کچھ عرصہ بُست میں رہا اور جب اسے قتل کر دیا گیا انصر بن احمد اس کی جگہ بٹھایا گا تو بومنصور بُست میں داخل ہوا۔

خالد بن محمد نے بومنصور جیہانی کو خط لکھا کہ "بست کو چھوڑ دو اور چلے جاؤ "اس نے اس کا حکم نہ مانا اور بُست سے نہ گیا۔ پھر فضل بن حمید اس سے جنگ کرنے کیلئے بُست کو نکلا آٹھ جمادی الاول کو۔ جب وہ نوزاد پہنچا۔ بومنصور اس کے سامنے آیا، سخت جنگ ہوئی اور بومنصور جیہانی پسپا ہو گیا اور اپنے گروہ کے ساتھ چلا گیا زابلستان کی طرف سعد طالوانی کے پاس۔ فضل حمید بُست میں داخل ہوا، بروز جمعرات جمادی الاول سے چھ دن پہلے۔ چند روز وہاں رہا پھر وہاں سے سیستان آ گیا فرح بن نارجوح کو وہاں اپنا نائب مقرر کیا۔

جب بومنصور جیہانی سعد کے پاس پہنچا تو دونوں نے بُست جانے کا ارادہ کیا جب یہ روداں پہنچے تو ان پر حملہ ہوا، ان کے بہت سے لوگ مارے گئے اور بالآخر حملہ پسپا ہوا اور بومنصور جیہانی اور سعد دونوں بُست میں داخل ہوئے۔

فتح سیستان میں داخل ہوا اور فضل بن حمید سخت بیمار تھا اور بدر کی طرف جو پارس میں تھا خط لکھا کہ " کسی کو میری جگہ بھجواؤ" اور اپنے مال و دولت کا ذکر کیا، بدر نے محمد بن طریل کو بہترین سپاہیوں کے ساتھ بھجوایا۔

بروز منگل ماہ ذی القعدہ میں پانچ دن باقی تھے کہ وہ شہر میں داخل ہوا اور وہاں سے زمینداور چلا گیا، بونصر جیہانی اور طالقانی نے اس سے معمولی سی جنگ لڑی بونصر جیہانی پسپا ہو کر فرار ہو گیا طالقانی گرفتار ہو گیا ماہ محرم کے دوسرے دن وعد کو کجاوہ میں سیستان بھجوایا گیا۔

خالد بن محمد بن یحیا زابلستان گیا اسکے ہمراہ محمد بن طریل تھا تمام کام صلاح سے ٹھیک کیئے، سیستان لوٹ آیا۔ 24 جمادی الاول کو اور سعد طالقانی کو آزاد کیا اور اس سے نہایت بھلائی سے پیش آیا۔

محمد بن طریل فوت ہوا اسی ماہ میں وجہ یہ تھی کہ وہ اس عرصے میں کافی بیمار تھا۔

بات خالد محمد اور کثیر احمد کی

حسین بن علی مروری نے بو اسحاق زیدوی کو "اسفزار" بھجوایا ایک بڑے لشکر کے ساتھ کہ " کچھ انتظار کرو تب تک کہ سیستان کو حاصل کر لیں۔

جب خالد بُست لوٹا تو اس کو بو اسحاق زیدوی کی خبر ملی اس کی طرف ایک بھلائی بھرا خط لکھا اس سے بہت وعدے کیئے بو اسحاق خط ملتے ہی اس کی طرف آ گیا خالد نے اس سے نہایت بھلائی کی انعام و کرام سے نوازا اور سیجور سے جنگ کیلئے اسے سپاہیوں سمیت قھستان بھجوایا، سیجور قھستان سے بھاگ نکلا اور بو اسحاق نے قھستان پر قبضہ کر لیا وہیں قیام کیا۔ بدر نے پاس سے زید بن ابراہیم کو سیستان بھجوایا کہ ٹیکس لے آئے، جب یہ بات خالد تک پہنچی تو اس نے لوگوں کو جمع کیا اور اس بات سے آگاہ کیا۔ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کسی اور کو نہیں چاہتے اور نہ کسی اور کی ضرورت ہے ماسوائے آپ کے اور خالد کے دل میں خیال آیا کہ بدر کی اطاعت نہ کرے اس نے فراہ کی راہ لی۔

اس درمیان سمجور نے قھستان پر حملہ کر دیا بو اسحٰق زیدوی سے جنگ لڑی اور بو اسحاق پسپا ہو کر خالد کی جانب فراہ جا نکلا۔

فتح جو بُست میں تھا خالد کا نا فرمان ہو چکا تھا۔ خالد نے فراہ سے بُست کی راہ لی اور بو اسحاق زیدوی اس کے ساتھ یکجا و باہم چلا آیا انہوں ے جنگ لڑی اور فتح کو گرفتار کر کے سیستان لے آئے یہ واقعہ ماہ جمادی الآخر میں ہوا اور بو اسحاق زیدوی "ہری" چلا گیا۔

جمعہ کے دن گیارہ شوال خالد نے منشیوں والا لباس اتار دیا اور سپاہیوں والا لباس پہن لیا بدر کے نام کا خطبہ نکال کر اپنا نام خطبہ میں ڈال لیا اور کرمان کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ بروز منگل شعبان کی آخری رات وہاں سے نکلا "بم" جا پہنچا اور وہاں دار لیجر د گیا۔ بدر کے سپاہی وہاں پہنچ گئے سخت لڑائی ہوئی، خالد کے سپاہی پسپا ہو گئے خالد کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔ اسکے سپاہی بدر کی امان میں آ گئے۔

کثیر بن احمد بن شہفور خالد کے سپاہ میں موجود تھا جب خالد کا قتل ہوا تو وہ وہاں سے سیستان آ گیا بروز ہفتہ ذی القعدہ میں آٹھ روز باقی تھے ایک سپاہیوں کا گروہ بھی اسکے ساتھ تھا کثیر نے لوگوں سے نیکی بھلائی کی، عدل و انصاف سے کام لیا اور لوگوں کو انعام و کرام دیا بُست و رُخد و زمینداور خطوط لکھے پھر یہ علاقے اس کے طابع ہو گئے۔

کثیر نے بو سہل بن حمدان کو بُست بھجوایا، جب وہ بُست پہنچا تو کثیر بن احمد سے بغاوت کر لی پھر کثیر بن احمد نے اپنے داماد محمد بن قاسم کو سپاہیوں سمیت وہاں بھجوایا اور سہیل بن حمدان کو گرفتار کر کے سیستان لے آئے ،کثیر نے حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا اسکے ناک و کان کاٹ دیئے گئے۔

پھر بو اسحٰق زیدوی ایک جنگجو گروہ کے ساتھ کثیر پر حملے کیلئے آیا ماہ صفر میں، کثیر نے محمد بن قاسم کو ان سے جنگ کیلئے بھیجا جنگ ہوئی، بو اسحاق زیدوی پسپا ہو گیا اس

کے بھائی بوزکریا زیدوی کوفتار کرلیا گیا، بو اسحاق خراسان نکل گیا اور اس کے رفقاء میں سے کافی لوگ گرفتار ہو گئے اور یہ جنگ ماہ ربیع الآخر میں ہوئی۔

پھر مقتدر نے عباس شفیق کو بطور قاصد کثیر بن احمد کی طرف بھجوایا کہ "بدر کے زیر فرمان آجاؤ"

لوگ جمع ہوئے اور کہا" ہم کسی اور نہیں مانتے سوائے خالد کے"

پھر بدر نے زید بن ابراہیم کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ سیستان بھجوایا، جب وہ شہر کے پاس پہنچے تو کثیر کے رفقاء و جنگجوؤں نے شہر سے باہر نکل کر ان سے جنگ لڑی بدر کے سپاہی پسپا ہو گئے اور زید بن براہیم کو گرفتار کرلیا گیا، بدھ کے دن کے ہوا، ماہ رجب سے چودہ دن باقی تھے۔

پھر عباس شفیق دوسرے راستے سے سیستان آیا، اپنے ساتھ فرات کے بیٹے اور بدر کا حکم کہ زید بن ابراہیم کو آزاد کرو۔

کثیر بن احمد نے زید کو آزاد کر دیا اسے انعام و کرام دیا ایک گھوڑا۔ دو خچر اور پانچ اونٹ دیئے درھم دینار بمعہ دس تھال کپڑا اسے بھجوا دیا اور عباس شفیق کو چھ لاکھ درہم دیئے کہ "انہیں لازماً فُرات کے بیٹے تک پہنچانا"۔

جب ہفتہ کا دن تھا اور شوال سے دو دن باقی تھے کثیر بن احمد کرکوی کی جانب تترہ کے راستے نکلا، وہ کجاوہ میں اپنے غلام تکین کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا سالار و غلام بھی اس کے ہمراہ تھے، اس کے یار و رفقاء پلٹے اونٹ کو بٹھایا اور اس کے قتل میں طرابیل اور احمد بن قدام نے پہل کی، عصر کی نماز کے قریب اسے قتل کر دیا گیا۔

کثیر بن احمد نے بو یعقوب کو کوڑا مارا تھا، پھر اس نے کور کتر کو حکم دیا کہ اسے اسی روز قتل کر دو۔ اس وقت بو یعقوب غصے میں تھا، پھر وہ کور کتر کے محل گیا اور اس نے کہا کہ " کثیر کو نہیں مارا"؟۔

وہ بولا "اے عقلمند! ابھی کثیر کے قتل میں پورا دن پڑا ہے"
پھر یہ ہوا کہ خبر ملی کہ کثیر کو قتل کر دیا گیا۔

احمد بن قدام اور عبداللہ احمد کی بات

احمد بن قدام شہر میں داخل ہوا اور کوشک یعقوبی (محل) میں داخل ہوا روز اتوار شوال سے ایک رات باقی تھی ایک گروہ کو بُست بھجوایا مگر انہیں بُست میں داخل نہ ہونے دیا گیا، پھر خود چل کر بُست پہنچا، احمد بن بہمن کو سیستان میں اپنا نائب بنایا۔
پھر سیستان میں ایک گروہ محمد بن قاسم کو حاکم بنانے کے خواہش مند تھے کیونکہ وہ داماد کثیر بن احمد تھا، محمد بن قاسم زابلستان میں کثیر کا کارکن تھا، پھر محمد بن قاسم بُست کے دروازے تک بمعہ سپاہ پہنچ گیا، سخت جنگ لڑی اور پھر احمد بن قدام کو فتح حاصل ہوئی۔
محمد بن قاسم پسپا ہو کر سیستان چلا آیا اور احمد بن قدام نے اسکے پیچھے وہاں اپنے سپاہی بھجوائے وہ وہاں سے فرار ہو کر زابلستان چلا گیا۔
اور احمد بن قدام نے مطہر بن طاہر کو بُست دیا، پھر محمد بن حمدان جو سپاہ سالار تھا کو اسکی مدد کیلئے اس کے ساتھ ایک گروہ سپاہ کے ساتھ بُست بھجوایا اور خود سیستان آ گیا اور پھر خبر ملی کہ محمد بن حمدان نے مخالفت کر لی ہے اور بُست پر حملہ کر دیا، اسی دوران خبر ملی کہ محمد بن قاسم اور طفان نے بُست پر قبضہ کر لیا، اور احمد بن قدام یہاں سے بُست گیا اور دشت بکان میں جنگ ہوئی اور طفان پسپا ہو کر چلا گیا۔
احمد بن قدام نے محمد بن قاسم کے پیچھے سپاہی بھجوائے انہوں نے اسے ڈھونڈ نکالا، گرفتار کر لیا اور اسے دروازہ طعام لا کر قتل کر دیا۔
پھر احمد بن قدام نے احد بن ترکہ کو قید کر لیا اور اسے " کوثر بھجوایا حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا ماہ جمادی الاول میں۔

احمد بن قدام سیستان آیا اور طفان کی تلاش میں سپاہی بھجوائے وہ زمینداور کے پاس انہیں مل گیا، سخت جنگ کے بعد طفان کو گرفتار کر لیا گیا اور اسے سیستان لے آئے اونٹ پر باندھ کر اور ایک تختے پر بٹھا کر بروز ہفتہ گیارہ رمضان حکم ہوا، پھر اسے قتل کر دیا گیا۔

جب طفان قتل ہوا پھر عبداللہ بن احمد کی تلاش شروع کر دی، عبداللہ وہیں آس پاس چھپا ہوا تھا اور کسی کو خبر نہ تھی بروز شب منگل 13 جمادی الاخر تک وہ چھپا رہا "لب بارگین "دروازہ پارس نو کے پاس، پھر طبل جنگ کی ہلکی سی آواز آئی احمد بن قدام" کوشک یعقوبی (محل) سے باہر آیا، سپاہیوں کی طرف نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ عبداللہ بن احمد ایک لشکر کے ساتھ جنگ میں مصروف ہے، جب جنگ کی آواز شہر کے اندر تک پہنچی تو لوگ سمجھ گئے، لوگوں نے عبداللہ بن احمد کا ساتھ دیا، احمد بن قدام چند لوگوں کیساتھ پسپا ہو کر چلا گیا، لب بارگین سے ہوتا ہوا بُست جا پہنچا۔

عبداللہ بن احمد " محل یعقوبی" میں داخل ہوا، ذخائر مال و اسلحہ جو بھی احمد بن قدام کی ملکیت تھی وہ ساری اس کے ہاتھ لگ گئی اور جتنے بھی "سکزی" سیستانی جو احمد بن قدام کے ساتھ تھے وہ سب عبداللہ بن احمد کے پاس آ گئے اور ہندو احمد بن قدام کے ساتھ بُست چلے گئے اور طلحہ بن سوار کو لشکر کے ساتھ بھیج دیا۔

پھر عبداللہ بن احمد نے سیستان میں طرابیل ہندو جو ہندوؤں کا سپہ سالار تھا کے دو بیٹوں کو قید کر لیا (یہ ہندوؤں پر یعقوب کا سپہ سالار تھا) اور اسی بیچ طرابیل کا خط عبداللہ بن احمد کو ملا کہ "امان دیں تو پیش ہو جاؤں"

عبداللہ نے اسے امان دی، لباس دیا، انعام و کرام اسے بھیجا کہ آ جاؤ......

طرابیل سیستان آیا اور احمد بن قدام رُخد میں تھا جب طرابیل آیا تو اس کے ملنے سے سپاہ بڑھ گئے عبداللہ بن احمد مزید طاقتور ہو گیا، اس نے سپاہی جمع کئے اور احمد

بن قدام پر حملے کا ارادہ کیا، اپنے بیٹے عزیز کو سیستان میں اپنا نائب بنایا اوائل ماہ رمضان۔

اس نے بہت طاقتور لشکر بنایا اور چاہا کہ بیابان کے راستے جائے خبر ملی کہ احمد بن قدام نے بیابان کی مختلف جگہوں پر پانی کے ذخیرے خراب وختم کردیئے ہیں پس وہ دوسرے راستے سے چل پڑا اور نوقان پہنچے، احمد بن قدام ان سے جنگ کیلئے باہر نکلا، سخت جنگ لڑی اور آخر میں احمد بن قدام پسپا ہوگیا، سپاہیوں نے اس کا پیچھا کیا جب اس کے قریب پہنچے تو گھوڑا رک گیا اور وہ پیادہ ہوا تو سپاہی بھی وہاں پہنچ گئے اور اسے گرفتار کر لیا بروز ہفتہ 26 رمضان۔

احمد بن قدام کو سیستان لایا گیا اور عید کے دوسرے دن احمد بن قدام کے سپاہ سالار سمیجور کو عبداللہ بن احمد نے مال و دولت سمیت گرفتار کرلیا اور مطہر بن طاہر کو حکم دیا "بست کے لوگوں سے ہزار ہزار درھم لو"

عبداللہ بن احمد خود رُخد گیا اور وہاں سے بُست۔

شعارِ امیر بوجعفر کو پالینا

جب اتوار کا دن تھا 21 محرم اور سیستان کے عام لوگوں نے عزیز بن عبداللہ پر حملہ کیا اور اسے نکال کر شعار میر بوجعفر احمد بن محمد بن خلف بن لیث کو ڈھونڈ نکالا، اسے حاکمیت عطاء کی۔

وہ ابھی تھوڑا ہی بڑا ہوا تھا البتہ عقل میں بوڑھوں جیسا تھا (با صلاحیت تھا) کافی پڑھا لکھا تھا شان شاہی اور بڑائی وقابلیت اپنے اندر رکھتا تھا، شہر کے بدمعاشوں نے قتل و غارت گری اور جلاؤ گھراؤ شروع کر رکھا تھا۔ جب امیر بوجعفر نے یہ صورتحال دیکھی تو کچھ احتیاط کرنے لگا اور بے کار کے کام چھوڑ دیئے اور خود پوشیدہ ہوگیا۔

جب اس کے چھپنے کی خبر عزیز بن عبداللہ تک پہنچی تو وہ پہلے تو پسپا ہو گیا تھا دوبارہ سے واپس لوٹا، جب وہ شہر کے دروازے پر پہنچا تو جنگجوؤں نے امیر جعفر کو نعرہ لگایا اور کہا "ہرگز ہم پر کوئی سپہ سالار حکومت نے کریگا ماسوائے اس کے (امیر ابوجعفر کے)"

جب عزیز نے یہ دیکھا تو وہاں سے لوٹ گیا اور کاروانسرای ربیع کی طرف لوٹ گیا۔

امیر بوجعفر کی خبر جب عبداللہ بن احمد تک پہنچی تو وہ بے چین ہو گیا اور اسے نیند نہ آئی جب تک وہ سیستان پہنچ گیا، اس نے شہر کا حال بدلا ہوا دیکھا، لوگوں وجنگجوؤں کے دل میں اپنے لئے نفرت پائی اور کوئی بھی اس کے پاس نہیں آیا، لوگوں میں ابوجعفر کی محبت پائی اور اس کی علامات کو ظاہراً دیکھا تو حیران ہوا اور شہر لوٹ گیا۔

جنگجوؤں نے "بوجعفر کی حمایت میں نعرے لگائے اور امیر بوجعفر اپنے گھر میں بیٹھا اور ہر طرف جاسوس کے ذریعے بڑی تیزی سے خطوط بھجوائے، اسی طرح میہم بن رونک کو خط بھجوایا جو عبداللہ بن احمد کے ہاتھوں حاکم رُخد تھا کہ "سالاروں اور امیروں دوستوں کو جو وہاں ہیں کا لازماً خیال رکھنا اور انہیں میری طرف سے انعام و کرام سے نوازنا اور بڑے عہدے عطا کرنا" اسی طرح حمک بن نوح کی جانب لکھا تھا کہ "رخد چلے آؤ، لوگ جمع کرو، میری بیعت کرو، انہیں بھی کراؤ" سب نے اس کے احکامات کو قبول کر لیا، میہم نے جب امیر جعفر کے باہر آنے کی خبر سنی تو عبداللہ بن احمد کا ساتھ چھوڑ دیا اور امیر جعفر کا خطبہ پڑھنے لگا، حمک رُخد پہنچا، عبداللہ بن احمد کے حکم کے مطابق محمد بن محمد بن ابی تمیم کو خلیفہ بُست بنا کر بھیجا، لوگوں نے اسے شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور امیر بوجعفر کی پیروی کی اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگے۔

جب خطبہ بُست کی اطلاع میہم کو رُخد میں ملی تو وہ رُخد سے واپس آیا اور بوجعفر کی بیعت کی اور لوگوں سے کہا "اسے کچھ ہی دن ہوئے ہیں کہ یہ حکومت سنبھالی اور آگے بھی پوشیدہ طور پر سب کچھ صحیح کر دے گا۔

عبداللہ بن احمد سیستان میں بے یارو مددگار رہ گیا تھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے اور کہاں جائے اسے کسی پر اعتماد بھی نہیں رہا تھا کہ سب کے سب بوجعفر کی طرف چلے گئے تھے اس سے مل گئے تھے۔

پس امیر بوجعفر نے میہم کے جانب خط لکھا کہ "اٹھو اور سیستان آؤ! سپاہ سالاروں کے ساتھ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور اس عہد کو تازہ کرو"

میہم بُست سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سپاہ کے ساتھ اپنا جان و مال قربان کر کے چلا اور کہا" ہمیں سردار مل گیا ہے بادشاہ کی یادگار اور بیگانوں کی خدمت (سے نکل کر اپنے آقا کی خدمت میں آگئے) اور ان کی بندگی سے جان چھوٹ گئی"۔

جب مہیم سپاہیوں کے ساتھ سیستان پہنچا تو عبداللہ بن احمد کو اس بات کی خبر نہ تھی اور جنگجوؤں کی آنے کی خبر عبداللہ کو ملی، اس نے طبل جنگ اور نقاروں کی آوازیں سنیں اور میہم وہاں پہنچ گیا اور نہ میہم کو اس کی خبر تھی اور نہ اسے میہم کی خبر تھیں اور ایک نہ ہونے والی جنگ چھڑ گئی اور سخت جنگ ہوئی اور میہم کے سپاہ و دوستوں نے زبردست ماہرانہ جنگ لڑی نئی حکومت اور روزگار کے حصول کیلئے اور عبداللہ بن احمد پسپا ہو گیا۔

اس وقت یہ خبر امیر بوجعفر تک پہنچی اور وظاہر ہو گیا (باہر نکل آیا) محل یعقوبی سے نکلا اور حکومت کی کرسی سنبھالی اور یمان بن حذیف کو عبداللہ بن احمد کو پیچھے بھجوایا، یمان نے "بندان" کے پاس عبداللہ بن احمد کو جا لیا اور اسے گرفتار کر کے شہر آیا بروز اتوار 13 رجب۔

پھر عام بیعت شروع ہوگئی،اور امیر بوجعفر کی بیعت کرنے لگے اور اسکی پوزیشن مستحکم ہوگئی، دوستوں، سالاروں اور سیستان کے آزاد لوگوں کی ایک فوج جمع ہوگئی، سب اکٹھے اور ایک ہو گئے اور ان کے بیچ پریشانی ختم ہوگئی۔

پھر میہم بن رونک اور حسین و محمد (بلال بن ازھر کے بیٹے) باہر نکلے

کہ "خراسان جائیں گے اور امیر بوجعفر کا حکم وہاں نافذ کریں گے۔

جب وہ "فراہ" پہنچے تو میہم اور طرابیل نے مخالفت کر دی اور بُست چلے گئے اور بوجعفر میہم سے جنگ لڑنے نکل پڑا، محمد بن بہمن کو سیستان میں اپنا نائب بنایا اور میہم سے جنگ لڑی میہم پسپا ہو گیا اور پھر امیر بوجعفر کی دوران خلافت بوالفضل محمد بن اھاق عربی سیستانی آیا بروز ماہ شوال اور ذی الحجہ میں بُست کا حاکم لوٹ آیا۔

پھر خبر ملی کہ بوالفضل حارث اور بوالفضل حسین نے بُست میں عزیز بن عبداللہ کی بیعت کی ہے ماہ رجب میں اور امیر نے عزیز سے جنگ لڑنے کا ارادہ کیا اور ماہ رمضان میں بُست کی جانب چل پڑا۔

جب وہ بُست کے نزدیک پہنچا تو عزیز کش کے راستے سیستان میں داخل ہوا ماہ رمضان کے آخری دنوں میں اور بوالفضل محمد بن اسحاق عربی نے اس سے جنگ لڑی، عزیز کے کافی سالار بوالفضل کی طرف پلٹ گئے اور عزیز پسپا ہو کر بھاگ گیا، اور ماہ شوال میں خراسان کی طرف چلا گیا۔

امیر بوجعفر بُست سے واپس سیستان لوٹ آیا ماہ ربیع الآخر میں، پھر بُست و رُخد چلا گیا اور پھر لوٹ آیا اور اس درمیان خلافت ابوالفضل کے پاس تھی۔

اور پھر ذی الحجہ میں شہر میں داخل ہوا اور پھر جمادی الآخر میں محمد بن موسا اور شعبان میں رودانی کو (جسکا نام محمد بن یعقوب تھا) کرمان بھجوایا اور وہ بھی لشکر کے ساتھ۔

اور وہ کرمان میں داخل ہوئے، انہیں ہزار ہزار درھم فی کس دیئے گئے اور وہ لوٹ آئے۔ ماہ ذی القعدہ میں، اسی سال احمد بن محمد بن لیث کو قضاء کے عہدے سے معزول کر دیا اور بوالحسین انصاری کو قاضی بنا دیا، بوسعید شروطی کو خطبہ سے معزول کر دیا، بوالحسین ماصلی کو خطیب بنا دیا، پھر محمد بن یعقوب رودانی کو بُست بھجوایا ماہ رمضان میں اور "بازارنو" کو جلا دیا گیا۔

امیر بوجعفر خود حمک بن نوح سے جنگ لڑنے ماہ شعبان میں نکلا اور وہاں صلح ہو گی، وہ واپس لوٹ آیا، جمادی الآخر میں ابو احمد حسین بن بلال بن ازھر کو بایزید بنگی سے جنگ کیلئے بھجوایا بایزید پسپا ہو گیا اسی ماہ انصاری کو قاضی کے عہدے سے الگ کیا اور خلیل بن احمد کو قاضی بنادیا۔

پھر خبر ملی کہ بایزید بنگی باز کر یا یہ زیدوی قراتگین اور اسے رفقاء "نوزاد" کے راستے باہر نکلے ہیں تاکہ بُست جا کر محمد بن یعقوب کو پکڑ لیں اور دوران ماہ رمضان میں وہ وہاں سے فرار ہو کر واپس لوٹ آیا۔

امیر بوجعفر وہاں سے باہر نکل کر بُست "ترکا" سے جنگ لڑنے گیا دو ماہ تک شہر کے دروازے کے باہر کھڑا رہا وہ رمضان میں شہر سے نکلا اور ذی الحجہ میں شہر میں داخل ہوا۔

اس درمیان بوحفص عمرو بن یعقوب جو بغداد سے ناواقف تھا کو خطوط لکھے کہ واپس لوٹ آؤ محرم میں وہ شہر میں داخل ہوا، میر جعفر نے اسے بڑا بنایا، عزت و احترام دیا اور حکومت اس کے حوالے کر دی۔

بایزید بنگی اور باز کریای زیدوی اور قراتگین تینوں بُست میں تھے فرمانبردار ہو گئے اور رودانی وہاں سے لوٹا تو رودانی کو گرفتار کر لیا گیا اور کئی سالوں تک قید میں رہا، پھر قید خانے سے بھاگ گیا اور تمام کام طاہر کے بیٹوں بوالخیر و بوحفص و بوالقاسم کے ہاتھ آ گئے۔

جب بوحفص حاکم ہو گیا تو سارے کام بوجعفر کو دینے لگا۔

تو وہ بولا میں سیستان میں طاہری حاکمیت سے پہلے دو چیزوں کا طلبگار تھا اور اب نہیں۔ کیونکہ ان عہدوں کے آپ مستحق ہو اور جو میرے ساتھ روا رکھا ہے اس میں آپ کی مہربانی میرے لئے کوئی عہدہ نہیں ہے، نہ مجھے خواہش ہے اور نہ میں لونگا۔

آخر سیدہ بانو جو امیر بوجعفر کی والدہ تھی نے کہا" نہیں کچھ نہ کچھ تمہارا کام بھی ہونا چاہیے۔

آخر اسے لوگوں کی شکایات سننے پر معمور کر دیا، ہر روز لوگوں کے احوال سنتا، اس عہدے پر وزیر رہا اور یہ کام چلتا رہا۔

امیر بوجعفر کی بات ماکان اور نصر احمد سے

امیر بوجعفر ایک بیدار وسخی و عالم و اہل ہنر شخص تھا، ہر ہنر سے واقف تھا روز و شب شراب میں مشغول رہتا، لوگوں میں بخشش کر تا رہتا اور سیستان کے لوگ اس وقت بڑے آرام سے تھے اسکے دور میں کوئی بھی معتبر اس سے بڑھ کر شجاعت میں نہ تھا۔ اس نے اپنے روز مرہ کے اوقات کو تقسیم کر رکھے تھے۔ ایک وقت نماز و اذکار کیلئے ایک نشاط و پینے پلانے کیلئے ایک وقت سلطنت کے کاموں کیلئے ایک وقت آسائش وسکون کیلئے مختص تھا سارے جہاں کے معتبرین میں اسکے نام کا ڈنکا تھا۔

پھر اس نے ماکان کی طرف ایک قاصد بھجوایا اور قاصد راستے سے بوالحسین خارجی کے پاس گیا۔ بوالحسین بولا" کہا جارہے ہو؟"

وہ بولا" مالک نے بندے کو ماکان کی طرف بھجوایا ہے"

بوالحسن مزاح پسند تھا بولا:

فال نکالی تیری ڈارھی کی اے قاصد۔

تیرے ڈاڑھی اکھاڑ دے ماکان بغیر اصول

قاصد ماکان کے پاس پہنچا تو ماکان نے اسے نوازا اور بڑے اچھے طریقے سے پیش آیا اور آخر، ایک رات شراب پی، اپنے حواس کھو بیٹھا، حکم دیا کہ قاصد کی ڈاڑھی نوچ ڈالو، پھر جب نشہ اترا، تو فکر مند ہوا، تو اپنے کیئے پر پشیمان ہوا، اور قاصد کو اتنے عرصے اپنے پاس رکھا کہ اس کی داڑھی واپس اُگ آئی، اس سے معافیاں مانگیں اسے انعام و کرام سے نوازا، اور وہ اپنے اس عمل پر نہایت نادم ہوا۔

قاصد بولا "اے امیر!اس حوالے سے تمہارا کوئی قصور نہیں۔ وجہ یہ تھی کہ سیستان والوں نے اس بارے فال نکالی تھی اور فال نے اپنا کام کر دیا(سچ ثابت ہوئی)

جب قاصد سیستان لوٹا تو اس واقعے سے جاسوس امیر بوجعفر کو پہلے آگاہ کر چکے تھے اس نے قاصد سے قصہ پوچھا تو اس نے سارا واقعہ سنا دیا بوالحسین خارجی کو بلایا تو وہ اپنی بات سے انکاری ہو گیا۔

پھر امیر بوجعفر نے ہزار سواروں کا ایک لشکر بنایا، یہ نہ بتایا کہ کس سمت جا رہے ہیں۔ پانچ سو تیز رفتار اونٹ والے پانچ سو پیادہ کرمان کے بیابان کی راہ لی۔لوگوں نے کہا" شاید کفچان کی طرف جا رہا ہے، کسی کو بھی خبر نہ ہوئی اور شہر "ری" میں ماکان پر شب خون مارا، ماکان کو گرفتار کر کے سیستان لے آیا،اس کا تمام خزانہ اور مال و دولت پر قبضہ کر لیا،ایک ہزار بہترین گھوڑے و پانچ سو اونٹ اپنے ساتھ لے آیا، یہاں اس سے ہزار ہزار درھم لئے۔

پھر اس نے مہربانی کی اسے اپنا مہمان بنایا اور پھر محفل جام شروع ہوئی تو حالت مستی میں اس سے ناراض ہو گیا حکم دیا کہ اس کی (ماکان) داڑھی نوچ ڈالو۔پھر اس سے معافیاں مانگیں،اس سے بھلائی کی اور جب اس کی داڑھی واپس آگئی تو اسے انعام و کرام سے نوازا اور واپس لوٹا دیا۔

یہ خبر جب امیر خراسان کو بتائی تو اسے تعجب ہوا،اور ہمت و بہادری وشجاعت بوجعفر کو پسند کیا وجہ یہ تھی کہ ماکان اور امیر خراسان کی باہم دشمنی تھی ۔ایک روز شراب کی محفل تھی،امیر خراسان نے شراپ پی نشے میں کہا "یہ سب نعمتیں میری ہیں مگر باہمتی میں نے بوجعفر میں دیکھی ہے۔اب وہ یہاں موجود نہیں اور مجھ اس کی یاد ستا رہی ہے"۔

خراسان کے سارے معتبرین وہاں موجود تھے اسکی یاد کرتا رہا اور پیتا رہا، معتبرین خراسان بھی پیتے رہے اور جب جام کا تین چوتھائی پی چکا تو پھر جام کو پینا بند کر

دیااور دس ٹکڑے یاقوت سرخ اور دس تھال قیمتی کپڑے، دس غلام ،دس ترک کنیزیں اور سب بیش بہا کپڑوں اور زیورات میں ملبوث تھے اور اعلیٰ قسم کے گھوڑے اس کی طرف (بوجعفر) سیستان بھجوائے۔

امیر خراسان نے یہ سوچا اور کہا کہ "اصل وجہ یہ ہے کہ امیر بوجعفر قناعت پسند ہے وگرنہ جس طرح اسکی سوچ وتدبیر وعقل سے وہ سارے جہاں پر قابض ہوسکتا ہے۔

آدم الشعراء رودکی نے یہ اشعار اسی حوالے سے کہیں ہیں اور اشعار یہ ہیں کہ:

ماں کو ذبح کرنا ایسا ہے،
جیسے کہ اس کے بچے گرفتار کرنا
بچہ کو اس کے ایک نافہمی نے پکڑ لیا
پہلے اس کو مارا پیٹا پھر اسکی جان نکالی
یہ روانہیں کہ چھوٹے بچے کو
اس کے دودھ اور ماں کے پستان سے جدا کیا جائے
سات مہینے کیلئے پورا دودھ نہ پیا تھا
ارد بہشت کے شروع سے آبان کے آخر تک
پھر بھی دین اور عدل کے تقاضے میں
بچہ قید میں اور اسکی ماں قربان ہو جائے
بچہ زیادہ عرصہ قید میں رہا
سات دن ورات حیران و بیچارہ رہ گیا
پھر جب یہ ہوش وحال میں آتی ہے
فریاد کرتی ہے اور دل پرسوز سے آہ وفغان کرتی ہے
کبھی زیرزبر ہوتی ہے کبھی بے ہوش کبھی بے حال

زیر و زبر وہ غم جو جوش میں ہے
اس کے منہ سے نکلے جھاگ کی طرح نظر آتا ہے
اس کا اس طرح کہ بادشاہ کو بھگادیں
تیرانداز کمان کو مضبوط تھامتا ہے
(تیروں کی ٹوکری) کمان کی صفائی کرتا ہے کہ اس کا رنگ نکھر جائے
آخر کار اسے زبردستی گھسیٹ کر داخل کرتے ہیں
مرد نگہبان اس کو اس کی جگہ پہنچایا جاتا ہے
اس کا غم یا حالت سب اس پر آگئیں
تو اسکے گال یاقوت و مرجان کی طرح ہو جائیں گے
کب تک آپ کی رنگت غم سے
سرخ ہوگی اور ہمیشہ سرخ رہیگی
اگر اس کو آپ سونگھیں اور یہ سوچیں کہ سرخ پھول ہے
مشک، عنبر، بابان کی خوشبو آئے گی
جیسے شراب کے مٹکے میں لوگ اسی طرح
نوبہار کی طرح اور سیستان (مٹی کا آخر) کی طرح
اگر آدھی رات کو اس کا دروازہ کھول دیں
تو چشمہ خورشید (نور) کی تابنا کی نظر آئیگی
بزدل ہو جائیگا بہادر اور بہادر بزدل ہو جائیگا
کہ اگر وہ چکھے تو پیلی رنگت کا چہرہ بھی کھل جائیگا
ایک پیمانہ کسی نے پیا تو خوشحال ہوگا۔
اس سے اسے غم یا خوشی کی صورت نظر نہ آئے گی

دس سالہ غم کو مراکش بھیج دیگا۔
اور نئی خوشیوں کو "ری" وعمان سے لے آئیگا
اگر یہ پرانی شراب تھوڑی سی مل جائے
تو اس کا لباس اس کے ہاتھ میں آجائیگا
جیسا کہا یک شاہانہ محفل بنانا
سرخ پھول وگل سے، یاسمین سے تیز سرخی مائل ہو جائیگا
نعمت جنت پھیلی ہے ہر سمت
یہ ایسا کام ہوا ہے کہ کسی نے اس طرح کا کام نہیں کیا ہے۔
سونے کا لباس اور نئے طرز کا قالین
نظارہ ریحان اور ہر سمت پھولوں کا تخت
ایک قطار میں بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہیں
اور ایک قطار میں نوجوان اور بوڑھا نیک کسان
خسرو آگے والے تخت پر بیٹھا ہے
یہ وہ شاہ جو شاہ جہان وامیر خراسان ہے
ترک ہزاروں کی تعداد میں قطار در قطار کھڑے ہیں
ہر ایک ایک دو ہفتے کا دمکتا چاند
ساقی جو خوبصورتوں سے خوب صورت تر
بچہ ترک ہے اور دوسرا بچہ مفول ہے
جب وہ پلٹتے ہیں تو اس طرح کی خوشی نہیں دیکھتے
جیسے شاہ جہان کی شادی وخوش خرمی
کالی آنکھوں والے پرورو ترک کے ہاتھ سے

سر وقد اور زلف انکی پولو کی چھڑی کی طرح
اگر کسی نے اس شراب سے ایک ساغر لیا
پھر وعمر بھر سیستان کے بادشاہ کو یاد رکھے گا۔
جو خود پیئے جام اسے لگتا ہے کہ اس کی طرح اس کے اہل خانہ بھی خوش خرم ہیں
وہ ایسے خوش مزاج ہے جیسے ہم ہیں
خوش حال ہوا ابو جعفر بن ابن محمد
اپنے جیسے لوگوں میں چاند اور فخر ایران
وہ عدل کا بادشاہ اور زمانے کا سورج
ہر چیز کو اس کی وجہ سے تابنا کی ملی
آدم کی نسل میں اس طرح کا نہیں ہے کوئی
اور اگر غلط نہیں کہ رہا تو اس طرح کا ہوا بھی نہیں آئندہ
تمام مخلوق کی بناوٹ خاک وآب وآتش ہوا سے ہے
یہ بادشاہ قوم ساسانی دور کا گوھر (خون) ہے
خوشی تازگی ملی اس پس ماندہ ملک کو
ویران جگہ باغ و بہار بن گئی
اگر تم صاحب کلام و فصیح ہو تو اس کی تعریف کرو
اگر تم ایک ادیب ہو تو اس کی مدح پڑھو
گھوڑ سوار اگر ستاروں تک دوڑے
وہ گھوڑے اور اس طرح کا سوار دنیا میں نہ دیکھے گا
کسی حالت ہو صلح ہو جنگ کی حالت میں چاہے
اسے دیکھیں گے وہ بخشندہ وسخی ہے

اگر مست ہاتھ آپکے سامنے آجائیں تو پسپا ہو جائیں
حالانکہ وہ ہاتھی مست، چنگھاڑھ والا اور دوڑتا ہو
اگر اسفندیار اس کو دیکھے جنگ کی حالت میں
تھا اسکی طاقت چیتے کی طرح ہے مگر ہرن کے دشمن کی طرح نالاں ہے
عمرو بن لیث دوبارہ زندہ ہوگیا اس کے وجود میں
اپنی افواج کے ساتھ واپنے زمانے کے ساتھ
رستم نام اگرچہ بہت بڑا ہے
اسی کی وجہ سے اس کا نام زندہ ہے

یہ اشعار اس لئے لکھے کہ ہر وہ شخص جو ان اشعار کو پڑھے گا اسے امیر بوجعفر کی شخصیت واضح نظر آئے گی کہ وہ اسی طرح تھا جیسے اشعار میں کہا گیا ہے، یہ اشعار امیر خراسان وسادات کی محفل میں رودکی نے پڑھے تھے اور کوئی بھی ان میں سے ایک مصرعہ کا بھی منکر نہ ہوا جو رودکی نے کہے۔ بلکہ سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ "اسکی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے کہ ایک کامل مرد ہے"۔

جب اشعار یہاں (سیستان) لائے گئے تو رودکی کیلئے دس ہزار دینار بھجوائے، امیر خراسان کے قاصد کو بھی انعام وکرام سے نوازا جو یہ یادگار یہاں لایا تھا۔

اس کے حوالے سے قصے کو نہیں بڑھائیں گے کہ کتاب بڑھ جائیگی کہ اس کے فضائل سیستان کے بڑے لوگوں کے بیچ ایسے ہیں کہ دو کتابیں بھی اسکے بارے میں لکھی جائیں کم ہیں، اسی وجہ سے ہر معتبر کی نہایب اختصار سے یاد کی گئی ہے اور صالح بلخی نے اپنی رباعی میں اسے قصہ ماکان اور میر شہید کی اس طرح لکھا ہے کہ:

ایک غم کا دستر خوان ویران ہو جائے برباد ہو جائے
خوشی کا دستر خوان ہمیشہ آپ کیلئے ہے

ہمیشہ آپ کا لین دین نیک لوگوں کے ساتھ ہو جائے
تو میر شہید اور تیرے دشمن نیست و نابود ہو جائیں

عربی شاعری اس حوالے سے بہت کی گئی ہے۔لیکن اس کتاب میں پہلی شرط یہ ہے کہ یہ کتاب فارسی ہے اوراس میں عربی نہ آجائے کہ فارسی کیلئے جگہ ہی نہ بچے۔

حکومت امیر خلف اور امیر بو جعفر کا قتل

امیر بوجعفر نے طاہر احرم کے بیٹوں کا قید کرلیا اور محمد بن حمدون اور بوالعباس کو بسکر بھجوایا۔پھر محمد بن حمدون امیر خراسان کی خدمت میں پہنچا، امیر بوجعفر نے بوالفتح کو سپاہ سالار بنایا اور تمام کام بوالفتح کے ہاتھ آ گیا، وہ مستحکم تر ہو گیا وہ بہادر اور باعقل تھا۔

پھر بوالحسین طاہر بن ابی علی تمیمی نے اجازت چاہی اور خراسان چلا گیا،اس کے وہاں جانے سے کافی کام ہوئے اور امیر خراسان کی خدمت کی،اسے بہت کچھ دیا گیا اس کا نام سیستان کے مردوں میں سب سے بڑھ گیا وہ وہیں امیر خراسانی کے دربار میں رہا انعام کرام پاتا رہا اور کافی مشہور ہو گیا وہاں سے معتبر کی حیثیت سے سیستان میں داخل ہوا تو امیر بوجعفر نے اس کا استقبال کیا اسے بڑے مرتبے سے شہر میں لایا گیا وہ چھ ماہ تک وہ وہاں رہا، صبح و شام مجلس میں اس کا وقت گزرتا اور اسے انعام وکرام سے نوازا جاتا۔

پھر اسے بُست طلب کیا گیا اور وہ وہاں چلا گیا اہل علم لوگ تھے اور طاہر علم دوست تھا اور دن رات ان سے وابستہ رہتا، علماء وفقہاء بُست سے دن رات اس کے پاس رہتے، مناظرے کرتے اور باتیں کرتے۔

پھر اوق کے لوگوں میں شنگل وارتورق (رنگ ونسل) کا تعصب شروع ہوا اور بوالفتح وہاں آیا، انہیں ان چیزوں سے مباحثوں سے منع کیا اور سزا دی، پھر بوالفتح نے مخالفت کی اور باغی ہو گیا،اور شہر سے باہر نکل گیا، اور وہاں سے کرکوی گیا اور امیر بوجعفر

نے رودانی کو سپاہیوں کے ساتھ اسکو ڈھونڈ نے بھیجا، بوالفتح لوٹ کر دوسری سمت آ گیا اور وہاں سے ادھر ادھر سے لوگ اس کے ساتھ مل گئے۔

پھر طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کے بیٹے بوالعباس کی وہاں بیعت کی گئی اور کہنے لگے " اس آدھے دن کے بادشاہ کا حق امیر بوجعفر سے زیادہ ہے کہ یہ باپ دادا سے بادشاہ چلا آیا اور امیر بوجفر ماں کی طرف سے بادشاہ زادہ ہے " بسکر کے لوگ بھی اس بیعت میں شامل ہو گئے، بوالفتح اس کا سپاہ سالار بن گیا اور ایک لشکر جمع کیا اور قصبہ کا رخ کیا، شہر کے دروازے تک آ پہنچے اور دونوں سپاہیوں میں جنگ چھڑ گئی اور ترکان امیر بو جعفر کی مدد کو بُست آ پہنچے تھے اور بوالفتح کے قدم جمنے نہ دیئے اور وہ پسپا ہو گیا۔

اور حبر وادکن اور دوسرے علاقے برباد کر دیئے اور امیر بوجعفر نے رودانی کو اسکے پیچھے بھجوایا مگر وہ اسے نہ ملا وہ اوق میں رک گیا اور اوق کے لوگ اسکے زیر اطاعت نہ آئے اور برونج میں جمع ہو گئے اور جنگ لڑی مگر پسپا ہو گئے اور انکے سولہ مرد جو سالار تھے اس دن مارے گئے۔

پھر امیر بوجعفر نے احمد بن ابراہیم کو اوق بھجوایا اور وہاں کے لوگ اس کے ہاتھوں رام ہوئے پھر سلمان بن عوف جو خراسان کا تھا اس کی جانب سے امیر بوجعفر کو خط ملا جس میں اس نے امان مانگی تھی اسے اور اس کے تین ہزار لوگوں کو امان مل گئی اور اسے خطہ اوق سونپ دیا گیا۔

پھر رودانی نے جو امیر بوجعفر تھا کا غلام تھا نے اسکے ساتھ کافی بھلائی بھی کی تھی اس نے عبد اللہ بن محمد بن اسماعیل اور بوالعباس بن طاہر بن عمرو و ابراہیم سرخ اور اس کے گروہ کے چند خاص لوگوں کے ساتھ مل کر ایک تدبیر بنائی اور ایک محفل شراب میں امیر بوجعفر کو اس کے محل خلف کے اندر قتل کر دیا اور بیت المال لوٹ لیا اور اس کا قتل منگل کی رات کو ہوا ماہ ربیع الاول کی دو تاریخ۔

امیر خلف اس رات "دوشاب" گیا ہوا تھا کہ وہاں اس سے پہلے سے گھوڑا تیار رکھے تھے۔ اسے تلاش کیا گیا مگر وہ نہ ملا تھا، پھر جیسے ہی اسے اپنے باپ کے قتل کی خبر ملی تو وہ وہاں دو آدمیوں کے ساتھ بُست پہنچا اور والی بُست مکجول کے پاس پہنچا۔

مکجول نے اسے انعام کرام سے نوازا اور کہا "تمہارے باپ کے خون کا بدلا اللہ کی مدد سے لونگا اور تجھے تیرے ملک کی حکومت دلواؤنگا اور اسے اچھا عہدہ دیا اس کے باپ کے غلام بھی اس کے ساتھ ہو لئے اور اس طرح اس کا کام مستحکم ہو گیا۔

دوسرے دن قتل امیر بوجعفر کے بعد، بوحفص محمد بن عمرو کو حکومت سونپی گئی اور قلعہ ارگ میں وہ تخت نشین ہوا۔

پھر مکجول نے سپاہی جمع کئے اور ایک ہزار زبردست سوار اور انہیں سیستان بھجوایا کسی کو خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ امیر خلف ہارون پہنچ گیا جب بوحفص کو خبر ہوئی تو اسی وقت پسپا ہو کر خراسان چلا گیا۔

امیر بوجعفر کے قتل کو پچاس روز گزرے تھے کہ امیر خلف شہر میں داخل ہوا، حکومت سنبھالی، اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا بروز اتوار پانچ جمادی الاول، بو یوسف بوسعید مدرکی کو انعام و کرام سے نوازا گیا، اسے سپاہ سالار بنا دیا، اس کا اصل نام محمد بن یعقوب تھا بروز اتوار دو رجب۔

تابوت بوالفتح کو نیشا پور سے شہر (سیستان) لایا گیا بروز جمعرات 6 رجب۔

اسی تاریخ کو بوالحسین طاہر بن ابی علی تمیمی بُست آیا، وہ اس کا آبائی خطہ تھا، وہاں کے لوگ اس کے ساتھ جمع ہو گئے اور شہر کے دروازے پر آپہنچے۔ امیر خلف ان کے استقبال کیلئے شہر سے باہر آیا دونوں ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئے اور امیر خلف نے کہا "تم اس مملکت میں میرے ساتھ شریک ہو، اسے محل یعقوبی میں ساتھ لے آیا۔ بروز پیر ماہ زی القعدہ کے اوائل میں اسی سال۔

طاہر بن ابی علی کی والدہ عائشہ بنت محمد بن ابی الحسین بن علی بن لیث تھی۔

پھر جب چھ ماہ گزر گئے تو شہر میں فتنہ اٹھا اور اس چھ ماہ میں قاضی خلیل بن احمد منبر پر بیٹھ کر یوں خطبہ کرتا "**اللھم اصلح الامیر بن ابا احمد و ابی الحُسین۔**"

پھر نگرنوسک اپنے لوگوں کے ساتھ محل یعقوبی میں داخل ہوا اور عام لوگ بھی اس کے ساتھ تھے اور امیر طاہر پسپا ہو کر کر کوی کو شکست باہر نکلا اور لوگ اسکے ساتھ جمع ہو گئے اور لڑائی کا ارادہ کر رہے تھے دوسرے دن بالآخر جو تیاریاں کی تھیں وہ سارا سامان جلا دیا۔

پھر امیر خلف نے کہا کہ "میں حج جانا چاہتا ہوں کہ کل رات جو تکلیف مجھ پر گزری ہے۔ اس وقت منت مانگی تھی اور کہا تھا کہ میرے کام مستحکم ہو جائیں۔ پھر اس نے حج جانے سے پہلے سیستان کو امیر طاہر کے سپرد کر دیا، اور فرمایا کہ " ہر جو چیز تمہارے ہاتھ لگے ان قاتلوں کے بدلے قصاص کر لو" اور خود چلا گیا بیت الحرام کی طرف جمادی الاول کے شروع میں۔

بات امیر طاہر بوعلی کی

امیر طاہر بوعلی بو یوسف نے محمد بن یعقوب مُدرکی کو گرفتار کر لیا، پیر وز پیر 13 ماہ رمضان اور حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا شب نوروز 4 ربیع الاخر۔

امیر طاہر بوعلی ایک اچھا، عالم اور کام والا آدمی تھا وہ سخی و عادل و نیک خاصیت کا حامل انسان تھا، سیستان اس کے ہاتھوں سے سکون سے تھا وجہ یہ تھی کہ رعایا پر عدل و انصاف کرتا جو بھی ہو عام ہو یا خاص یا اسکا کوئی سپاہی سب کے ساتھ اس کے عہد میں انصاف ہوتا، ٹیکس ایک ایک درھم کر کے لیتا اور امیر جعفر کی بھی یہی عادت تھی، شب و روز کھانے پینے میں مشغول رہتا۔ طاہر بھی اس کی عادات اور سیرت

پر چل رہا تھا اور بوجعفر کے قاتلوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرتا، اسی حالت میں رہتا، اگر اس کی تعریف و مدح بیان کرنا شروع کر دیں تو قصہ بڑھ جائیگا مگر ایک قصہ بیان کرتے ہیں۔

امیر بوجعفر کے دور میں طاہر بوعلی اور محمد بن حمدون شان وشوکت سے خراسان میں داخل وئے اور امیر خراسان کے دربار میں داخل ہوئے، طاہر عمرو میں سے تھا اور محمد بن حمدون پوتا تھا مرزبان کا کہ زمانہ جاہلیت میں سیستان انکا تھا اور یہ رستم زستان کی اولاد میں سے تھے۔ جب ہ امیر خراسان کے دربار میں داخل ہوئے اور پھر وہاں قیام کے دوران ہر روز انکے سلام کیلئے جاتے وہ دوسوارہ کافی تھے کہ ان کے نیچے ہزار ہزار سوار تھے (طاہر اور محمد بن حمدون کی تعریف)

ایک دن بخارا کے ریگستان میں دوڑ لگائی اور بارہ ہزار لوگ وہاں موجود تھے شان امیر خراسان جلوہ نما تھی اور طاہر و محمد بن حمدون بن عبداللہ دونوں کھڑے اس دوڑ کا نظارہ کر رہے تھے۔ امیر خراسان نے دربان سے کہا کہ "میر سکزی (سیستان کے میر) سے کہو کے دوڑ لگائیں"

دربان گیا اور انہیں کہا

دونوں خدمت میں حاضر ہوئے اور گھوڑوں پر بیٹھ کر رکاب میں پاؤں ڈالے اور دوڑ لگائی اور ان بارہ ہزار سے دوڑ میں جیت گئے۔ سپاہ سالار امیر خراسان جو عرب تھا نے فارسی میں باآواز بلند کہا" آباد رہے وہ شہر جس میں اس طرح کے لوگ پیدا ہوتے ہیں اور پرورش پاتے ہیں"

محمد بن حمدون نے کہا"اس شہر کے سب سے بے کار سوار ہم ہیں اور ہم وہاں اس قابل نہیں کہ بادشاہ کے سواروں کے مقابل کرنے میدان میں اتریں"

امیر خراسان کو یہ بات اچھی لگی اور ان دونوں کو انعام و کرام سے نوازا، بے

اندازہ دولت دی اور فیتک نامی غلام انہیں بطور انعام دیا۔ فیتک وہ غلام تھا کہ اس کے دو سو ترک غلام اور بہت کچھ تھا اس کے پاس۔

طاہر کی آبرو اس وقت بڑھی جب امیر خراسان نے اسے سپاہ سالار بنا کر ماکان سے جنگ کیلئے بھیجا اور امیر توسی اور عبداللہ فرغانی کو اس کے زیر دست بھجوایا وہ وہاں گیا جنگ لڑی اور ماکان کو شکست ہوئی اور گرگان کو تباہ و برباد کر دیا، امیر طاہر میدان ماکان میں گیا اور وہاں خیمہ لگا لیا کسی کو اجازت نہ دی کہ ماکان کے محل کو نقصان پہنچائیں۔ کم ترین ملکیت ہزار اصلی گھوڑے اور ہزار اعلیٰ قسم کے خچر اس کے اصطبل میں بندھے ہوئے تھے اسکے خادم کو بلایا اسے غلام اور خواتین کا محل سونپا اور ماکان سے زیادہ دیا۔

ماکان طبرستان گیا اور وہاں سے ترکستان گیا اور سپاہی جمع کئے، گرگان پر حملہ کر کے شب خون مارا اور گرگان واپس لے لیا، اور سپاہ طاہر کو خبر بھی نہ ہوئی اور امیر توسی اور عبداللہ فرغانی اور فیتک خادم اور بوالحسن کاشنی جو دربانوں کا بڑا تھا اور سپاہ و ملکیت طاہر سے لے لیا (قبضہ کرلیا و گرفتار کرلیا) اور چلے گئے۔

طاہر لڑا اور وہیں کھڑا رہا چند سپاہیوں کے ساتھ اور پھر گرفتار ہو گیا اور ماکان نے طاہر اور اسکے ساتھیوں کو سلاخوں کے پیچھے قید کر دیا۔

وہ دو سال ماکان کی قید میں رہا اور ماکان کو خبر نہ ہوئی کہ طاہر قید میں ہے اور تمام دن ماکان پشیمان رہتا کہ " میں طاہر کو دیکھ لیتا تو اس کی خدمت کرتا کی اس طرح کی جو نیکیاں اس نے کیں تھیں مجھ پر"

ایک روز "خادم زندان میں داخل ہوا' طاہر کو دیکھا تو پہچان لیا اور دوڑتا ہوا ماکان کی طرف گیا کہ "طاہر تو تمہاری قید میں ہے"

ماکان خود چل کر زندان آیا اور طاہر کے قدم چومے اور اسے آزاد کیا' اپنی غلطی کی معافی مانگی اور اسے لے آیا اپنی جگہ پر بٹھایا اور اس کی خدمت میں کمر بُستہ رہا، سو غلام

سو کنیزیں اور بیس ہزار دینار ایک ہزار درھم اس کی خدمت میں پیش کئے، اس کیلئے شہر کے ساتھ ایک محل و سبزہ زار آراستہ کیا اور اسکے گھوڑے اور دوسرے جانور وغیرہ بھجوائے اس طرح جیسے بادشاہوں کے ہوتے ہیں اور ایک ماہ دن رات اس کی مہمان نوازی کی پھر اپنے وزیر کو اس کے پاس بھجوایا کہ " اگر چاہتے ہو تو حاکم بن جاؤ اور میں تمہارا سپاہ سالار، اگر نہیں تو سپہ سالار بن جاؤ اور میں تمہیں "امیر الامراء" کہوں سب کام تیرے ہاتھوں میں ہوں"

طاہر نے کہا " صحیح کہتا ہے اور اگر یہ اس لئے کہہ رہا ہے کہ میں نے اس کی سب اسباب قبول کر لئے ہیں تو یہ اس کی بھول ہے۔ میں نے یہ جو کچھ کیا یا میرے آباؤ اجداد نے کیا، اس طرح تمام جہاں پر حکام ہوئے۔ ہر جگہ جب یہ آزاد مرد پہنچے وہ جگہ انہی کی ہو گئی، میں نے اپنے آباؤ اجداد کی یہ عادتیں اپنا لی ہیں۔ وہ مجھے نہ سپاہ سالار بنائے اور نہ امیر کہ میں اس کا دشمن ہوں، میں امیر خراسان کا نوکر ہوں، اسے کہو کہ ہر وہ جسکی پرورش نہ کی اس پر اعتماد نہ کرو خاص کر دشمن پر۔ میں امیر خراسان و سیستان کی نعمت پر پلا بڑھا ہوں اور اگر میں تجھے جنگ کے دوران گرفتار کر لیتا تو تجھے دربار بھجوا دیتا اور تیری کوئی طرف داری نہ کرتا۔

ماکان نے کہا" تیری بات بالکل سچ ہے"

اس نے کہا مجھے اجازت دو کہ میں واپس جاؤں، ایک ماہ تک یہاں رہا ہوں۔

ماکان نے اس کے جانے کا بند و بُست کیا اسے بہت سے دولت دی۔ اس نے سب چیزیں قبول کر لیں پھر پیغام بھجوایا کہ "میری طرف کوئی کام والا آدمی بھیجو جو میری چیزوں کا خیال رکھے" پس ماکان نے ایک شخص بھجوایا اور سارا سامان اس کے سپرد کیا، اور دوسرے دن روانہ ہوا اور اس شخص سے کہا" میں نے اس دشت میں ایک چیز رکھ چھوڑی ہے۔ جا کر اسے لے آؤں تم ان چیزوں کو سنبھالو ہو سکتا ہے ایک دو روز لگ جائیں"۔

اس نے اپنے ساتھ گھوڑے کا چارہ وسامان اور چیزوں کی رکابیں باندھیں، خچر وغیرہ لئے اور کچھ کھانے پینے کے چیزیں اٹھائیں اور خراسان کی راہ لی۔

کسی کو بھی پتہ نہ چلا اور وہ بخارا تک پہنچ گیا، اور امیر خراسان کو خط لکھا اور اسے اپنے آنے کی خبر دی۔

دوسرے دن، امیر خراسان نے سپاہی بھجوائے اور خود بھی ایک فرلانگ اس کے استقبال کیلئے باہر آیا اور ایک شخص کو اوپر کھڑا کیا کہ دور سے وہ نظر آجائے، معتبرین اور سالار بھی اس کی خدمت میں آئے پھر فتیک خادم اور ابوالحسن کاشنی آئے۔ پانچ سو غلاموں اور وہ بھی اسلحہ سے آراستہ سب اسکی استقبال کیلئے آئے۔ امیر خراسان نے کہا" حاکم تو یہ ہے کہ بوالحسن کاشنی اور فیتک خادم امیر طاہر کی خدمت کر رہے ہیں کہ اس کی خدمت کی اور اس کے لشکر کا خیال رکھا اور غلام خرید لے اور گھوڑے و دسرے جانور اور آج تک خراسان میں کسی کو اتنی عزت حاصل نہیں جتنی طاہر بوعلی کو ہے باجود اس قید ہونے کے۔

اس نے جس جوانمردی کا مظاہرہ کیا وہ اسے پسند نہ آیا اور اس کی باتیں اس کا کردار اور کوئی بھی چیز "ماکان" سے قبول نہ کرنا (اور سلطان محمود سبکتیین نے ایک محفل میں جب امیر طاہر بوعلی کی باتیں ہوئیں تو وہ بولا" کاش میں اسے زندہ دیکھ سکتا"۔

پھر امیر خراسان نے اسے انعام و کرام سے نوازا اور وہاں سے امیر بوجعفر کو خط لکھا کہ "فراہ اسے دے دیا ہے کہ وہ یہاں رہا ہے اسی وجہ سے اس پر یہ آفات آئی ہیں۔

پھر جب اسے امیری سیستان ملی تو اچھی حاکمیت کی اور لوگوں سے بھلائی کی اور اس کا نام بھلائی میں رہ گیا جب تک دنیا ہے اس کا نام اچھے لفظوں میں یاد کیا جائے گا۔

پھر جب سیستان کی حاکمیت صحیح طور پر اس کے ہاتھ آگئی تو اس نے بُست کی جانب لشکر کشی کی اور ترکان بُست اس کے ہاتھوں سے پسپا ہو کر چلے گئے اور بُست کو خالی کر دیا، امیر طاہر بُست میں داخل ہوا اور کسی جنگ و قتل کے بغیر اس کے نام کا خطبہ جا

ری ہوا۔

چند دن وہاں گزارے اور اسے پتہ نہ تھا کہ باتیوز نے حملہ کر دیا اور وہ غافل تھے اور سکزی (سیستانی) گروہ کے چند پیادہ قتل کر ڈالے، طاہر وہاں سے لوٹ آیا جب وہ سیستان پہنچا تو تمام معتبرین جو اسکے اپنے تھے کو قید کرلیا۔ پارس دیلم جو اس کا سپہ سالار تھا اور بوالحسن کاشنی جو دربانوں کا امیر تھا اور نصر بن منصور جو رئیس لشکر تھا اور محمد عزیز اور احمد بن ابراہیم اور محمد بن صالح سیاری ان سب کو قید کرلیا اور کہا" تم لوگوں کا قصور ہے کہ تم نے جنگ کے دوران مدد نہیں کی۔

یہاں تک کہ امیر خلف حج سے واپس لوٹا اور خراسان بوصالح منصور کے پاس گیا اور امیر خراسان نے اسے تحفے تحائف دیئے اور سپاہی دیئے وہاں سے وہ سیستان آیا۔

امیر طاہر نے جب اس کی خبر سنی تو اس نے جو اس سے عہد و پیمان کئے تھے اور قسمیں کھائیں تھیں انہیں نبھانے کیلئے وہاں سے اسفزار چلا گیا۔امیر خلف بروز اتوار گیارہ رجب محمد بن لیث کے گھر میں داخل ہوا دوسرے دن شہر میں داخل ہوا اور اس کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور وہ حکومت کے تخت پر جا بیٹھا۔

پھر امیر طاہر بوعلی اسلحہ سے لیس واپس لوٹا اور "متکران" میں جنگ لڑی اور امیر خلف پسپا ہو کر بُست چلا گیا اور وہیں رہا بروز جمعہ 28 شعبان۔

امیر طاہر وہیں فوت ہو گیا اور امیر حسن بادشاہی پر بیٹھ گیا،اس کی کنیت حسین "ابو احمد" تھی اس کا نام حسین بن طاہر،امیر طاہر کی وفات ہفتہ کی رات 20 ذی القعدہ کو ہوئی،امیر حسین "فراہ" میں تھا اور امیر طاہر کی موت کو ظاہر نہ کیا گیا یہاں تک کہ جمازہ نے حملہ کیا اور حسین آ گیا۔

واپس لوٹنا امیرِ خلف کا اور امیرِ خراسان کے سپاہ سے جنگ

جب امیر خلف کو پتہ چلا کہ طاہر چلا گیا اور حسین وہاں حاکم بن گیا ہے تو اس نے سپاہی جمع کیئے اور آ گئے جب وہ " حسین" پہنچا۔ حسین نے فتح حاصل کی اور ایک بڑی فتح حاصل کی اور پارس دیل واحمد بوالفتح وبومحمد بوالاظہر اور بہت سے معتبرین اسی دن مارے گئے۔

اور امیر خلف شہر میں داخل ہوا بروز جمعرات تین جمادی الآخر اور طاہر و حسین کے تمام رفقاء کو گرفتار کر لیا اور ان کی ملکیت پر قبضہ کر لیا دروازہ پارس لوٹ آیا اسے ویران کر دیا، اور محمد غالب اور تمام معتبرین کو اوق سے لے آیا ریگ بھجوا دیا اور ان کا مال ضبط کر لیا اور اس طرح کیا کہ کوئی حسینی سیستان میں باقی نہ بچا تو وہ خراسان چلے گئے یا پھر کسی اور شہر یا پھر قتل ہو گئے۔

اور اپنی حکومت سنبھالی اور مستحکم کی۔

اور کسی کو خبر بھی نہ ہوئی اور امیر حسین پہاڑوں سے واپس آ گیا اور اب ہیر مند کے پاس آ گئے کہ وہاں سیلاب آیا ہوا تھا اور سپاہی پانی کے بیچ میں کھڑے تھے بروز جمعہ چھ شعبان اور امیر خلف پسپا ہو گیا اور رجو پن چلا گیا اور حسین شہر میں داخل ہوا اور جمعہ نماز پر پہنچا اور نامز پڑھی اور اس کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

جب سات دن گزر گئے تو حسین نے لشکر جمع کیا اور شہر سے باہر نکلا اور "مھر آباد" میں داخل ہوا اور حسین کا ایک بڑا لشکر تھا جس میں چالیس ہاتھی تھے۔

جب امیر خلف کو حسین کا پتہ چلا کہ وہ شہر سے باہر گیا ہے تو وہ تین ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ آیا اور شہر کے دروازے تک پہنچ گیا مگر شارستان کے لوگوں نے اسے شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور امیر خلف آتش کدہ میں داخل ہوا، اور حسین واپس آ گیا، اپنے کو

حصار میں لے لیا اور شہر کے دروازے بند کر دیئے اور مسمک وصدق کے بیچ فتنہ اٹھ کھڑا ہوا، اور عبداللہ نے حصار کے دروازے اینٹیں چنوا کر بند کر دیئے 25 شعبان کو۔

امیر خراسان کا خط امیر خلف کو ملا منصور بن نوح کی طرف سے کہ " گھر چھوڑ دو تا کہ حسین طاہر اور عبداللہ مابوتی حصار سے باہر آئیں اور جس طرح میں نے تمہاری باتیں سنیں ہیں اسی طرح ان کی بھی باتیں سنوں تا کہ میں یہ اندازہ لگا سکوں کہ سیستان کا حقدار کون ہے؟

امیر خلف نے اسکے حکم کی تعمیل کی اور گھیرا (محاصرہ) چھوڑ دیا اور انہیں جانے دیا بروز جمعہ 10 ربیع الاول۔

وہ بخارا جا پہنچے اور امیر خراسان نے بے شمار مال و دولت سے استقبال کیا اور عبداللہ صابونی وہیں رک گیا اور حسین بن طاہر کو امیر خراسان نے لشکر دیا

امیر خلف نے جب یہ سنا تو "جوبن" چلا گیا اور ایک دوسرے کے مد مقابل ہوئے، سخت جنگ ہوئی رات گئے تک اور دونوں گروہوں کے کافی لوگ مارے گئے بروز جمعہ چار محرم،

پھر امیر خلف شہر میں داخل ہوا اور خود کو حصار میں لے لیا، امیر حسین امیر خراسان لشکر کے ساتھ در پاس سے داخل ہوا اور شارستان و "دروازہ طعام" امیر خلف کے پاس تھا اور اس نے اسے حصار میں لے لیا اور منجنیقیں نسب کر دیں اور قابل آدمی حصار پر لگا دئے بروز منگل سات صفر اور یہ محاصرہ تین سال تک جاری رہا۔

امیر خراسان اور اسکے سپاہ سالار اور ماورالنہر ہر جگہ سے فوجیوں کو بلایا گیا بحکم امیر خراسان، ہر روز نیا لشکر آتا اور امیر خلد دن رات ان پر حملہ کرنے میں مصروف تھا اکثریت کو قتل کر دیا جاتا اور اس کے پچاس سوار ایک دم نکل آتے، سپاہ خراسان کے اندر گھس جاتے اور قتل و غارت کرتے ہوئے دوسری جانب نکل جاتے، جب تک حسین اپنا

جوابی حملہ کرتا یہ حصار میں واپس چلے جاتے اس طرح امیر خراسان کے بڑے بڑے جنگجوں ہلاک ہوئے اور امیر خلف سے عاجز آگئے تھے اور یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ امیر بوالحسن محمد بن ابراہیم سیجور آیا اور امیر خراسان کا خط امیر خلف کیلئے لایا۔

جب بوالحسن آیا، پیغام اور خط امیر خراسان کو دیا تو حصار سے باہر نکل آیا اور حصار ختم کر دیا بروز جمعرات 9 شعبان پھر بوالحسنن سیجور نے امیر خلف کو یہ پیغام بھجوایا کہ " امیر خراسان تجھ سے عاجز آچکا ہے، تیرے ہاتھوں سے سارے معتبرین و سالار قتل ہو چکے ہیں، اب مجھے اس لئے بھجوایا ہے کہ تمہارے اس کے اور میرے بیچ دوستی ہو جائے، اب مزید کچھ نہ کرنا کہ میں لوٹ رہا ہوں، حسین بن طاہر کو بھی خط پہنچاؤں اور اس کا لشکر لوٹا دوں ! حسین کو اپنے حق میں بہتر جان"

امیر خلف "تاق" چلا گیا، اور بوالحسین کوشک زید (محل و سبزہ زار) میں داخل ہوا قاصدوں نے ان کے بیچ فیصلہ کیا امیر خلف نے مان لیا کہ " تم یہیں "تاق" میں رہو اور حسین شہر اور دیگر انتظامات سنبھالے گا اور در طعام کا ٹیکس تمہارا

اس صلح کے بعد بعد جب حسین حصار میں آگیا اور وہیں شہر میں بیٹھ گیا اور امیر بوالحسن نے اپنے کام مکمل کئے (شعبان و رمضان و شوال و ذی القعدہ کیجائے سات ذی الحجہ تک یہاں قیام کیا اور پھر مشائخ کے خطوط اور آل حسین کی لاج رکھی کہ سپہ سالار یہاں آیا اور شہر میں حصار بنایا اور میرے حوالے کر دیا، اب میرا کام مکمل ہوا، اور خود چلا گیا۔

بات امیر خلف اور امیر حسین کی

امیر خلف سپاہیوں کے ساتھ "داشن" میں داخل ہوا، 23 ذی الحج اور اس دن جنگ شروع ہوتی اور دروازہ پارس وشہرستان حسین کے پاس تھے۔

پھر آخر محرم میں امیر خلف نے "درپارس" چھین لیا، حسین اور دوسرے لوگ دروازہ پارس کے اندر محصور ہو گئے، کافی تعداد میں لوگ تھے، امیر خلف نے حصار میں کچھ بھی نہیں چھوڑا اور یہ حصار تمام چیزوں سے خالی تھا۔ فقط ہاتھ کے قالین موجود تھے جو قلعہ ارگ سے لائے تھے اس کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا اور قصداً اس طرح کیا گیا (امیر خلف نے کیا تھا) وہ جانتا تھا کہ حسین حصار میں آئے گا۔ پھر اس کیوجہ سے شہر میں قحط پڑ گیا اور امیر خلف نے لب پارگین (دریا) تک محاصرا کر لیا اور اس طرح کی کوئی حصار کے اندر کچھ نہ لے جا سکے اور سپاہیوں نے اردگرد کے علاقوں کو حصار میں لے لیا اور قحط اتنا بڑھا کہ ایک خرواری کندم (300 کلوگرام) کی قیمت 240 دینار تک پہنچ گئی اور بہت سے لوگ بھوک سے مر گئے۔

حسین نے سبگتین سے مدد مانگی اور اس کیلئے تحائف بھجوائے اور سبکتگین "خان" تک آیا اور وہ بھی حسین کی مدد کیلئے۔

امیر خلف نے کسی کو بھجوایا اور بہت سے دینار دیئے اور کہا "حسین زندیق ہے اور زندیقیوں کا حامی ہے" اور سبکتگین لوٹ گیا اور بُست چلا گیا۔

بیتوز کا بھائی، امیر ابوالقاسم اور اس کا وزیر بومنصور کوشال سبگتگین کی طرف سے بمعہ ہزار سوار امیر خلف کے پاس آئے اور انہوں نے ان سب کو نوازا اور ان سے بھلائی کی اور ان کے ملنے سے مزید طاقتور ہو گیا۔

حسین سمجھ گیا اور شارستان کے لوگ بھی کہ "ہمیں ان سے لڑنے کی طاقت نہیں" اس سے صلح کر لی، امیر خلف آیا، دروازہ نیشک کی قبروں کے پاس رک گئے اور حسین دروازہ نیشک کے پاس مسجد میں اور دونوں نے صلح نامے لکھے قسم اٹھائی اور عہد نامہ لکھا اور پھر کام صحیح ہو گیا، یہ بروز جمعرات 17 رجب کو ہوا۔

امیر حسین حصار سے باہر آیا، امیر خلف قبروں کے پاس آ گئے بڑھا اور اسے

گلے سے لگا لیا اور دونوں بہت روئے اور میر خلف نے کہا" شکر اللہ تعالیٰ کہ زندہ ہوں یہاں تک کہ اس مفاہمت کو دیکھ لیا، حاسد اور بدگو اس بھلائی کو دیکھ کر تکلیف میں ہیں! تم اور میں آج سے بھائی ہیں اور اس بڑے خاندان سے ایک تم ہی میرے لئے بچے ہو، اور میرے پیچھے تم ہی میری طاقت ہو اور جب تم ہو تو پھر حکومت کو کیا خطرہ؟ اور جب اب یہ کام سیدھا ہو گیا ہے تو جو کچھ میرے پاس ہے وہ تم سے نہیں چھپاؤنگا اور جو کچھ ہوا اسے بھول جائیں اور یہ یاد رکھیں کہ یہ تمام دنیا کی حکومتیں ہماری میراث ہیں اور دوسروں کے پاس ہیں، اب جب دل صاف ہو چکے ہیں تو خدا اس کام کو بہتر کریگا اور تمام دنیا پر ہماری فتح اور نصرت ہوگی اور وہ بھی تمہاری وجہ سے"

اسے اپنے ساتھ بٹھایا اور دونوں لشکر اور غلام ایک جگہ مل گئے اور دونوں امیر ایک جیسے ہو گئے اور کنیزیں باہم تقسیم کر لیں اور وہ اسے کوچہ فراہ میں لے آیا اسے انعام و کرام سے نوازا، اسکے غلاموں کو ایک ایک کر کے نوازا اور دولت و انعام دیا اور بیس گنا زیادہ زر و آب و گویے امیر حسین کیجانب بھجوائے اور کہا" امیر حسین کو شراب پسند ہے"۔

پھر دس دن گزر گئے جانے کے بعد پیغام بھجوایا کہ " میں جانتا ہوں کہ تمہارا دل پریشان ہے، اس کی وجہ تنگی اور سختی ہے جو تم نے حصار میں گزاری ہے۔ اب آؤ کہ چند روز "درواز طعام" کی جانب چلتے ہیں اور سیر و تفریح کرتے ہیں اور شکار وغیرہ کھیلتے ہیں تا کہ تمہارا دل بھی بہل جائے"۔

امیر حسین نے کہا" بہت ہی اچھا ہے"

انہوں نے پروگرام بنایا اور چل پڑے اور راستے میں ایک دوسرے کی بہت خدمت کی اور جب تاق پہنچے تو امیر حسین کی خوب آؤ بھگت کی اور بیس دن وہاں رہے اور پھر امیر حسین فوت ہو گیا، امیر خلف کو بہت دکھ ہوا وہ بہت رویا اور اس کے غلاموں کو بلایا اور کہا" تم لوگ کیا چاہتے ہو کہ تم لوگوں کے ساتھ کیا جائے" قضا نے تو اپنا کام کر دکھایا"

انہوں نے زمین بوسی کی اور کہا ہم خداوند کی میراث ہیں، اس کے بندے ہیں۔ اگر اپنی خدمت کیلئے مناسب سمجھیں تو رکھ لیں وگرنہ بیچ دیں۔
پھر، سب کو انعام و کرام سے نوازا اور انعام کے طور پر سب کو ایک ایک گھر اور بیوی دی"

امیرِ خلف کی بڑائی اور امیرِ عمرو سے بات

امیر خلف نے حکومت سیستان میں خود کو حاکم کے طور پر مضبوط بنا لیا اور اس کے بعد دشمنوں پر قہر کیا حج کیا اور امیر المومنین کی خدمت میں پیش ہوا اور پرچم لے آیا، عہد و منشور اسے ملے اور مختلف علاقوں پر قابض ہوا علاقوں کو اپنے حصار میں لیا، جنگیں لڑیں، اپنے باپ کے خون کا بدلہ لیا، مختلف جگہوں پر حملے کیے، اس میں کئی سال گزر گئے پھر وہ سکون سے بیٹھ گیا، وہ خلف بن ابی جعفر احمد بن ابی لیث بن محمد بن لیث بن فرقد بن سلیم بن ماہان تھا۔
جب امیر خلف کے کام سیدھے ہو گئے تو حکم دیا کہ خراج درھم درھم کر کے لیں اور عدل شروع کر دیا، لشکری (جنگی) لباس لٹکا دیا اور علماء وفقھاء کا لباس پہننا شروع کر دیا علم و دانش کی مجالس رکھنی شروع کر دیں، علماء کو اپنے قریب کیا، نادانوں کو خود سے دور کر دیا، سماع کی محافل سجائیں وہ ہر قسم کا علم جانتا تھا، ہر شب علم حدیث اور محافل مناظرہ کی محافل شروع کیں، دنیا کے علماء اس کے پاس آنے لگے جیسے فوشنج کے خطیب و بدیع الزمان اور فقھاء وعلماء بغداد وعراقین۔
اگر اسکی سیاست و بزرگی وہمت و وقار اور کفایت کا ذکر کریں تو قصہ بڑھ جائے گا اور اسے تمام جہاں کے علماء ومعتبرین "الامیر، السید۔ الملک، العالم، العادل، ولی الدولہ لکھتے تھے، جوان مردی کے حوالے سے اس نے وہ کارنامے سرانجام دیئے جو کسی نے بھی

نہ دیئے ہونگے اور اہل علم و دین میں اس سے بڑھ کر کوئی نیک اور اعلیٰ نہ تھا اور برے لوگوں، نادانوں، مخالفین وشر پھیلانے والوں کی اس طرح سرکوبی کی کہ پہلے کسی نے نہ کی ہوگی اس سرزمین پر اور اس کے دور میں بیابان بھی آباد تھے اور اس کی اولاد کو یہ جرأت نہ تھی کہ اسکے خادموں سے بلند آواز سے بات کریں، سیاست اور حکم صرف اس کا چلتا تھا اور اس کے ایک ہزار کے لگ بھگ جاسوس ساری دنیا میں پھیلے ہوئے تھے اور جب ترکستان وچین و ہند و روم جہاں بھی جاتا اس جگہ کے حالات سے پہلے سے باخبر ہوتا اتنا بیدار شخص تھا اور ایک ہزار سوار اس کے ساتھ ہوتے کبھی بُست' زابلستان' کبھی پارس و کرمان کی طرف، کبھی "ہری" وقوشنج و قاین پر حملہ کرتا اور یہ سب اس کی حکومت کا حصہ بن گئے اور سپاہ سالاروں کو قلعہ ارگ میں رکھتا کہ کسی سے انکی علیک سلیک نہ ہو اور اس کی حکومت مستحکم رہے اور پھر ان معرکوں کے بعد واپس سیتان لوٹ آیا اور پائیدار حاکم بن گیا۔

اب اس کی اور اس کے بیٹوں کی بات تحریر کرتے ہیں:

امر بونصر اور امیر بوالفضل دونوں فوت ہوگئے، بغیر کسی خاص وجہ کہ اور امیر عمرو کو منصور بن نوح کے دور میں حکومت میں بخارا و گروگان سونپا گیا تھا کہ وہ لشکر آتا اور مال و دولت جمع کرتا اور جب منصور بن نوح فوت ہوا تو نخ بن منصور اس کی جگہ حاکم بنا اور وہ امیر خلف کا دوست تھا۔

امیر عمرو کو وہاں انعام وکرام دیا اور سیستان بھجوایا اور امیر خلف کو حکم دیا کہ شہر کو سجائیں۔

اور امیر عمرو بروز بدھ پانچ محرم باعزت وعظمت کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور سب مشائخ و بزرگان شہر و قاضی وجلیل القدر لوگ سب اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس پر گل پاشی کی گئی اور حکم دیا گیا اور جامع مسجد کو سجادیا گیا اور جب وہ وہاں داخل ہوا تو سب اس کے ساتھ استقبال میں کھڑے ہوئے۔

امیر عمرو کو حکم دیا اور کھانے پینے میں مشغول ہوا جب چند دن گزرے تو وہ اپنے باپ کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔

دربان کے بڑے اور بہت سے اسکے والد کے خلاف اس کے ساتھ مل گئے ۔

جب امیر خلف کو یہ خبر ملی ، امیر بونصر کو سپاہیوں کے ساتھ بھجوایا جوین کی سمت بروز جمعرات پانچ ذی الحجہ اور اسے گرفتار کرلیا گیا اور قید کرلیا گیا اور وہ اسی قید میں فوت ہوا بروز پیر 19 محرم۔

امیر خلف کی امیر طاہر سے بات

امیر خلف نے بھی چند عرصے تک اپنا کام چلایا یہاں تک کہ امیر عمرو و بونصر بو الفضل چلے گئے امیر طاہر کہ جسے (شیر باریک) کہتے تھے بچ گیا،اور" گرم"رستم دستان کی طرف نکل آیا اور سبکتگین کی مدد کی اور امیر بوعلی سے جنگ کی ،جب جنگ لڑی اور فتح پائی تو امیر طاہر پر حملے کا قصد کیا اور "بغراجوگ " (ایک سپاہ سالار تھا) بارہ ہزار سواورں کے ساتھ اس کے پیچھے "پوشنگ" آ گئے۔ طاہر سو سوار اور اپنے غلاموں کے ساتھ آیا اور جنگ لڑی،بغراجوگ کو قتل کر دیا اور اس کا سر لے آیا اور سات ہاتھی اس لشکر سے لے آیا اور بہت سے گھوڑے اور اسلحہ اور خزانہ سب اس کے ہاتھ آئے اور جوانمردی میں اس کا نام تمام جہاں میں مشہور ہو گیا اور جوانمردی و مروت و عقل سخاوت میں اس کا نام مشہور تھا۔

امیر خلف اس سے خوش ہوا،اپنے باپ سے اور ایک عرصہ پلک جھپکتے میں گزر گیا،امیر خلف " کوہ اسپھید " گیا گھومنے پھرنے اپنے حرم و غلاموں کے ساتھ لے گیا اور وہاں کہیں سے سلطان محمود بن سبکتگین بھی آ پہنچا ایک بڑے لشکر اور بہت سے ہاتھیوں کے ساتھ اور خبر سنی کہ،امیر خلف یہاں اس پہاڑ ہر اپنے حرم و عورتوں کے ساتھ

موجود ہے اور امیر طاہر کے سپاہی سیستان میں ہیں۔

سلطان محمود پہاڑ کی طرف بڑھا 18 جمادی الآخر میں امیر خلف کے ساتھ کوئی نہ تھا سوائے عورتوں اور حبشی خادموں کے اسے سلطان کے اس طرح پہنچ جانے کا وھم و گمان بھی نہیں تھا اور انہوں نے پہاڑ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اس طرح کہ کوئی چراغ جلانے کے قابل بھی نہ رہا رات کو کہ ایک گھڑی میں ہی اس جگہ کو تیروں سے بھر دیا (تیر برسانے لگے)

آخر میں منجنیق استعمال کی گئی، پھر صلح پر بات آ کر رکی اور ایک لاکھ دینار اسے جرمانہ دیا اور خطبہ و نام محمود لکھا اور پڑھا جانے لگا۔

سلطان وہاں سے لوٹ گیا بروز ہفتہ چار رجب۔

امیر خلف کو شک ہوا کہ جب امیر طاہر اور اس کے سپاہیوں نے سپاہ سلطان پر شب خون مارنا تھا اور یہ غافل رہے کہ انہوں نے آپس میں یہ پہلے سے طے کر لیا تھا (سوچی سمجھی سازش تھی) امیر طاہر ڈر کر وہاں سے باپ کے ساتھی سپاہی لیکر کرمان کی جانب فرار ہو گیا اور وہاں سے پارس اس طرح کہ کوئی اسے روک نہ سکا۔

امیر خلف نے جب پہاڑ پر یہ خبر سنی تو دلشکستہ لوٹ آیا ماہ شعبان میں وہاں سے "خورندیز" آیا اور ان لوگوں کو جنہوں نے سپاہ محمود کو غلہ و اناج وغیرہ دیا تھا اور وہ اپنے ملک لوٹ گیا تھا حکم دیا کہ ان کے اناج و غلہ کو آگ لگا دو کہ وہ غیر مبارک (منحوس) لوگ ہیں اور اللہ نے سبب بنایا کہ اسی سال وہاں قدرتی نباتات اتنی زیادہ اگیں کہ ہر شخص کو 300 کلوگرام دستیاب ہوئی اور بچے و جوان و بوڑھے سب اس سے مالدار ہو گئے۔

امیر خلف "قلعہ تاق" میں آیا اور سیستان کے لوگوں مشائخ اور جوان مردوں پر غصے میں تھا، ان سے ناراض تھا، وہ اس سے ڈرے ہوئے تھے، کوئی بھی اسکی طرف جانے سے کتراتا تھا ماسوائے فقیہہ بوبکر نیہی کے اور امیر خلف "تاق" میں ہی رہا اور عید کے

دن شہر آیا اور کسی کو خود سے ملنے نہ دیا صرف فقیہہ بوبکر کو اور پھر جلد ہی تاق لوٹ گیا اور پھر ذی القعدہ میں شہر آیا اور مشائخ سے حاضر ہونے کو کہا اور اس کے سلام کیلئے آئے "دروازہ نیشک" کے پاس اور وہ وہاں سے شہر میں داخل ہوا۔

جب عید الاضحیٰ گزر گئی اور چند روز گزر گئے تو امیر طاہر کرمان سے لوٹا چند لوگوں کے ساتھ اور تباہ حال اور ایک قاصد اپنے والد کی طرف بھجوایا کہ "میں نے یہ جو کچھ کیا صرف اس وجہ سے کیا آپ سے خوفزدہ تھا اب وہ قت گزر گیا، میں آپ کا بندہ ہوں، میری جان بھی آپ پر قربان اب واپس لوٹ آیا ہوں مجھے معاف کر دیں کہ میں آپ کے پاس آسکوں جو مجھے آپ دیں گے اس پر قناعت کرونگا۔

امیر خلف نے قاصد کو گالیاں دیں اور کہا "وہ میرا بیٹا نہیں اور اسے معاف نہیں کرونگا۔

جب قاصد پیغام واپس لے آیا اور امیر طاہر نے شہر پر حملے کا ارادہ کیا، امیر خلف نے جب یہ سنا تو سپاہ بھجوائیں اور امیر طاہر کا سپاہ سالار طاہر زینت تھا اسے "سرھنگ" پڑھتے۔ سپاہ امیر طاہر اور سپاہ امیر خلف دریائے ہیرمند کے پاس مد مقابل ہوئے، جنگ شروع ہوئی اور امیر طاہر نے اپنے والد کے سپاہ کو عبرتناک شکست دی اور سپاہی واپس امیر خلف کے پاس آئے شکست خوردہ تھکے ہارے اور ان کے اکثر ساتھی قتل ہو چکے تھے۔

امیر خلف جان گیا کہ تکلیف پہنچی ہے وہاں سے فرار ہوا اپنے خاص دوستوں کے ساتھ "تاق" چلا گیا۔

امیر طاہر شہر میں داخل ہوا صبح سویرے بروز منگل محرم کے آغاز میں اور قصبہ کے لوگوں نے امیر خلف کے حکم کے مطابق حصار کے دروازے بند کر دیئے، امیر طاہر کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا) امیر طاہر محل یعقوبی میں داخل ہوا اور وہاں بیٹھ گیا اور اس کے سپاہی طاقتور اور عورتیں غنی ہو گئیں۔اس کے والد کے سپاہی سیستان کے جنگ جو اس

کی خدمت میں آئے اور شہر امیر طاہر کیلئے صاف کر دیئے گئے اور جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو شہر کے دروازے کھول دیئے گئے ماسوائے تاق کے جہاں اس کا والد حصار میں تھا۔

پھر کچھ دیر نہ گزری کہ امیر طاہر نے سپاہ سالار و جنگ جو اور شہر کے لوگ جمع کر لئے اور حصار تاق کے پاس آ پہنچے، جنگ شروع کر دی اور منجنیق تہس نہس کر ڈالیں بغیر کسی کی یاری و مدد کے۔

پھر امیر طاہر کچھ مدت کے بعد وہاں سے لوٹ آیا اور شہر میں داخل ہو، پھر دونوں طرف سے قاصد آئے اور صلح کروادی، امیر خلف نے اپنے سارے خاص لوگوں کو اس کی طرف بھجوایا اور وہ سب طاہر کی خدمت میں لگ گئے، امیر طاہر اپنے باپ کی طرف جانے لگا تو چند گستاخوں نے کہا" مت جاؤ! کہ امیر خلف مکار ہے، اس نے تجھ سے تکلیف پائی ہے اس کے وارث تم ہی بچے ہوا ایسا نہ ہو کہ غلطی کو جائے اور اس مملکت کی شان و شوکت اور اس خاندان کی عزت و دولت بسبب کینہ و بدلہ لینے میں ہمیشہ کیلئے ختم ہی نہ ہو جائے۔

امیر طاہر نے بات نہ مانی اور چندلوگوں کیساتھ روانہ ہوا اور حصار کے پاس آ کر رک گیا اس کے باپ نے کسی کو بھجوایا کہ "میں آ رہا ہوں" اور امیر طاہر حصار کے باہر بیٹھ گیا۔

جب اس کے والد نے اسے دور سے دیکھا تو وہاں سے پیدل آنے لگا اور اس کے ساتھ دو جنگجو بھی تھے اور امیر خلف نے دونوں کو دروازہ حصار کے پیچھے کھڑا کر دیا تھا کہ میں جب اس سے گلے ملوں اور کہوں الحمد اللہ تم لوگ باہر نکل آنا اور میر مدد کرنا تا کہ اسے حصار کے اندر لے آئیں"۔

امیر طاہر نے جب اپنے باپ کو پیدل آتے دیکھا باپ کے رعب و دبدبہ اس کے دل میں تھا گھوڑے سے اترا، زمین کو بوسہ دیا اور اپنے باپ کی جانب تیزی سے بڑھا

اور اس کے باپ نے بغل گیر ہو کر کہا "الحمد للہ" دونوں جنگجو باہر نکلے اور اسے مضبوط سے پکڑ لیا کہ اس کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا، اس کے دل میں کوئی خوف نہ تھا، انہوں نے آپس میں عہد لیا تھا اور امیر خلف نے بھی عہد کیا تھا اور قسمیں کھائیں تھیں مگر امیر خلف اس پر پورا نہ اترا۔

اسے قلعے میں لے گیا اور قید کر دیا اور اس کے سپاہی واپس قصبے لوٹ آئے اور وہ قید کے اندر ہی مر گیا بروز پیر چار جمادی الاول۔

آل عمرو ویعقوب کا اختتام اسی دن ہوا کہ اس کے بعد کسی کو حکومت نہ ملی مزید اللہ بہتر جانتا ہے، سیستان کے لوگ اور طاہر کے سپاہ و جنگجوؤں نے شہر کو امیر خلف کے خوف سے حصار میں لے لیا اور سلطان محمود کی طرفداری شروع کردی اور محمود کے نعرے لگانے لگے۔

امیر خلف اور سلطان محمود کی بات

بوسعید "درطعام" کا سالار تھا اور طبل جنگ بجانے لگا اور محمود کی حمایت میں نعرے لگائے گئے اور آل عمرو کا خطبہ ختم کر دیا اور ام "محمود" کا واحد خطبہ پڑھا جانے لگا، اور طاہر زینت کو شارستان کی طرف خط لکھا اور اسے سلطان محمود کی طرف جمازہ بھجوایا کہ اب صورتحال یہ ہے اور شہر آپ کیلئے صاف کر دیا ہے۔

سلطان نے حسن بن عبداللہ قاری کو جو "عبداللہ ملول" کے نام سے معروف تھا کو اپنا قاصد بنا کر بھجوایا کہ شہر کے حالات معلوم کرو اور لوگوں و جنگجوؤں سے ملو اور اس حوالے سے مجھے درست معلومات دو۔ حسن بن عبداللہ یہاں آیا۔ طاہر زینب دوڑتا ہوا وہاں گیا اور سلطان سے ملاقات کی اور اسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ لوگ امیر طاہر کے ساتھ تھے اور اسی کی حکومت خوش تھے اس کے والد نے (اسے قتل کر

کے)اپنے ہاتھوں سے اپنی حکومت کا درخت کاٹ دیا اور اس بات میں کوئی جھوٹ نہیں۔

جب محمود کو یقین ہو گیا تو اسے انعام و کرام سے نوازا اور دربانوں کے بڑے کو اس کے ساتھ بھجوایا کہ اس کا نام "غلاغوش" تھا اور ان کے ساتھ ہزار سوار بھی تھے اور یہ سب طاہر بن زینب کے ساتھ آئے اور شہر میں داخل ہوئے اور امیر خلف تاق میں مضبوط پوزیشن میں بیٹھا ہوا تھا اور لشکر در طعام سے اندر داخل ہوا، سلطان کے لشکر کے آگے آگے بولیث بو جعفر بو سہل زرنجی تھا، ان پر حملہ ہوا اور اسے قتل کر دیا گیا، اور اسی طرح سلطان کے کافی سپاہی گرفتار کیئے اور قتل کر ڈالے۔

جب سلطان کو پتہ چلا کہ یہ کام سیدھا نہیں ہو رہا تو وہ خود ایک بڑے لشکر کے ساتھ راہ کش سے ہوتا ہوا حصار تاق کے پاس پہنچا اور امیر خلف نے جنگ چھیڑ دی اور مشائخ اور شہر کے لوگ سب محمود کی طرف آ گئے اور حصار توڑنے کی کوشش کرنے لگے۔

امیر خلف کو اپنی عاجزی کا اندازہ ہو گیا کہ کس طرح سیستان کے خاص و عام اس سے منہ موڑ گئے اور پھر اس نے صلح کا پیغام بھجوایا۔

سلطان محمود نے اسے اجازت دی اور کہا کہ "چلے آؤ! جو چاہتے ہو اور جیسا چاہتے ہو۔ کوئی بھی تمہارے مال و دولت سے سروکار نہیں رکھتا اور جہاں جانا چاہو چلے جاؤ اور تمہیں بحفاظت وہاں بھجوایا جائیگا کہ کبھی بھی سیستان کے لوگ اب تم سے راضی نہ رہیں گے اور یہ سب کام میں نے تمہارے ساتھ نہیں کیے، تمہارا اپنا کیا دھرا ہے اور یہ کیا کیا جو تم اب اس حال تک پہنچ چکے ہو؟

پھر عشاء کی نماز کے وقت اتوار کی رات 12 صفر کو امیر خلف تاق سے باہر نکلا علماء زاہدوں کی طرح مصری گدھے پر بیٹھا اور اسکے آگے شمعیں (موم بتیاں) روشن کی ہوئی تھیں اور وہ سلطان محمود کے پاس آیا۔

جب وہ اسکے پاس پہنچا تو محمود اٹھ کھڑا ہوا اور اسے گلے سے لگایا اور اپنے پاس

اسے بٹھایا اور احوال پرسی کی اور بھلائی کی امید و آرزو کی اور آخر میں یہ پوچھا کہ "اے امیر! اب سیستان میں تو آپ کی یہ حالات ہوگئی ہے اور آپ یہاں مزید رہ نہیں سکتے تو اب آپ ہی بتائیں کہ اب کہاں جانا چاہتے ہیں؟"

امیر خلف نے کہا "میری کاکوی کے بیٹے سے اچھی علیک سلیک ہے اگر مجھے وہاں جانے دیا جائے تو مجھے یہ بات بے حد پسند آئے گی اور اگر نہیں تو جہاں سلطان کو مناسب لگے"

پھر اسے دوبارہ قلعے کی طرف بھجوایا گیا کہ "قلعہ جاؤ! اپنے اہل و عیال کے پاس"۔

دوسرے دن کسی کو بھجوایا کہ "مجھے (نقل و حمل کیلئے) کوئی سواری دی جائے تاکہ میں اپنی مال و دولت اور حرم اپنے ساتھ لے جا سکوں۔

سلطان نے حکم دیا اور پچاس خچر و پچاس اونٹ اسے دے دیئے گئے تاکہ جتنا چاہے سیم و زر و جواہر اٹھا لے اور اس نے اپنا سامان سمیٹا اور خراسان کی جانب چل نکلا اور اسکے ساتھ دربان بھی بھیجا اس کی خدمت کیلئے اور غلہ اتنا دیا کہ آرام سے اپنی منزل تک پہنچ سکے۔

محمود وہاں سے شہر کی طرف آیا اور "کرکنک" سے داخل ہوا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ عمل سیستان طاہر زینب کو دے اور طاہر سے پوچھا تھا کہ "سیستان میں کون ہے کہ جس کی بات وقول پر اعتماد کیا جا سکے؟"

طاہر نے جواب دیا "فقیہ بوبکر

جب کام مکمل ہوئے اور چاہا کہ طاہر کو حاکم بنائے اور اسے تحریری شکل دیکر سیستان طاہر زینب کو دیدے فقیہ بوبکر کو بلایا اور کہا "ان لوگوں پر طاہر زینب کو حاکم بنانے کا سوچا ہے اور میری اس فکر (کام) پر تمہاری کیا رائے ہے؟ کہ سنا ہے کہ تم کسی کی طرفداری نہیں کرتے اور کبھی تمہاری بات میں ریاکاری نہیں"۔

وہ بولا" طاہر اس کام کے قابل نہیں"۔

طاہر کو بلایا اور کہا" میں تم پر اعتماد کر کے سیستان تمہارے حوالے کر رہا تھا مگر بوبکر کہہ رہا ہے کہ طاہر اس لائق نہیں"۔

طاہر نے عقل مندی اور چالاکی سے کام لیا اور جب اس نے خود کہا تھا کہ وہ با اعتماد ہے اور اس کی بات کی مخالفت نہ کی جائے تو طاہر بولا "سچ کہتا ہے"۔

پھر شہر و حکومت " فیجی " دربانوں کے بڑے کے سپرد کر دی گئی اور اس کا نائب بو علی شاد کو بنا دیا گیا اور یہ سب کچھ مشائخ کے فیصلے سے ہوا اور اسی دربانوں کے بڑے کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور یہ سب کچھ ماہ صفر میں ہوا اور سلطان محمود بُست کے راستے واپس لوٹ گیا۔

سیستان پر تکالیف کی ابتداء

اور جب منبر اسلام پر ترکوں کا خطبہ پڑھا جانے لگا تو وہی دن سیستان پر مصیبتوں کے آغاز کا دن تھا اور سیستان پر اس وقت تک کوئی مشکل نہیں آئی تھی جو اس وقت آئی۔ پوری دنیا میں زمانہ یعقوب سے لیکر عمرو کے زمانے تک کوئی شہر سیستان سے زیادہ آباد نہ تھا اور نیمروز کو "دارالدولہ" کہا جاتا اس دن جب امیر خلف کو سیستان سے لے جایا گیا اور پھر انہوں نے دیکھا جو اور ابھی تک دیکھ رہے ہیں، رب تعالیٰ جانتا ہے کہ کب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا، یہ سلسلہ اسی سال کے جمادی الاول تک چلتا رہا۔ پھر ایک رات پتہ نہ چلا کہ شہر کے اوباش وجنگجوؤں نے بغاوت کے نعرے بلند کرنا شروع کر دیئے شہر میں فتنہ پھیل گیا وہ سالار وجنگجو جنہیں سلطان محمود اپنے ساتھ لے گیا تھا لوٹ آئے کہ انہیں بُست وغزنین میں رکھ چھوڑا تھا اور خود ہندوستان چلا گیا تھا اور ایسے گیا کہ دوبارہ اس کی کوئی خبر نہ ملی انہیں یہ خیال آیا کہ محمود چلا گیا اور لقمہ اجل بن گیا اور انہوں

نے لالچ میں فساد شروع کر دیا۔

بو بکر عبداللہ جو امیر خلف کا نواسہ تھا اور بو الحسن ھاج نے جنگجو اس نے اپنے پاس جمع کر لئے مگر انہیں طبل جنگ نہ ملا تو ایک بڑا سا ڈبہ اٹھایا اور اسے بجانے لگے اور " بو بکر " کے نعرے لگانے لگے شارستان کو قبضہ کر لیا (قبجی) دربانوں کے بڑے پر حملے کا ارادہ کیا، لشکر مقابلہ نہ کر سکے اور پسپا ہو کر چلے گئے اور کرکنک و کوچہ میار میں داخل ہو گئے۔

امیر بو بکر قلعہ ارگ میں داخل ہوا، اور لوگ اس کے آس پاس آ کر جمع ہو گئے بروز جمعہ اس کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور محمود کے حکم کے مطابق شہر کی فصیل کی دیواروں کو جگہ جگہ سے توڑا گیا تھا جب وہ سیستان سے لوٹ رہا تھا تا کہ یہاں فساد جنم نہ لے اور بو بکر نے حکم دیا تو وہ دیواریں واپس تعمیر کر لی گئیں۔

سپاہ سلطان کرکنک میں داخل ہوئیں اور بہت سے لوگ ان کے ساتھ تھے تقریباً ہزار سوار اور یہ " تمیشتی " گئے تھے جو سیستان کا نواحی علاقہ تھا اور کافر و ہندوؤں کی اکثریت کو قتل کر دیا تھا ان کے لباس و مال و ملکیت کو لوٹ لیا تھا اور بونصر ابو العباس کے بیٹے بادار بو الفضل اور بادار مظفر اور بو اسحاق عروہ اور ایک سو (100) سواران میں سے یہ سب امیر ابو الحسن کاشنی کی امان میں آ گئے تھے وہ دو ہزار کے اسلحہ سے لیس لشکر کے ساتھ اپنی جگہ کھڑا تھا اور سلطان کا باغی نہ ہوا تھا بلکہ اس کے سپاہیوں کی مدد کی۔

امیر بو بکر نے خط لکھ کر قاصد کے ہاتھوں اس کی طرف بھجوائے مگر اس نے قبول نہ کیا، جواب بھیجا کہ " برا کیا کہ یہ اس کی حکومت ہے اور یہ ممکن نہیں کہ تمہاری دال گل سکے۔

امیر خلف کے سو غلام امیر ابو الحسن سے جا ملے، اور سلطان زنگی جو ایک معتبر تھا

اور سال روا ں میں ڈیرے ڈال دیئے۔ یہاں تک کہ سلطان کے ساتھی فراہ و اوق اوردوسری جگہوں سے اس کے پاس جمع ہونے لگے پھرانہوں نے قصبہ پر حملے کا ارادہ کیا اور وہاں سے چلا، لشکر سلطانی سے جاملا۔

بوبکر نے جنگ شروع کردی اوراس کا سپاہ سالار بوالحسن حاجب تھا ہر روز جنگ ہوتی۔

جب یہ خبر گزنین پہنچی تو بوسعید حسین اور بوالحسن بوعلی باقچی (دو بڑے سپہ سالار) محمود کی فوج کولیکر وہاں آگئے، ہندوستان سے سلطان کے واپس لوٹنے کی خبر پا چکے تھے، محمود کے سپاہی دروازہ نوایست سے اس دن اندر داخل ہوئے اور امیر احمد بو الحسن کاشنی کے ساتھ پیادہ لشکر کی ایک بڑی تعداد تھی، سیستان کے عام لوگوں کی اکثریت اس دن قتل ہوئی اور بوالحسن بوعلی باقچی نے درپارس و درکرکوی پر قبضہ کرلیا اور بوسعید حسین محمد درطعام پر قابض ہوگیا تھا اور بوبکر و دوسرے لوگوں کو حصار کی طرف دھکیل دیا تھا۔

انہوں نے حصار لے لیا اورشہر وقصبہ سپاہ سلطان اور جنگجوؤں کے ہاتھ آگیا اور ہر دن شہر سے باہر جنگ ہوتی، یہاں تک کہ عید قربان کے دوسرے دن سلطان محمود اپنے بڑے سے لشکر کے ساتھ حلفا آباد میں داخل ہوا۔

دوسرے دن دریائے پارگین کے کنارے ڈیرہ ڈال دیا حصار کے اردگرد کے سب لوگوں کو قتل کر دیا، حصار کو توڑنے کی تدبیر کرنے لگا جنگ کی تیاری کرنے لگا، منجنیقیں تیار کیں اورشہر کے خارجی علاقے کوگھیرا کرلیا۔

دریائے پارگین کے آس پاس ہرطرف سے ارگ کے رخ منجنیقیں رکھ دیں اور گولے داغے اورارگ سبز کی دیوارکو کچھ حصہ گر گیا اورمحمود نے کہا"فال نیک ہے فتح ہماری ہے"۔

جب عید سے پانچ دن رہ گئے اور جمعہ کا دن تھا تو سیستان کی جامع مسجد میں کسی

نے نماز جمعہ ادا نہیں کی کیونکہ وہاں حصار میں موجود لوگ دل شکستہ ہو گئے تھے اور جب ہفتہ کی رات عشاء کی نماز کا وقت تھا بو الحسن کھتر جو بو سعید حسین کا ساتھی اور جنگجو تھا نے "دروازہ طعام" کھول دیا اور محمود کے نعرے لگانے لگا اور بو بکر اور اسکے گروہ کے افراد کو اس بات کا پتہ بھی نہ چلا، محمود کے محل کے غلام قلعہ میں داخل ہوئے اور فصیلوں (دیوار قلعہ) پر چڑھ دوڑے اور طبل جنگ بجائے اور محمود کے نعرے لگانے لگے اور جلاؤ گھیراؤ شروع کر دیا، بازار و گھر تک جلا ڈالے اور جامع مسجد کو نقصان پہنچا بازار حلوہ فروشان جلا ڈالا، نان بائیوں اور دوسرے لوگوں کو قتل کر دیا وہ بھی مسجد کے اندر کلیسا کے اندر عیسائیوں کو مار ڈالا، مسلمانوں کو انکے گھروں میں داخل ہو کر قتل کیا اور صرف انہیں نہ مارا جو لوٹ مار میں مصروف تھے اور قتل غارت میں۔

جب دن نکلا تو اعلان کیا گیا کہ "غارت گری روک دو!" لوگوں کا امان دیا اور یہ مار دھاڑ رک گئی۔

بو بکر و بو الحسن حاجب "ارگ" میں تھے دوسرے دن انکی جان بخشی کی اور کافی عرصے تک وہ یہاں رہا (محمود) اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

والیان سلطان محمود

حکومت و خطبہ اور سب کچھ و بجی (دربانوں کا بڑا) کے حوالے کر دیا گیا، 24 ذی الحجہ کو یہ کام ہوئے۔

پھر دربان بہشتی آیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور پھر جب اسے واپس بلایا گیا تو سیستان "کلانیان" کو مل گیا۔

اور محمد بو حفص کلانیان کے بیٹے بو حفص و بو نصر و بو احمد و بو القاسم تھے اور ہر سال ایک بیٹا باپ کے پاس جاتا اور وہاں ایک سال گزارتا اور واپس آجاتا تو دوسرا چلا جاتا اور یہ لوگ ستم گار اور روزانہ ٹیکس لینے والے تھے اور انہوں نے سیستان کو ویران

کردیا اور غلہ ختم ہو گیا اور قحط پڑ گیا اور 300 کلو گرام گندم کی دوسو چالیس درھم تک پہنچ گئی اور لوگ کافی تکلیف اٹھانے لگے۔

اسی سال ماہ رمضان آیا تو خطبہ سپاہ سالار امیر نصر بن سبکتگین کے نام کا پڑھا جانے لگا۔ اور چیزوں کی قیمتیں بحال ہو گئیں اچھے اور فلاحی کام ہونے لگے اسی سال کے ماہ شوال تک تمام کام صحیح ہو گئے اور امیر نصر کی کوششوں سے خواجہ عمید بومنصور امام فخر بن معاذ کا محل اور اس کے بیٹوں کا محل جلا دیا گیا اور غارت کر دیا گیا اسی سال رمضان میں اور سیستان میں امیر مسعود بن سلطان محمود کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

اس کا بھائی امیر محمد غزنین میں امیر کے عہدے پر بیٹھا ہوا تھا اور امیر بوالفضل نیشا پور پہنچا تو امیر مسعود عراق سے وہاں پہنچا اور اس کا بھائی غزنین سے سیستان کی طرف گیا اور اپنے بھائی امیر مسعود کے خلاف لوگوں کو اکسانا چاہا، پھر ایزد تعالیٰ نے یہ کیا کہ سپاہیوں نے اسے قید کر لیا اور مسعود کی طرف بھجوایا، جب وہ امیر مسعود کے پاس پہنچے تو مسعود نے حکومت کے سب کارندوں کو قید کر لیا اور قتل کر دیا۔

امیر بوافضل نے سیستان کے حوالے سے جو امیر مسعود نے شرائط طے کیں وہ قبول نہ کیے اور پھر سیستان عزیز فوشنجی کے حوالے کر دیا گیا۔

والیان سلطان مسعود اور امیر بوالفضل کا لوٹ آنا

عزیز قوشنجی سلطان مسعود کے ہاتھوں اندر داخل ہوا بدھ کی شام آدھا دن گزر چکا تھا اور حکومت وخطبہ بکتعدی حاحب (نام) کا پڑھا جانے لگا۔

پھر امیر المومنین کی وفات کی خبر بغداد سے پہنچی کہ قادر باللہ فوت ہو گیا اور امیر المومنین قائم باسر باللہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ بروز جمعہ 15 ماہ رمضان۔

عزیز دوبارہ سیستان آیا، اس وقت وہاں قاضی آیا ہوا تھا بنام بوسعد جیمرتی اور

جنگ جوؤں کی شورش کمتر ہوگئی تھی، وجہ یہ تھی کہ قاضی نے چند لوگوں کو دوٹکڑے کروا دیا تھا۔ پھر عزیز نے سال رواں میں فتنہ گروں کو دوبارہ پکڑا انہیں کوڑے لگائے جنگجوؤں کے معتبرین کے سراڑا دیئے اور انہیں دوٹکڑے کر دیا، سیاست کے کام کو صحیح سمت میں لے آیا اور بزور طاقت تاوان لیا جن سے تاوان جنگ لیا ان میں قصبہ کے سالار اور گاؤں کے معتبرین شامل تھے، اس سال ناصر کارش فوت ہو گیا اور اس کی مال و دولت اس کی بیوی سے لے لیا اور پھر واپس کر دیا۔

سیستان امیر بوالفضل کو دے دیا اور بوالمظفر فوشنجی وہاں آیا اور عزیر کو اپنے ساتھ لے گیا، بوسعد جیمرتی یہاں تھا جب اس نے یہ خبر سنی تو یہاں سے فرار ہو گیا اور امیر بوالفضل حاکم کے طور پر یہاں آیا اور سیستان کی حکومت سنبھال لی۔

پھر حاکمیت بوسعد جیمرتی اور بوسعد قھستانی کو شراکت میں دیدی گئی اور وہ یہاں چلے آئے ان کے دور حکومت میں ترکمان نے حملہ کیا سیستان پر۔

پھر بوسعد قھسانی کو قتل کر دیا گیا اور امیر بوالفضل قلعہ ارگ میں قید تھا، حکومت تنہا بوسعد جیمرتی کی ہاتھ میں آگئی۔

پھر امیر بوالفضل کو دربار بلایا گیا اور سیستان کی حکومت اسکے حوالے کر دی گئی، جمعہ کے دن شہر میں داخل ہوا۔

احمد بن طاہر واسحاق کا ژین وشنگلیان بسکر کے ساتھ ہزاروں لوگ جمع ہو گئے اور امیر بوالفضل سے جنگ کرنے کو نکلے اور امیر بوالفضل "داشن" گیا اور جنگجوان شہر و سالار و پاسبانان اور وہاں جنگ لڑی اور انہوں نے غلبہ پایا، ان کے بہت سے سالار پکڑے گئے اور احمد طاہر واسھاق کا ژین بھاگ گئے کہ کسی نے انہیں نہیں دیکھا اور باقی ماندہ سب کو ارگ کے قلعے میں مجوس کر لیا۔

غلہ مہنگا ہو گیا اور 300 کلوگرام گندم ایک سوتیس درھم کی ہوگئی، امیر بوالفضل

کے حکم سے سیستان کے قلعے کی فصیل دوبارہ بنائی گئی،اورامیر بوالفضل کے ہاتھوں شارستان کی فصیل (دیوار) مکمل ہوئی۔

پھر احمد بن طاہر نے بہت سے لوگ جمع کئے اور ترکوں سے مل گیا اور دروازہ کر کوی میں داخل ہوا، لوٹ مار شروع کر دی اسکی وجہ سے ٹیکس رک گیا۔

امیر بوالفضل نے سلطان مسعود سے لشکر مانگااور اس نے نہیں بھجوایا، اس طرح یہ بے یارو مددگار ہو گیا مگر ترکمان سے بصورت لشکر وہ مستحکم ہو گیااس نے کسی کو بھجوایااور پھر امیر بونصر گیااور "ارتاش" کو پانچ ہزار سواورں سمیت لے آیاوترکمان ہر روز احمد طاہر کے پیچھے حملہ آور ہوئے بالآخراحمد طاہر نے پیادہ لوگوں اور سوار ترکمان سب کو لیااور دروازہ طعام کی جانب چل نکلا۔

جب "ارتاش" آیا تو وہ قلعہ ارگ میں داخل ہوا،اور امیر بوالفضل اسکے پاس پہنچا،انہوں نے عہد لکھا اور خطبہ یبغو کے نام کا پڑھا جانے لگا،ارتاش نے کسی کو بھجوایا اور "ترکمانوں" سے کہا کہ جو احمد طاہر کے ساتھ تھے اسے اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا اور وہ اسے وہاں سے شہر کے دروازے کے پاس لے آئے ،احمد طاہر کو قید کر لیا اور اسکے تمام ساتھیوں کو قلعہ ارگ بھجوا دیا۔

ارتاش وامر بونصر اور سپاہی گئے اور درواز بُست جا پہنچے، بوالفضل نے احمد طاہر کو منوچھر کو ومظفر حسین کو و بوجعفر حمدان درقی اور اس کے تمام دوستوں وسالاورں کو ان سب کے حوالے سے امیر شہر بونصر گورگن کو حکم دیا کہ "ان سب کو لٹکا دو" (یعنی قتل کر دو)

یبغو واپس آیااور امیر بوالفضل اسکے ساتھ گیا،وہ دروازہ بُست میں داخل ہوئے اور اس کے گردونواح سب کو قبضہ کر کے تہس نہس کر دیا۔

پھر یبغو اور ارتاش کے بیچ اختلافات کھڑے ہو گئے اور اچانک ارتاش لوٹ گیا، سپاہی بھی اس کے ساتھ چلے گئے اور یبغو بھی پلٹا اور سیستان آ گیا۔

قصہ مختصر کہ سیستان کی حاکمیت بوالفضل کے ہاتھ آ گئی، اور ترکمان کا سارا لشکر خراسان کی جانب لوٹ گیا۔

سپاہ مودود کو شکست دینا اور حکومت امیر بوالفضل

سلطان مسعود قتل ہو گیا اور مودود بن مسعود نے حکومت سنبھالی اور بوسعد جیمر تی اور بوعمر بولیث امیر مودود کی حمایت سے سیستان پر لشکر لا کر حملہ آور ہوئے اور ان کا سالار قیماس حاجب تھا اور دروازہ نوایت سے داخل ہوئے اور بوعمر بولیث کا بیٹا بنام بو نصر اور بوسعد جیمر وتی کا بیٹا یہ دونوں قلعہ ارگ میں قید تھے اور وہاں سے فرار ہو گئے کسی کو پتہ نہ چلا کہ یہ دونوں کس طرح نکل کر فرار ہوئے، بوالفضل اپنے خاص سپاہیوں کے ساتھ وہاں پہنچا اور قیماس کے نام پر جنگ شروع کر دی اور انہیں شکست دی اور غزنین کی جانب لوٹ گئے۔

پھر بات یہاں پہنچی کہ امیر مودود نے چھپ کر خطوط سیستان بھجوانا شروع کر دیئے (معتبرین سیستان کو) امیر بوالفضل کو اس بات سے مکمل آگاہی تھی، انہیں اس بات کی خبر نہ ہوئی، پھر قاضی بوسعید محمد بن عبداللہ کو فقہاء عبدالحمید و عبدالسلام کو امام فاخر کے دو بیٹوں کو، امیر کنک کو اور امیر احمد کوتوال کو امیر بوالفضل نے قلعہ ارگ میں قید کر دیا۔

پھر ایک بڑا لشکر مودود کی جانب سے ہمراہ دربار خصوصی کے ساتھ دو ہزار سوار دس ہزار پیادہ بھیجے اور بوعد جیمر تی و بوعمر بولیث و احمد طاہر کے بھائی و بومنصور و بوحاتم جو ستکان جوینی کے بیٹے تھے اور بروز اتوار رجب کو ان کے ساتھ آئے۔

امیر بوالفضل سپاہیوں سمیت باہر نکلا، سخت جنگ ہوئی اور دونوں طرف سے کافی لوگ مارے گئے اور سالار طاہر محمد سکزی کے ساتھ لوٹ گئے اور بونصری و سپاہ مودودی اندر آئے اور بوالفضل حصار میں چلا گیا، انہوں نے قتل و غارت شروع کر

دی، بہت سے لوگ مارے گئے، انہوں نے وہ کیا کہ (جو کفر کی سرزمین پر بھی غیر مناسب لگتا ہے) جو کفار کی سرزمین پر بھی کوئی نہ کریگا۔

اس دن انہوں نے حصار لیااور اس کے بعد ہر دن حصار کے پاس جنگ ہوتی دونوں طرف سے لوگ مارے جاتے اور یہ جنگ چار ماہ تک طول کھینچتی رہی یعنی 12 دن تک اور جب امیر بوالفضل نے ارتاش کوخراسان کی جانب خط لکھا، وہ ماوراء النہر گیا تھا کہ وہاں ترکمانان جنگ لڑ رہے تھے۔

وہاں سے ذی القعدہ کے آخر میں روانہ ہوا، کسی کو خبر نہ تھی نہ حصار والوں کو اور نہ باہر والوں کو یہاں تک وہ آ پہنچا، سپاہ مودودی شہر کے دروازے کے پاس تھیں، پورا لشکر بھی وہیں تھا کہ صبح سویرے "ارتاش" اپنے سپاہیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور جنگ شروع ہوئی اور کچھ دیر جنگ کو گزرا تھا کہ امیر بوالفضل شارستان کے لوگوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا، سپاہ مودودی بری طرح پسپا ہوئی، بہت سے لوگ گرفتار ہوئے، قتل کر دیئے گئے، بہت سے پیاس سے بیابان میں مر گئے۔ان میں سے کچھ لوگ جان بچا کر بُست پہنچ سکے۔

قیماس و دربانوں وزرین کمر کے گروہ اور معتبرین اور بوسعد جیمرتی کو امیر بو الفضل نے پھانسی دی محل یعقوب کے اندر ارتاش نے سپاہی لئے اور بُست چلا گیا سپاہ مودودی کا پیچھا کرتے ہوئے اور امیر بوالفضل بھی اس کے ساتھ تھا، اس کے ساتھ پیادہ لشکر بھی تھا، بُست کے حصار خراب کر دیئے اور کافی تباہی مچائی۔

یبغو دوسرے راستے سے سیستان پہنچااور وہاں سے پلٹ کر خراسان چلا گیا، امیر بونصر بھی خراسان گیا اور ایک خاتون سے شادی کی اور چند دن وہاں سے رہ کر چلا گیا۔ دربان مودودی طغرل نے اسکے پیچھے جاسوس چھوڑا ہوا تھا، پھر بُست سے دو ہزار بہترین سوار حملہ کیلئے لایا اسے درہ ہند قانان میں جا لیا اور اسی سال سپاہ کے ساتھ آئے

اورسیستان میں کافی نقصان کیااور درکروکی کوگھیر لیا،بہت سے لوگ مار دیئے چاہے گبرو چاہے مسلمان لوٹ مار کرنے کے بعد کاشن چلے گئے۔ کاشن کو حصار میں لے لیا اسے گھیر لیا اور کافی لوگ مار دیئے، کچھ قید کئے ،خوب لوٹ مار کی۔

پھر دوبارہ حصار کی طرف آئے اور امیر بوالفضل سے ملاقات کی،ایک گروہ حصار میں داخل ہوااور صلح صفائی سے پیش آئے، پھر وہاں سے چلے گئے اور امیر بونصر کو ان کے ساتھ غزنین لے گئے اور وہاں قید کر لیا گیا۔

"ارتاش" ایک بڑے لشکر کے ساتھ گیا کہا"غزنین شوم جارہا ہوں"سپاہی موودوی باہر نکلے اور جنگ لڑی اور "ارتاش"پسپا ہوا اور شارستان واپس چلا گیا۔

بیغو واپس آ گیا پھر فقہاء عبدالحمید اور عبدالسلام کو امیر بو افضل نے آزاد کر دیا۔ بروز پیر 2رجب،ان کی قید کا دورانیہ چھ سال و ایک ماہ تھااور امیر احمد کوتوال کو دوران حصار آزاد کر دیا،امیر کنک کو قلعہ ارگ میں پھانسی دے دی گئی اور قاضی بوسد کا بیٹا قاضی بوالحسن فرار ہوکر مکران چلا گیااور وہیں فوت ہو گیا۔

"ارتاش"طبس میں امیر بوالعباس درھی کے غلاموں کے ہاتھوں قتل ہوا۔

امیر بونصر کو آزادی ملی اس کی وجہ تھی خواجہ سعید کا بیٹا احمد حسن میمندی تھا و سیستان میں قید تھا اور چند دربان جنہیں حاجی امیر چفری نے گرفتار کیا،ان کا باہم تبادلہ کیا گیا یعنی قیدیوں کے بدلے قیدی چھوڑ دیئے گئے اور بروز جمعرات 21 صفر کو شہر میں داخل ہوا (امری بونصر) اور شہر کو سجایا گیا اور سیستان کے لوگوں نے خوشیاں منائیں،،بہت صدقات دیئے پھر وہ "ھری" کی طرف چلا گیا بروز بدھ 3 جمادی الاول اور اسی سال "ھری" سے واپس لوٹ آیا ہفتہ کی شب 26 ذی القعدہ کو وہ شہر میں داخل ہوا۔

یوسف بن یعقوب بن صابر کمری نے بوجعفر صابر کو اس کے بیٹوں کو قتل کر دیا انکے محل کو لوٹ لیا اور امیر بوالفضل نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے گرفتار کر لیا بروز

جمعہ 7 ربیع الاول اور اسی وقت حکم دیا اور اسے دو ٹکڑے کر دیا گیا۔

امیر احمد بیٹا تھا امیر بونصر کا بہادری میں تمام جہان کے پہلوانوں میں اس طرح کا کوئی شجاعت وسخاوت و تواضع و نیکی و بھلائی کرنے والا شخص نہیں تھا اور اس طرح کا بخشنے والا اور اچھا انسان ہرگز سیستان میں نہیں تھا پھر امیر طاہر بوعلی کے علاوہ کوئی اس طرح کا نہ تھا اور قضا نے عمل کیا اور بدھ کی شب 29 ربیع الآخر کو فوت ہوا اور نو دن سارا سیستان دکھ و درد میں رہا، آنکھیں روتی رہیں، خاص و عام سب اس غم میں شامل تھے اس لئے کہ وہ بے مثال شخص تھا، اس کا والد امیر بونصر چند دن اسکیلئے غمگین ہوا پھر محفل سجائی جو حاکموں کی رسم رہتی ہے اور اس دور میں سیستان پر کوئی مصیبت نہ آئی، یہاں تک کہ ملعون طغرل نا مبارک آ گیا۔

طغرل کی آمد اور سیستان کے لوگوں کا قتل

بروز اتوار 3 رجب "حصار تاق" میں داخلہ ہوا (طغرل) اور قاصد بھجوانے شروع کئے اور امیر بوالفضل نے اس کو کوئی اہمیت نہ دی پھر اس نے حصار میں جنگ کا آغاز کر دیا وہاں کوتوال ہلال برقی تھا جس نے بڑی جوانمردی دکھائی اور آخر فوت ہو گیا وہاں امیر بوالفضل کا نائب امیر بوسعید سموری تھا اور اس نے کام سنبھال لیا جوانمردی دکھائی وہاں موجود سالاورں اور جنگجوؤں نے بھی ہمت دکھائی اور جب بولیث یوذی و بومحمد منصور اور اسکے سپاہ سالاورں نے ان کے ساتھ وفاداری کی (انکا ساتھ دیا) پانچ ہزار اعلیٰ سوار اور پانچ تیار ہاتھی اور دو ہزار پیادہ سکزی وغزنوی اور بومحمود عسکر انکے ساتھ تھے، انہوں نے کافی کوششیں کیں مگر حصار کو توڑ نہ سکے۔

آخر، قضا آئی، طغرل ہزار سواروں کے ساتھ تیار و اسلحہ سے لیس بڑی تیاری سے شہر کے دروازے کے پاس پہنچ گیا اور امیر بیغو "ہری" سے آیا اور اس کے ساتھ ایک

بڑا لشکر تھا اور اس کا ارادہ طغرل کے سپاہ سے جنگ کرنے کا تھا طغرل کو اس بات کی خبر نہ تھی تو کسی طرح طغرل کو بتایا گیا کہ "ابھی یبغو پہنچنے والا ہے" وہ جا کر کمین گاہ (محفوظ مقام) پر جا بیٹھا، امیر بوالفضل نصر بن احمد باہر نکلا اور یبغو (لب دریا) دریا کے کنارے پہنچا تا کہ لشکر باہم مل جائیں اور پھر شہر میں داخل ہوں اور یہ ہفتہ کا دن تھا 22 رجب۔

اسی دوران اسی تاریخ کو طغرل عام شہریوں کے ساتھ مل گیا اور نعرے گونجے اور یبغو پسپا ہو گیا نہ لشکر رہا نہ اسلحہ اور امیر بوالفضل نے اس کا دل رکھنے کیلئے اس کے ساتھ چل پڑا اور "ھری" جا پہنچے کہ وہاں لشکر کو اکٹھا کر کے دوبارہ جنگ کیلئے آئیگا۔

پس طغرل "تاق" کے حصار میں چلا گیا اور ادھر چند دن اسے کچھ حاصل نہ ہوا اور محمود گندمگ اور اس کے بھائی مارے گئے اور حصار کے لوگ اس کے پاس آئے اس سے ملئے مگر لا حاصل انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔

آخر عاجزی سے واپس لوٹ گیا، بروز جمعہ 13 شعبان غزنین میں داخل ہوا اور غزنین پر قابض ہو گیا اور عبدالرشید بن محمود اور اس کے علاوہ کافی شہزادوں کو قتل کر دیا، وہاں کے حاکم کو قتل کر دیا کہ وہ اسی قابل تھا۔

جب بوالفضل نے اس کے جانے کی خبر سنی تو لشکر اٹھایا اور اپنی مملکت میں واپس آ گیا۔ اس کے ساتھ طالع سعد بھی تھا منگل کی رات 15 رمضان وہ شہر میں داخل ہوئے اور امیر بیفو کے بیٹے کو اپنے ساتھ لے آیا جسکا نام امیر بوالفتح قرا ارسلان بوری تھا اور انکے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔

ایک سال یہاں گزارا، عزت و بڑائی اور کامیابی کے ساتھ، امیر بوالفضل نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا پھر امیر بیغو نے "ھری" سے قاصد دربان بھجوائے وہ اسے "ھری" لے گئے بروز منگل 8 شوال۔

حکومت حاصل کرنے کی کوشش میں قراتاش بن طفان نے سیستان میں خوب

قتل و غارت کی، بروز پیر 27 رمضان، دو منحوس ستاروں کی طرح نظر آنے کا وقت ماہ اسفند میں۔

اور وہ اس طرح ہوا کہ وہ سیستان آیا اور اس نے ارادہ کیا تھا کہ مکران جائے گا تو چند روز اسے مہمان بنایا گیا، پھر کہا گیا "اب آپ چلیں جائیں" کیونکہ اس کا لشکر بہت سرکشی کر رہا تھا۔

اس نے کہا "مجھے پانچ روز مزید غلہ دو تا کہ میں سیستان کی عید دیکھ سکوں۔ پھر چلا جاؤنگا۔

مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔

غصے سے پھر وہ لوٹ گیا، پھر واپس آ گیا اور عام رعایا سے جنگ شروع کر دی، ان کے گھروں کو تہس نہس کر دیا اور انہیں قتل کر دیا۔

پیر کی رات، امیر بوالفضل نے امیر بوری کو ترکمانیوں پر اور امیر اسماعیل قوقھی اور امیر بوجفر قوقھی و اس کے بھائی امیر احمد کو "اوق" کے لوگوں پر نامزد کیا، قوی اور جنگی لباس میں ملبوس لوگوں کو امیر طاہر کے سپرد کیا، غلاموں کو بھی ان کے سپرد کر دیا۔ اسی طرح دو سو ترکمانان و غلام اپنے غلام اور پانچ سو مرد اسلحہ سے لیس، انکے ساتھ چلے دروازہ شہر پر پہنچ گئے اور سب کو نصیحت کی کہ "خیال رکھنا کسی کو قتل نہ کرنا کسی کا خون اپنے سر نہ لینا۔ نعرے لگانا تا کہ وہ سن لیں"۔

وہ چلے گئے اور ان ترکمانوں کو جو امیر بوری کے ساتھ تھے اس سے پہلے کہ لشکر تک پہنچیں، نعرے لگائے، ترکماناان نے لشکر گاہ بنائے اور آ گئے چل پڑے یہ آئے لوٹ مار کی اور گھروں کا سامان لوٹا اور پھر ادھر ادھر بکھر گئے ہر ایک نے شہر کا الگ رخ کیا' جب صبح ہوئی تو ترکمانان واپس لوٹ آئے جنگ کا آغاز کیا اور ظہر کی نماز تک جنگ لڑی۔

امیر بوری کے ترکمانان پسپا ہو گئے اور امیر بوری و امیر طاہر نے پیٹھ دکھائی

پیادہ سپاہیوں کو انکے حال پر چھوڑ دیا امیر اسماعیل و امیر بوجعفر گھر میں داخل ہوئے خود کو حصار میں لے لیا، جنگ شروع کر دی اور پھر دو روز بعد تیسرے دن انہیں باہر لے آئے اور گرفتار کرلیا گیا (امیر اسماعیل و امیر بوجعفر) کو دوسو کے لگ بھگ لوگ وہاں مارے گئے، امیر اسماعیل کو بیس ہزار دینار کے عوض چھوڑ دیا، امیر بونصر وہاں گیا اور تاوان مانگا اسے دولت دی گئی اور وہ چلا گیا۔

یاقوتی کی آمد و سیستان کی تباہی

پہلی دفعہ یاقوتی سیستان پہنچا بروز جمعرات 8 رجب اور وہ 9 دن سیستان میں رہا اور اسکے ساتھ دو ہزار سوار تھے یہ سب امیر بوالفضل کے مہمان تھے، اسی عرصے میں انہوں نے کسی سے تین کلو گھاس تک نہ لی اور کسی کو بھی ایک دانہ تک نقصان نہ پہنچایا اور ہفتہ کے روز 17 رجب کو مکران کی طرف چلا گیا اور مکران میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور امیر مھیا نے اپنی بہن سے اس کی شادی کروادی اور وہاں سے لوٹا اور بیابان کرمان کے راستے "قاین" گیا۔

اس کا لشکر کا بیشتر حصہ سیستان لوٹ آیا اور چند روز وہاں رہے اور بوالمظفر حضر جو دربار کا سب سے بڑا تھا (رئیس دربار) اسکے گرفتار کرنے کیلئے لشکر بھجوایا، اسے گرفتار کر کے اپنے ساتھ "قاین" لے گئے، اسے قید سے آزاد نہ کیا گیا یہاں تک کہ اس سے چھتر ہزار دینار لے لئے گئے۔

پھر یاقوتی اور امیر بوالفضل کے درمیان اختلاف ظاہر ہوا یہاں تک کہ یاقوتی خراسان گیا اور سیستان کی حکومت امیر چغری سے مانگی جو اس کا والد تھا، کسی کو عراق بھجوایا اور امیر طغرل کے نام خط بھجوایا، سیستان کی حکومت کا منشور لیا (سیستان کی حکومت لی) اور سیستان آیا اور رون و چول میں داخل ہوا بروز اتوار 12 شعبان بروز آذر سال 424 یزدجرد (ایرانی سال) کو لے آیا چند دن وہاں رہا اور رون وچول کے لوگ اس سے مل

گئے اس نے وہاں کسی کو تکلیف نہ پہنچائی اور قاصد بھجوائے اور اپنی حاکمیت کی تعیناتی بھی دکھائی۔

امیر بوالفضل نے اس کی بات نہ مانی اور کہا" مجھے تمہارے قول پر بالکل اعتماد نہیں اور مجھے تمہاری ضرورت ہے اور نہ تمہارا خطبہ پڑھوں گا سیستان میرے ہاتھوں سے تلوار ہی چھین سکتی ہے"۔

وہ وہاں سے جوین آگیا اور دوسرے راستے سے قاصد بھجوایا۔

قاصد کو واپس لوٹا دیا گیا"تو نے ابھی سیستان کے قلعے کو قبضہ نہیں کیا لوگوں کو قتل نہیں کیا تو کس حیثیت سے تمہاری اطاعت کروں"

اسکا قاصد واپس چلا گیا اور وہ ورق آگیا جب اس نے یہ بات سنی تو لوٹ آیا بروز اتوار 26 شعبان جوین آگیا دوپہر کی نماز کو وہ شہر میں داخل ہوا،لوگ اس وقت غافل تھے اور اپنے گھروں میں تھے، اس نے انہیں کبھی تکلیف نہ پہنچائی تھی اس نے جنگ شروع کر دی اور لوگ محصور ہو کر رہ گئے۔

دوسرے دن، پیر کے روز صبح کی نماز کے وقت حصار بنا لیا اور لوٹ مار شروع کر دی، پھر صبح کے وقت امیر شہنشاہ کو جوین کے اندر گرفتار کر لیا اسے لشکر گاہ لے گئے، ایک ہزار دوسو کے قریب اس شہر میں مرد قتل ہوئے اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کر کے خراسان بھجوا دیا گیا۔

وہیں قیام کیا یہاں تک کہ رمضان کی عید گزر گئی تو وہ برونج آگیا اور مغرب کی طرف سے کلموہ میں داخل ہوا اور قوقہ کے لوگوں نے کتنی بار اس سے جنگ جیتی تھی اس سے بھیڑیں وگھوڑے ولباس وغیرہ چھینے تھے اور تقریباً تین لاکھ درہم ان سے تاوان کے طور پر لئے اور انہیں امان میں رکھا،نقصان نہ پہنچایا اور کلموہ سے بوالقاسم ینال کو جو اسکے لشکر کا سپاہ سالار تھا کو 200 سواروں کے ساتھ قاصد بنا کر بھیجا اور بولا " آگاہ رہو

!حصار بنائے لوگ قتل کئے اور گرفتار کئے اور اب کچھ باقی رہ گیا ہے؟"

امیر بوالفضل نے پھر خودداری دکھائی، اس کی بات قبول نہ کی اور کہا" جس طرح کا معاملہ تم کر رہے ہو اس طرح حکومت حاصل نہیں کی جا سکتی۔

بوالقاسم ینال واپس لوٹ گیا اور اس کے پاس چلا گیا۔

امیر بوالمظفر وامیر بوالحسن قلعہ برونج میں امیر بونصر کے پاس تھے اور دس ہزار لوگ ان کے ساتھ تھے اسلحہ سے لیس وہاں ایک روز جنگ شروع کی مگر اسے کچھ حاصل نہ ہوا۔ اتنا ہوا کہ اس کے ساتھیوں میں سے کئی گرفتار ہوئے اور وہ خود تھک کر نڈھال ہو گیا۔

پھر بوالقاسم نیشابور کو قاصد بنا کر بھجوایا اور امیر بوالفضل نے کہا" اگر تم اپنا ہاتھ قتل و غارت گری سے کھینچ لو تو میں تمہاری فرمانبرداری کرونگا۔

سات دن تک اس نے کسی کو تکلیف نہ پہنچاا اور سب کو امن میں رکھا۔

پھر بروز جمعرات اچانک " کمر" آ گیا اور احترم بن یعقوب بن صابر اس کے آگے گیا کمر کے ایک مرد کے ساتھ اور اسکی خدمت کی اس کی مہمان نوازی کی، دوسرے دن اسے وہاں سے مارجویہ لے آیا اور مارجویہ کے محصوروں کے ساتھ جنگ شروع کر دی اور صبح کو حصار کو گھیر لیا اور ایک سو ستر مرد اس حصار میں مار ڈالے عورتوں کو امان دی اور اس سے آگے کسی کو بھجوایا۔

اسی دن رندن آیا اور رزق کی نہر کو اور دوسری جگہوں کو گھیر لیا، کافی لوگ قتل ہوئے عورتیں قید کر لیں ان امیں سے کچھ کو لے گئے کچھ کو چھوڑ دیا۔

دوسرے دن حصار میں مھر بان و براون گئے اور محاصرہ کر لیا اور ہر ایک گھر کو تباہ کر دیا بہت سے لوگ مارے گئے اور اس وقت نحوست کا ستارے حمل میں داخل ہو رہا تھا۔

اسی دن گاؤں (دیہات عمرو) کا محاصرہ کر لیا گیا چالیس لوگ وہاں قتل کر دیئے اور 25 شوال کو واپس آیا اور برونج میں داخل ہوا دوسرے دن ورق میں داخل ہوا، جنگ کا آغاز کر دیا دو روز جنگ لڑی اور قلعہ میں داخل ہو گیا وہاں سے "قاین" کی راہ لی۔

یہ سب فتوحات سیستان کے مرد جنگجوؤں کی طاقت سے حاصل کیں، پانچ سو مرد اس کے آنے سے پہلے سیستان سے جا چکے تھے اور محمود کندمگ بھی ان کے ساتھ تھا وہ طفرل کی تلاس میں نکلا تھا جب وہ سیستان آیا تو محمود گندمک لوٹ آیا، بوبکر شادی کا بیٹا 300 مردوں کے ساتھ انکے ساتھ شامل ہوا، رون و چول اوردوسری جگہوں سے بھی 300 لوگ ان کے ساتھ شامل ہوئے اور یہ جنگ وفتنہ ان کے ہاتھوں سے شروع ہوا۔

امیر چغری اور امیر یبغو کے نام کا خطبہ

امیر چغری کے قاصد بروز منگل 22 ربیع الاخر کو آئے اور وہ شارستان سیستان میں امیرارتاشی کے پاس پہنچے اور انہیں، بزیان کے کنارے والے دروازے کی سمت لے گئے اور راستے میں تین ہزار لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بھی جنگی لباس،زرہ و کمان و ڈھال و خنجر وغیرہ سے لیس تھے اور جہاں قلعہ ارگ کے میناروں کی بات ہے تو ہر مینار کے پاس ایک چو بند سوار اسلحہ سے لیس اور سواری کو آراستہ کیا گیا تھا (سجایا گیا تھا) یہ سارا اسلحہ وہاں کے لوگوں کا تھا ابھی تک اسلحہ خانے کا دروازہ کھولا ہوا تھا۔

قاصد جب وہاں سے دریا کے کنارے پہنچے تو انہیں کشتیوں میں لے جایا گیا اور ان کیلئے بڑی کشتی لائی گئی اور دربان پچاس لوگوں کے ساتھ ان کے ساتھ چلا گیا شہر کے اس کنارے سے دریائے ھیرمند پہنچے اور وہ آب بزیان کی سمت سے آئے تھے اور پھر سارے دروازہ شہرستان تک پہنچ گئے۔

پھر قاصد اور در ابن جوان کے ساتھ دریا کے کنارے سے پہنچے تھے اندر داخل ہوئے اور دروازہ بند کر دیا دوسروں کو اندر آنے کی اجازت نہ دی یہاں تک کہ قاصد امیر بوالفضل کے پاس چلے گئے، باغ میمون کے راہ سے وہ وہاں بیٹھا ہوا تھا اور ایک سو خادم اس کی خدمت میں مصروف تھے اور 200 اسلحہ سے لیس اس کے خاص بندے وہاں موجود تھے۔قاصد وہاں پہنچے اور نماز ادا کی اور جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو آئے اور ہیرے جواہرات اور ہزار دینار اس کی نذر کیئے۔

وہاں سے نکلے اور ارتاشی کے گھر چلے گئے۔پھر جمعہ کے دن اسی ماہ کی 25 تاریخ شہر کو سجایا گیا ارتاشی کے محل سے لیکر دروازہ بنان تک اور سب نے جنگی لباس پہنا ہوا تھا اور تمام اسلحہ سے لیس اور ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے ڈھول کی تھاپ پر بہت سے درھم و دینار پھینکے اور وہ جمعہ کی نماز کیلئے مسجد میں داخل ہوا (قاصد) اور جب امیر چھری کے نام کا خطبہ پڑھا گیا تو اتنے زیادہ درھم و دینار پھینکے گئے کہ جس نے سب سے کم حاصل کئے مسجد میں موجود لوگوں میں سے تو اس کے حصے 20 سے 30 دینار آئے۔

اس وقت عقرب کے طلوع کا وقت تھا20 درجہ اور مریخ اسد کے اندر 03 درجے اور خورشید سرطچان کے اندر25 درجے اور چاندوجوزہ کے اندر19 درجہ اورزحل کے اندر88 درجہ اور مشتری ان کے اندر 29 درجہ اور زہرہ جوزہ کے اندر11 درہ عطارد اسد کے اندر14 درجہ

اور حال اس بات پر ہے کہ امیر یبغو نے امیر طغرل کو عراق کی طرف خط بھجوایا اور بہت گلہ کیا امیر چغری کے حوالے سے اور لب آب جیحون کے پاس اس وقت جو عہدنامے لکھے تھے اور خراسان حاصل کیا تھا سب یاد کروائے اور بہت غصہ کیا۔

اس کا جواب آیا اس کے حوالے سے امیر بوافضل اور سیستان کے لوگوں کو منشور لکھ دیا کہ " میں نے امیر چغری کو لکھ دیا ہے کہ آگے بھی بے ادبی نہ کرے اور امیر یبغو کو

اس حوالے س آ گاہ کر دیا ہے، اب اس کی مخالفت نہ کرنا اس کے حکم کو بجالانا اور خطبہ اس کے نام کا پڑھنا درھم و دینار کی مہر اسکے نام کرنا، اگر لشکر چغری اس طرف آئے تو اسکا حکم نہ ماننا، ان جملوں کو بھولنا مت۔

جب خط و منشور امیر یبغو کو ملے تو اس نے اپنے بیٹے بوری کو دربانوں ولشکر کے ساتھ سیستان بھجوایا اور خط لکھا کہ " یہ ہے منشور امیر طُغرل بھجوا رہا ہوں اور اب اس کے مطابق میرے نام کا خطبہ پڑھو، مہر بدل دو اور ٹیکس بھجواؤ، شہر کا نگہبان جو امیر چغری کا مقرر کردہ ہے اور تمہارے پاس اسے میرے لشکر کے حوالے کر دو اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ " کسی جگہ بھی نقصان نہ پہنچنا، اس وقت تک کہ جب تک جو میں نے کہا ہے اس پر عمل نہ کریں، جب اس طرح ہو تو ایک ہاتھ میں مشعل (آگ)اٹھانااور ایک ہاتھ میں تلوار اور پھر جلانا اور قتل و غارت کرنا جب تک وہ حکم کی تکمیل نہ کر لیں۔

امیر بوری سیستان آ گیا بروز جمعرات 14 جمادی الآخر صبح سویرے، میزان کے طلوع 3 درجے وقت اور جب وہ شہر کے دروازے کے پاس آب دیوانہ کے کنارے پہنچا تو امیر بوالفضل نے اپنے خاص دربان کو دس سواروں کے ساتھ اس کے استقبال کیلئے بھجوایا جب وہ شارستان کے دروازے پر پہنچے تو کسی کو اس نے استقبال کیلئے نہ پایا"بوری" اسی طرح چلتے ہوئے شہر میں داخل ہوا اور دس پندرہ سواروں کے ساتھ اور امیر بوالفضل کے پاس پہنچا باغ میمون میں اور سلام عرض کیا اور نماز ظہر ادا کی۔ جو تحفے تحائف وہ امیر یبغو کی طرف سے لایا تھا وہ حاجب کے ہاتھوں بھجوائے ، خط بھی اسکے سامنے رکھ دیا جب امیر بوالفضل نے خط پڑھا تو بولا "میں یہ نہیں کر سکتا"۔اور پھر سیستان کا قصہ اختتام پذیر ہوا۔

(خاتم بالخیر)

مقدمہ مصنف

تاریخ سیستان ایک سرزمین کی داستان ہے ایک ایسی سرزمین جو وہاں کے پرانے لوگوں نے بنائی اور بیگانہ (باہر سے آنے والے) حملہ آوروں نے اس خراب کیا۔ اس داستان کا ہیرو خود سیستان ہے اور ہم اس معاجرے کو ابتداء سے اس کی بنیاد رکھنے سے لیکر سے اسکے زمانہ سقوط و انحطاط (زوال تک) ہم مصنف کی روایات پڑھتے ہیں جو خود داستان کے آخر میں موجود ہے یعنی دور زوال میں بیٹھا ہوا ماضی پر تکرار کر رہا ہے۔ اور وہ اس چیز کے پیچھے ہے کہ وہ کیا وجہ ہے کہ بات یہاں پہنچی وہ اس بات سے ہٹ کر کہ میرے احساسات ہیں یا قصہ بننے میں مبالغہ آرائی ہے وہ خطہ کی ایک ایک گز کی سچ بنیاد پر بات بیان کرتا ہے اور پہلا قدم روشنی کی جانب بڑھاتا ہے وہ جانتا ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ بغیر رقیبی کسی انحراف کے اصل داستان بیان کرتا ہے۔ مستحکم اور مضبوط طریقے سے اور اعتماد کے ساتھ داستان کو تلاش کرتے ہوئے آگے بڑھاتا ہے اور یہ فارسی متن پنجم ھجری کا ہے اور کسی متن کی ساخت کے لحاظ سے اس طرح سنجیدہ اور خوب صورت نہیں پائی جاتی اور تمام مطالب ایک محور کے گرد گھومتے نظر آتے ہیں اور کہیں بھی تحریر میں کوئی کمی یا جھول نظر نہیں آتا فقط مطلب کے لب لباب پر داستان منعکس رکھی ہے اور وہ سادہ و عام روزمرہ کی کام آنے والی زبان استعمال کی گئی ہے اور چھوٹے و مختصر مگر باربط جملے استعمال کیئے گئے ہیں۔

کتاب سیستان کی بنیاد سے شروع ہوتی ہے اور فضائل سیستان و نام سیستان و سیستان کے لوگوں کے طریقے کے بعد ہم تیزی سے دور اسلام تک پہنچ جاتے ہیں اور دور اسلام کے بعد حدیث نور مصطفےٰ ﷺ کو کافی تسلسل سے چند باب کی صورت میں لکھا ہے اور اس کے بانیوں سے آغاز کرتا ہے اور یہاں بھی دور اسلام سے شروع کرتا ہے اور پھر

اسلام کے بانی کا ذکر کرتا ہے اور اس سے عالم کے بانی کا ذکر کرتا ہے، اور نور الٰہی کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی اور ابتداء حضرت آدمؑ سے شروع ہوتی اور پھر ایک دوسرے کے ہاتھ منتقل ہوتی جاتی ہے اور حضرت آدمؑ سے حضرت شیثؑ اور حضرت شیثؑ سے حضرت نوحؑ اور حضرت نوحؑ سے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ سے حضرت اسماعیلؑ اور وہاں سے قریش اور وہاں سے عبدالمطلب وہاں سے عبداللہ اور یہ تاریخ عالم کا مختصر جائزہ ہے کہ جس میں ساری باتیں کیں گئیں اور وہاں سے مصطفےٰ ﷺ تک وہاں سے مسلمانوں کی فتوحات تک اور پھر والیان بغداد کے واقعات و حوادث جو اس کتاب کا حصہ ہیں اور اس ماضی کو ڈھونڈ نے والے نے کیا خوب (کتاب بانی) تحریر کی ہے کہ تحریر تخلیق پا کر بامعنی ہو جاتی ہے اور یہ روایت ہے پرانی ادبی روایت کہ مصنف لازمی سمجھتا تھا کہ اپنی کتاب کو ابتداء خلقت عالم سے کرے اور تمام تاریخ عالم کو بادشاہوں کی زندگی تک لکھے اور اپنے دور کی (عصر کی) ساری معلومات کو اس عرصے میں بغیر کسی سرحد کے تحریر کرے (سرحد تک محدود نہ رہے) اس کتاب کا موضوع مشخص ہے کہ اس کی باتیں محدود مشخص ہیں جس کی مثال حدیث نور ہے جو کتاب میں تجلی دے رہی ہے۔ لکھنے والا کتاب کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کر رہا ہے، وہ کام جو اس نے کیا ہے تاریخ عالم کیلئے کافی ہے، تاریخ سیستان کی دو مضبوط بنیادیں ایک شرط سے سیستان کے متن و اسکی بنیاد گاڑی ہے اور دوسری حدیث نوری کہ آدمؑ سے طلوع ہوتی اور نسب نامہ گرشاسب (بانی سیستان) کتاب کے اوائل میں موجود ہے اوور اسکی نسبت کیومرث تک پہنچاتے ہیں اور بلا تکلیف کہتا ہے کہ یہ کیومرث وہی آدمؑ تھا اور انہی دو بنیادوں پر داستان سیستان مستحکم طور پر قائم ہوتی ہے۔

یہ جو خلفاء اموی و عباسی کے بھیجے ہوئے گورنر کہ یہاں آتے ہیں وہ بغداد سے آتے ہیں یعنی "مدینۃ السلام" شہر اسلام سے وہ شہر جو خلفاء راشدین کے بعد ان کے جانشین کا اصل مسکن ٹھہرا اور وہ وہاں سے سیستان آتا ہے اور (خلفاء بغداد کے جانشینوں کا اصل

مسکن رہا ہے) یہی سیستان کی سرزمین گرشاسب ونرمیان ورستم دستان ولایان (گورنر) کی باتیں (واقعات) ایک ایک کر کے دہراتا ہے اور یہاں تک کہ یہاں کہ لوگوں کی مزاحمت ان کے مقابلے میں کھڑا ہونا اوران کے علم کا قد کا بھی ذکر کرتا ہے۔ ابتداء گمنام خوارجی سرداروں سے لیکر امیر حمزہ خارجی تک جونسل ذوتھمسب سے تعلق رکھتا ہے اور وہاں یعقوب لیث اور عمرو تک اوران کے جانشیوں کے مار دھاڑ اور پسپائی تک وہ دومرد ہی بنیادیں ہیں۔ آگے روابط سیستان ،خراسان، سامانیان کے ساتھ اور سلطان محمود کے کارندوں اور سلطان مسعود کے کارندوں کا ذکر ہے، کسی کی طرفداری کے بغیر سچائی کے ساتھ ایرانیوں کے پہلے سلسلے کا ذکر کرتا ہے ذکر ہخا منشیوں کا اور سامانیوں کی بربادی اور معقول روابط خلفاء کے ساتھ اور سیستان کے ساتھ بھی کا ذکر شامل ہے،اور یہ بھی کہ جب کام سیدھے طریقے سے نہیں نکلتا تو قتل غارت پر اتر آتا ہے اور پھر والیان سلطان محمود غزنوی کے جب یہاں سے پاؤں اکھاڑ دیئے جاتے ہیں تو سیستان مصائب و تکالیف میں گھر جاتا ہے۔ سلطان محمود کی چاہت جنگ ہند ہے اوراس پر لشکر کشی کرتا اور اس طرح مسعود اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے چکر میں رہتا ہے اور انہیں سرزمین سیستان سے کوئی خاص محبت یا دلچسپی نہ رہتی اور اسی طرح ترکان سلجوقی راستے سے داخل ہوتے ہیں اوراس بربادی سیستان کے کام کو تکمیل تک پہنچاتے ہیں ایک طرف سے امیر چغری آتا ہے اور دوسری طرف سے امیر طغرل وہ ترک جنہوں نے امیر مسعود غزنوی کو جنگوں میں دھول چٹائی وہ سیستان آتے ہیں اور وہاں حیل سازی کرتے ہیں (اور مختلف طریقوں سے نقصان پہنچاتے ہیں)۔ اس کتاب میں جو تحریر ہے کہ چغری کے نام کا خطبہ آخری پڑھا جاتا ہے یہ خطبہ آخری میخ،کیل ہے جو سیستان کے تابوب میں ٹھونکی گئی ہے اور یہ تاریخی دوراختتام کی (شومی) بدبختی ہے۔

اس تاریخ سیستان کا مکمل متن پہلی بار تصحیح کے ساتھ مرحوم محمد تقی بہار (ملک

الشعرا) نے سال 1314ھ میں چھپوایا اور یہ جدید کتاب جو آپ کے سامنے ہے اس کی بنیاد وہی کتاب ہے جو ملک الشعار کی ہے اور اس کا اصل متن اس میں لیا گیا ہے۔ تحریر زبان کے حوالے سے صاف ہے اور پھر اچانک متن پر تکلف اور بہتر صورت میں تبدیل ہو جاتا ہے، سخت ترین جملے (ترش جملے) مصدر کے حوالے سے ترتیب وار آتے ہیں (جملہ ساہ، روشن اور گویائش ہیں) اور روایتی طور پر سخت سریع اور سطحی جملے دیکھنے کو ملتے ہیں وہ واقعات جو کتاب کے آخری صفحات پر کندہ ہیں وہ لکھنے والے کے اپنے دور تک آ پہنچتی ہے اور بہت سے باتوں کی تفصیل بیان کرتی ہے اور اچانک اتنی تیزی دکھاتا ہے کہ قرن پنجم کے وسط سے سیدھا قرن ہشتم کے اوائل میں داخل ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی دوسرے مصنف نے اس دور کا اضافہ اصل کتاب میں کیا ہوا، وہ بھی اپنی طرف سے یعنی سلسلہ حوادث و آسیب بادشاہ وقت تک پہنچا تا (اپنے عصر)

مگر نہ یہ آخری لکھنے اور نہ اس تاریخ کا اصل لکھنے والے کسی کا نام موجود ہے۔ اس تاریخ کا اصل لکھنے والا اپنی اس تحریر کو چارسو پچاس ہجری تک لے گیا ہے، لکھنے کے بعد اس کی موت واقع ہوگئی ہے۔ آخری باب جو اصل تحریر میں شامل ہے سلسلہ حوادث تک 448ھ تک پہنچاتے ہیں جسکے باعث وہ نامکمل ہے اور اس کے بعد جس طرح تحریری لکھنے میں تبدیلی آئی ہے تو بعید نہیں کہ یہ دوسرے مصنف کا کام ہو۔ آخری باب سے پہلے والے باب میں جو لکھاوٹ و تحریر ہے اس طرح ہیں "نپذیر فتند و قبول نکر دند" اور "اسیر گرفتند و بند کردند" اسی طرح کی مترادف سازی جو قدیم تحریروں میں معمول نہ تھی اور سراسر ایک مصنف کی تحریر نہیں لگی اور اسی طرح لکھا ہے کہ "قریب سی صد ہزار درھم "اور "قریب دہ ہزار مرد " تو اس تحریر کو لکھنے والے "قریب " کے بجائے "نحو" لکھتا ہے۔

اسی طرح اصل تحریر کے آخری حصے کے علاوہ ابتدائی تحریر میں بھی نقص ہے،

مرحوم بہار نے تفصیلاً بیان کیا ہے۔ مگر یہاں یہ بات بھی قابل اطمینان ہے کہ اس میں جو اضافت کی گئی ہے وہ تاریخ وحوادث کے حوالے سے ضروری ہے جس کی وجہ سے بہار نے اسے کتاب میں ضروری سمجھا ہے اور یہی چیزیں بامعنی اور تاریخی ہیں)۔

یہ تحریر کتابی صورت میں چھپنے سے پہلے ایران کے قدیم اخبار میں قسط وار چھپی ہے سال 1881 میلادی سے 1885 میلادی تک، اور وہ بھی ایک غیر تصحیح اور بغیر حواشی کے طور پر یہ نسخہ سال 1304 شمسی کے حادثاتی طور پر مرحوم ملک الشعراء بہار کے ہاتھ لگا اس قدیم ایرانی اخبار کے صفحات کی صورت میں اور اس قدیم ایرانی اخبار میں اس تحریر نام "تاریخ سیستان " لکھا گیا تھا اور مرحوم بہار نے بھی اس تاریخ کو اخبار کی مناسبت سے "تاریخ سیستان لکھا"۔ مرحوم بہار اپنے مقدمہ میں جو اس کتاب کے حوالے سے لکھا گیا ہے میں اس بات کی تردید کرتا ہے یہ ترجمہ ہے اور اس کی اصل زبان تحریر عربی ہے " اور اس کی کئی مثالیں پیش کی ہیں، اسی طرح اس تحریر کو 445 ہجری میں لکھنے کے حوالے سے یہ دلیل دیتا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ مصنف 445 ھجری میں یہ تاریخ تحریر کر رہا تھا" کہ مصنف لکھتا ہے کہ حضورﷺ کے دور کو چارسو چوالیس سال کا وقت گزر چکا ہے اور جب 444 سال گزر جاتے ہیں تو یہ شہر دوبارہ آباد ہو جاتا ہے" یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مصنف اس دور کے بادشاہ کی تعریف میں یہ جملہ استعمال کرتا ہے (کہ اس دور کے بادشاہ کے وقت یہ سرزمین آباد ہوتی ہے)اور دوسری یہ بات یہ اس کا اس طرف اشارہ ہے کہ یہ تحریر پانچویں صدی ہجری کے وسط کی ہے۔

تاریخی شواہد سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ کسی تحریر کا اسٹائل طرز تحریر اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ کس دور کی ہیں اور پانچویں ہجری میں استعمال ہونے والے الفاظ موجودہ تحریر میں نظر آتے ہیں، اس دور میں وہ سادہ ومختصر جملے استعمال کئے گئے ہیں اور مترادف استعمال نہیں ہوئے اور ردیف وقافیہ استعمال نہیں ہوئے اور عربی کی ترکیبات

بہت سے تحریروں میں استعمال ہوئی ہیں اور اس تحریر میں اس دور کے رائج الفاظ استعمال ہوئے ہیں (انکی تفصیل مصنف نے دی ہے جس کی تحریر کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ہے)

اس تحریر سے کچھ غیر ضروری چیزیں نکال دی گئی ہے مگر عربی و اشعار و سن وغیرہ کو تحریر میں رہنے دیا گیا وہ سب بہار مرحوم کے نسخے میں نظر آتا ہے اب اگر تحریر پر نظر دوڑئی جائے تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے سیستان پورے عالم کا مرکز نگاہ رہا ہو، اور مرکزیت سیستان کے حوالے مصنف کی نا تجربہ کاری اور تعصب و جانبداری واضح نظر آتی ہے اور سیستان کو مہور نگاہ رکھا گیا ہے جیسے:

ہجرت آدمؑ سراندیب سے لوٹا تو سیستان میں اقامت کی نوحؑ کی کشتی گھومتے گھومتے سیستان پر خشکی سے آ کر رکی، حضرت سلیمانؑ نے ہوا سے فرمایا کہ اسے دنیا بھر گھومائے اور جب سارا جہان گھومنے کے بعد سیستان آیا تو بولا" اس طرح کی خوبیوں والی سرزمین میں نے سارے جہاں میں نہیں دیکھی، اور بعد از اسلام کے ادوار میں نو یسندہ جب خلفاء کے بھیجے ہوئے والیان کا ذکر کرتا ہے اور یعقوب کے دورہ کرمان و پارس وخراسان و جندشاپور کا ذکر کرتا ہے تو وہاں کہتا ہے کہ فلان یہاں آیا"یعنی سیستان آیا۔

سال وغیرہ عربی میں لکھے ہوئے تھے انہیں خذف کر دیا گیا اور اس سے داستان میں کسی طرح کی کمی یا خرابی نظر نہیں آتی اور عربی کے وہ الفاظ فقرے وغیرہ جن سے اسلوب تحریر پر فرق یا خلل پڑھ رہا ہو اسے تحریر میں نہ رہنے دیا گیا۔

تاریخ سیستان میں پرانا طرز تحریر ہے کہ اس میں فارسی کے اولین دور کے اشعار درج ہیں اور پہلی فارسی شاعری میں شعر محمد بن وصیف سکزی (سیستانی) نے یعقوب لیث کی مدح میں پڑھا ہے۔ تاریخ سیستان میں آیا ہے اور اس شعر کے پڑھنے

کے اسباب کا ذکر کیا گیا ہے کہ خوارج کے قلعہ قمع کے بعد اور یعقوب کی فتوحات خراسان کے بعد ایک شاعر نے اس کی مدح میں عربی میں شعر کے پڑھا اور وہ عربی سے ناوقف تھا تو اس نے کہا" کیوں تم لوگ اس زبان میں شعر پڑھتے ہو جو میں سمجھ نہیں سکتا"اور شاعر حضرات بے چارے ہو گئے اور محمد بن صیف سکزئی نے یعقوب کیلئے فارسی میں شعر پڑھا جو ابتداء ہے فارسی ادب کی، اور اسی طرح رودکی کا خمریہ قصیدہ کہ رودکی اسے امیر بن احمد سامانی کی بزم مجلس میں امیر بوجعفر کی تعریف میں پڑھتا ہے اور امیر بوجفر ایک ہزار سواروں کے ساتھ گیا اور ری پر حملہ کیا اور ماکان کی کی مجلس میں اس کی داڑھی اکھاڑ ڈالی ۔قصیدہ رودکی گرچہ چھوٹا تھا مگر اس حوالے سے ابھی تک کافی بلند ہے 43 بیت اور اسی طرح دوقطعہ، چند چھوٹے قلعے دو بیتی جو شعر بھی ہیں اور عربی میں بھی ہیں جن کے نہ ہونے سے داستان یعقوب لیث و محمد طاہر واس کی گرفتاری وقید نامکمل ہوگی۔

تحریر کی زبان نہایت سادہ اور دلچسپ ہے اور ہر قسم کے تعلقات،خود نمائی،طویل الکلمات و زائد تحاریر سے پاک ہے،اور اس میں مصنف نے مختصر گوئی اور اصل مطلب کی بات کی ہے اور خود اس نے بارہا تاکید کی ہے کہ اختصار کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا اور اس کا اپنا قول ہے" کتاب بڑھ نہ جائے"اور"پڑھنے والے کو زیادہ بے چینی/بیزاری نہ ہونے پائے"اور جو چیز بلا مقصد ہے اسے بولنے سے گریز کرتا ہے اور مخاطب کو زیادہ بڑھا چڑھا کر بیان نہیں کرتا، اور نہ ہی آج کل کی مصنفوں کی طرح بے جا لکھنے کی کوشش کرتا ہے اور مختصر مختصر اور باوقار طرح سے اضافی توضیحات سے گریز کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے جیسے اسے ڈھونڈا، نہ پا سکا، واپس لوٹا آیا"اسماعیل بن احمد بخارا سے نکلا اور کہا"واپس چلو جنگ نہیں کرنی"اور وہ لوٹ گئے اور اسی طرح کی دیگر وضاحتیں وغیرہ۔

کہیں کہیں مختصر گوئی میں جملہ کو اتنا مختصر کر دیتا ہے کہ محسوس ہوتا ہے کہ جملے میں

کچھ کمی ہے اور اسی طرح اصل تحریر میں کمی محسوس ہوتی ہے کہ جملے میں کچھ کمی ہے اور اسی طرح اصل تحریر میں کمی محسوس کرتے ہوئے کتاب میں اسے واضح تر کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ جیسے:

حکومت عمرو کی فتوحات کا آغاز اسلام کی فتوحات کے بارے میں مصنف لکھتا ہے "اسلام عزیز ہو گیا" اور اس سے نئے پڑھنے والے کیلئے مشکلات پیش آسکتی ہیں تو اس جملے کو تھوڑا بڑھا کر اس طرح کر دیا گیا ہے کہ "اسلام کا کام عزیز ہوا اور عروج پا گیا" اور یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ تحریر میں بہتری آئے "اور اسی طرح دوسرا جملہ کہ "اور اس سے پوچھا گیا" کو تبدیل کیا گیا ہے کہ "اور اس سے حال احوال پوچھا گیا" اسی طرح کچھ اور جملے بھی ہیں۔

مرحوم بہار نے ہی ارادہ کیا ہوا تھا کہ اصل تحریر کو جب آگے بڑھائے اور قارئین کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ اپنی اصلیت و شناخت کو گم نہ کریں اور اس نے بے جا یا فضول اضافت سے سخت پرہیز کیا ہے اور وہ خود بھی اس تحریر کی اہمیت سے واقف تھا اور اس نے اس تحریر کو "ایجاز "اور جملوں کی مختصر نویسی" کو بارہا ذکر کیا ہے کہیں کہیں جب زیادہ لازم پایا تب ہی جملوں میں مزید اضافہ کیا اور آپ نے بارہا مختصر ترین جملے "ہونے کی شکایت کی ہے جس سے عام قاری لئے مفہوم زیادہ واضح ہو جاتا ہے) اور بہار کی اضافت نے جملوں میں نئی جان ڈال دی ہے اس طرح کی ترمیم کی ایک خوب صورت سی مثال پیش خدمت ہے کہ مصنف لکھتا ہے "جب رودانی وہاں سے لوٹا، رودانی کو قید کر لیا گیا" مرحوم بہار ان دو جملوں کے بیچ ایک جملے کا ضافہ کرتا ہے کہ اس پر برہم ہوا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کیوں رودانی کو قید کیا گیا اور اس طرح کی بہت سے وضاحتیں مرحوم بہار کی تحریروں میں نظر آتی ہیں اور اضافی چیزوں کے حوالے سے مصنف لکھتا ہے کہ "قصہ دراز ہو جائیگا"

مرحوم بہار ان پہلے لوگوں میں سے تھا جس نے چوتھی پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کی تحریریں جمع کر کے ان کے اشاعت کے مرحلے سے گزار کر محفوظ بنالیا اور اس کتاب یا پھر اس طرح کی تاریخی کتب کے حوالے سے یہ بات کہی ہے کہ اس میں تاریخ و ادب کے حوالے سے خامی معلومات حاصل نہیں ہوتی ہے اور خصوصاً تاریخ کے حوالے سے اس طرح تحریریں ایک علمی خزانہ ہیں اور کبھی کبھی ان میں تاریخی غلطیاں بھی لکھی جاتی ہے یا پھر مختلف روایات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا ہے جن کی وجوہات اکثر و بیشتر سیاسی ہوتی ہیں۔اس تاریخی دستاویز کے حوالے سے اکثر ادبا،مورخین نے یہ بات کہی ہے کہ "یہ تحریر پہلی مکمل معلومات یعقوب لیث وعمرولیث وحمزہ خارجی وخلف بن احمد ومحلب بن ابی صفرہ ہے اور پہلی معلومات ہے ایران کے اس حساس ترین اور اہم ترین دور کی اور فارسی ادب کی تاریخ میں پہلے اشعار فارسی اور رودکی کی خمریہ شاعری کی بات تحریر ہے، اس طرح معلومات تاریخ ادب فارسی کیلئے سند کی حیثیت رکھتی یں اور یہ تحریر فقط ایک تاریخی دستاویز یا منبع اطلاعات نہیں بلکہ یہ ایک عقل مند کے ہاتھوں لکھی گئی وہ داستان ہے کہ جو سیستان کو مرکز جہاں قرار دیتی ہے اور خلفاء کے بھیجے گئے والی و زراء سامانی و سلطان محمود تمام کے تمام کو بیگانہ تصور کرتی ہے اور پھر عمرو جب دروازہ باغ پہنچتا ہے اور اسماعیل بن احمد کی بربادی اور جنگ، خلیفہ کا ان کے بیچ تصادم کی کامیاب کوشش، شکست عمرو اور گرفتاری پر خلیفہ حکم کہ اسے یہاں بجھوا دو (اور آگے کی داستان کتاب میں درج ہے) اور جب عمرو کو وہاں بغداد بھجوایا جاتا ہے تو ماوراءالنہر سے بغداد کی راہ کی طوالت ایک ماہ برابر ہے یعنی سرحد سیستان سے وہاں تک اور یہ سیستان اس کی حکومت رہی تھی اور پھر اسے نجات دلانے کوئی نہیں آتا یعنی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے جانشین امراء حکومت سیستان) اس بات میں اپنی بھلائی نہیں دیکھتے کہ عمرو یہاں موجود رہے اور وہ محفل لھوولعب ونشاط سے فارغ ہو جائیں۔

یہاں ایک اور بات کہ محمد بن علی بن لیث صفاری وہ شخص ہے جو بُست میں قتل وغارت اور مردم آزاری کرتا ہے اور نجات پاتے ہیں لوگ تو "اس دن خوشیاں مناتے ہیں، گانے گاتے ہیں، دعائیں مانگتے ہیں کہ وہ اس غم سے نجات پا گئے "پھر ایک صبح کسی کو خبر نہ تھی کہ خراسان کی طرف سے طبل جنگ کی آواز آنے لگی۔ احمد بن اسماعیل جو "ھری" گیا ہوا تھا اور جب وہ فراہ تک پہنچا کہ سیستان جائے، بست کی خبر سنی کہ محمد بن علی وہاں کیا کر رہا ہے، راستہ بدل لیا اور لوگوں نے دیکھا کہ " کالے لباس نظر آئے، لوگ خوش ہوئے کیونکہ لشکر خراسان عادل تھا"۔

یہ ہے بغیر طرفداری اور کامل ذہینت اور تعصب و جانداری سے پاک واقع نگاری جو گمنام مصنف نے شامل تحریر کی ہیں یہ چیزیں اسے زمین فراہم کرتی ہیں کہ وہ خود کو ایک برجستہ مصنف منوا لیتا ہے، یہ تاریخ کی ایک خوبصورت داستان ہے، ایک زندہ تحریر و گویا تحریر ہے جو ان حوادث و ان تبدیلیوں کو ظاہر کرتی ہے اور محفوظ کر چکی ہے۔ اس کی یادیں ہمیشہ قائم رہیں اور وہ خود ہمیشہ آباد رہے۔ (مصنف کے دعائیہ جملے)

جعفر مدرس صادقی

☆☆☆☆☆